Regd. L. No. 1703.

نیرنگِ خیال

فلم نمبر

ایڈیٹر:- حکیم محمد یوسف حسن

Copies: 5500

Mushfiq Khwaja Library and Research Centre Karachi-Pakistan

M. HAKIM YUSAF HASSAN,
Editor,
Nairang-i-Khiyal, Lahore.

جملہ حقوق محفوظ

نیرنگِ خیال فلم نمبر

اشاعت ۵۵۰۰

جولائی ۱۹۳۱ء

نیرنگِ خیال ہندوستان بھر کے علمی ادبی رسایل میں سب سے زیادہ چھپتا ہے اسلئے اسمیں ہمیشہ اشتہار دو

جلد ۱۲ — نمبر ۸۵

ایڈیٹر حکیم محمد یوسف حسن

"ایجاد ہمارا حصّہ ہے اور تقلید دوسروں کا"

فلم نمبر کے مضامین

مضمون	مصنف
شذرات	از ایڈیٹر
فلم کا وسیلۂ اظہار	از پطرس
کامیابی کی داستان	شیخ افتخار الرسول بدر کے قلم سے
ہندوستانی فلم کا مستقبل	از عذرا میر آف ہولی وڈ
لاس انجیلز	از جناب ریاض حسین صاحب بی۔ اے
سوانح فلم	از عبدالقیوم کاشمیری
ناطق فلم	از خواجہ احمد عباس
متحرک تصاویر	از ایڈیٹر

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

مزاحیہ و دلچسپ افسانوں
اور
مضامین کی لاجواب کتابیں

مضامین پطرس مجلد
قیمت عہ

شریر بیوی عہ
محصولڈاک معاف
انتخاب اودھ پنچ ۱۲؍
حاجی بغلول ۸؍
بوڑھے کی شادی ۴؍

ملنے کا پتہ:۔
منیجر نیرنگِ خیال بکڈپو
شاہی محلہ لاہور

مہارانی کا خواب
ایک لاجواب افسانہ
اگست کے نیرنگِ خیال میں ملاحظہ فرمایئے
از
مرزا عظیم بیگ چغتائی

مرزا عظیم بیگ کے مضامین
پڑھکر آپ ہنسا کرتے تھے
یہ افسانہ آپ کو محبّت وفا کی
جگر پاش دُنیا میں گم کردیگا

دمہ کی انوکھی دوا } "کشمال" کی ایک خوراک سے اتنا فائدہ ہوتا ہے جو دوسری دواؤں سے ایک ماہ میں بھی نہیں ہوسکتا۔ سخت سے سخت دورہ چند منٹوں میں کافور ہوجاتا ہے۔ نیا پرانا خشک و تر دمہ ایک ہی شیشی کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ پہلی خوراک سے خاطرخواہ فائدہ نہ ہو تو دوا واپس کرکے اُس کی قیمت معہ دوطرفہ محصول ہم سے لے لیجئے۔ تکمیل شرط کے واسطے دو خوراکیں نمونتاً اور واپسی قیمت کا اقرارنامہ ہر پارسل میں بھیجا جاتا ہے۔ (نوٹ) گردہ ومثانہ کے مریض اور سوزاک والوں کو نقصان دیتی ہے۔ قیمت ۱۲ معہ محصول پتہ:۔ منیجر کشمال فارمیسی ۹/۱ وکٹوریہ پارک شہر بنارس

دیوان غالب مطبوعہ جرمنی۔ قیمت تین روپے۔ کتب خانہ جامعہ ملیہ دہلی سے طلب کیجئے

کریمی پریس لاہور بیرون دروازہ شیرانوالہ سرکلر روڈ میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا اور حکیم محمد یوسف حسن ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر نیرنگ خیال شاہی محلہ لاہور سے شایع کیا

(۵۸۶)

شذرات

از ایڈیٹر

سالنامے اور خاص نمبر

آج سے سات سال قبل نیرنگ خیال جن بلند ارادوں کے ساتھ دنیائے صحافت پر نمودار ہوا تھا۔ اُسکی شاندار تمثیل خود نیرنگ خیال ہے۔ جس نے نہ صرف خود ترقی کی طرف قدم اُٹھایا۔ بلکہ ایسی فضا بھی پیدا کردی جس میں ہر جدت پسند اور ترقی پذیر رسالہ کے لئے جاں بخش ہوائیں موجود ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے رسایل ایسے بھی شایع ہوئے جنھوں نے کورانہ تقلید کے ساتھ زرسودیت اور بازاریت کو اپنا معیار بنایا۔ اس لئے وہ بار بار ظاہر ہونے پر بھی اپنی ہستی کو قایم نہ رکھ سکے۔ اور سسک سسک کر جان دے دی۔ جہاں ہمیں اُن رسایل کی بے وقت موت کا افسوس ہے وہاں زندہ رسایل کے خاص نمبروں اور سالناموں سے مایوسی ہو رہی ہے +

سالنامہ نیرنگ خیال کی ایجاد ہے۔ ہم دسمبر میں سالنامہ شایع کرتے ہیں اور حسب معمول اُس ماہ کا نیرنگ خیال بھی علیحدہ شایع ہوتا ہے۔ سالنامہ سے ہمارا مقصد محض یہ تھا کہ ہم نیرنگ خیال کو انتہائی مکمل صورت میں ناظرین کے سامنے پیش کر دیں۔ تاکہ اگر آج نہیں تو آج سے بیس پچیس سال بعد جب نیرنگ خیال کا سالانہ چندہ آٹھ دس روپے ہو اور اُسے یورپین اور ہندوستانی تجارتی فرموں کے اشتہارات اُسی نسبت سے ملنے لگیں جس نسبت سے انگریزی میگزینوں کو ملتے ہیں تو وہ ہر ماہ اس قسم کا بیش قیمت رسالہ شایع کرنے لگے۔ جو اُسے متمدن ممالک کے رسایل کا ہم پلہ بنا دے +

لیکن افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض معاصرین نے سالنامے کا مطلب سمجھ رکھا ہے رطب و یابس مضامین کو ایک خاص حجم میں جمع کرکے پبلک کے سامنے پیش کر دینا۔ حالانکہ مقصد صرف بلند ترین مضامین اچھوتے خیالات کو سلیس ترین زبان میں پیش کرنے کا تھا۔ تصاویر کا معیار بھی مضامین کی طرح سے سالنامہ میں بلند ہونا چاہئے۔ مگر ایسے رسایل کے عام پرچوں اور سالناموں اور خاص نمبروں میں چنداں فرق نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ مطلب فوت ہو رہا ہے جس کے لئے سالنامہ کی ایجاد کی گئی تھی +

سالناموں کے بعد خاص نمبروں کی وبا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض معاصرین کی کوششیں قابل داد ہیں کہ اُنھوں نے کسی ایک ہی موضوع پر مفید مطلب مضامین جمع کرکے لٹریچر میں قیمتی اضافہ کیا ہے۔ لیکن زیادہ تر اس قسم کے نمبر بھی "فیل" ہی ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی اشاعت سے چنداں مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔

ہم اپنے معاصرین کی خدمت میں ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ خاص نمبروں اور سالناموں کا معیار اتنا تو بلند کر دیں جو اُن کے عام پرچوں سے زیادہ وقیع اور پسندیدہ ہو +

بفضل خدا نیرنگ خیال کا مطمح نظر اور میدان عمل معاصرین سے قطعاً مختلف ہے۔ نیرنگ خیال کا ہر معمولی نمبر اپنے اندر قسم قسم کی خصوصیات رکھتا ہے، جس سے تمام رسایل محروم نظر آتے ہیں۔ زیر نظر نمبر نیرنگ خیال کا فلم نمبر ہے۔ جس کے مطالعہ سے ناظرین فلم سازی کی صنعت۔ اُس کی تاریخ۔ اُس کی خوبیوں اور اُس کے نقائص سے بخوبی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ڈراما' ادب العالیہ سمجھا جاتا ہے۔ اور دور حاضرہ میں سٹیج کے بعد سکرین (پردہ تصویر) ڈراما کی بہترین منظر تصور کی جاتی تھی۔ لیکن جس دن سے ٹاکیز (ناطق فلمیں) ایجاد ہوئی ہیں۔ پردہ تصویر اب ایکٹنگ کی خوبیوں کی نمایش کے ساتھ ساتھ آواز کے اُتار چڑھاؤ اور زبان کی سلاست کے اظہار کا ذریعہ بھی بن گیا ہے۔ بولنے والی اردو فلمیں اردو زبان پر گہرا اثر ڈالنے والی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ملک کے تعلیم یافتہ نوجوان اپنے ملک کی صنعت اور اپنے ملک کی مشترکہ زبان کی ترقی کے لئے اس میدان کی طرف قدم بڑھائیں۔ یورپ کروڑوں روپے ہر سال اہل ہند کی جیبوں سے نکالے چلا جا رہا ہے۔ ہم بدیشی کپڑے اور بدیشی مال کو بائیکاٹ کرتے ہیں لیکن بدیشی فلموں کو بائیکاٹ نہیں کر سکتے۔ ہمارے کھدر پوش

لیڈر بھی بدیشی فلموں کو مزے لے لے کر دیکھنے کے عادی ہیں۔ ہمارا مطلب بدیشی فلموں کو بائیکاٹ کرنا نہیں۔ کیونکہ ہم بائیکاٹ کو ترقی کے لئے کوئی کامیاب حربہ نہیں سمجھتے۔ ہمارے خیال میں کامیاب حربہ صرف خودداری اور ترقی کے جذبات کی پیروی کرنے میں مضمر ہے۔ مقابلہ کی جرأت اور اس جذبہ کے ساتھ ترقی کی طرف قدم بڑھائے چلے جانا۔ خواہ وہ ترقی تدریجی ہی کیوں نہ ہو، ہزار بائیکاٹ سے زیادہ موثر ہے +

ایک وقت تھا کہ ہندوستان فن "ڈراما" میں اُستاد تسلیم کیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ انتہائی گراوٹ میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر ملک کے تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ نے اسے سنبھالنے کی کوشش نہ کی تو یہ فن ہندوستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائے گا +

نیرنگ خیال کا فلم نمبر بھی اسی جذبہ کی نذر ہے۔ ہندوستان اور یورپ کے چند ماہرین فن کی تصاویر مفید ترین دلچسپ مضامین کے ساتھ شایع کی جا رہی ہیں۔ ان میں شیخ افتخار الرسول بدر کی چند تصاویر بھی ہیں۔ جنہیں ہندوستان بھر کی فلمی دنیا میں سب سے اوّل پیش کرنے کا فخر صرف نیرنگ خیال کو حاصل ہے۔ شیخ افتخار الرسول بدر کی یہ تصاویر ہمیں براہ راست موصول ہوئی ہیں۔ اور ہم سب سے اوّل ہندوستان کی فلمی دنیا کو بتلاتے ہیں کہ اُن کے ایک ہندوستانی بھائی نے یورپ میں کسقدر عالمگیر شہرت حاصل کر لی ہے +

اگر ہمیں ملک الشعراء رابندر ناتھ ٹیگور پر فخر ہے۔ اگر ہمیں بوس جیسے سائنسداں پر فخر ہے۔ اگر ہمیں دیو پیکر رستم زماں گاماں پہلوان پر فخر ہے۔ اگر ہمیں حیدر آبادی بیراگ پر فخر ہے تو ہمیں ہر اس ہندوستانی پر فخر کرنا چاہئے جس نے یورپ کے مقابلہ پر اپنی ذہانت اور قابلیت کا سکہ جما دیا ہو۔ اور جس نے کسی بھی فن میں ہندوستان کے کمال کا اظہار کیا ہو۔ شیخ افتخار الرسول بدر پہلے ہندوستانی ہیں جنھوں نے یورپ کی فلم ساز کمپنیوں میں ہزاروں اور لاکھوں یورپین ایکٹروں کی موجودگی کے باوجود کئی بار ہیرو کا پارٹ کیا ہے۔ شیخ افتخار الرسول پہلے ہندوستانی ہیں جن کی زیر نگرانی لالہ رخ کی زبردست ناطق فلم تیار ہو رہی ہے۔ اور جو اس کے خارجی مناظر کی تصویر کشی کے لئے عنقریب کشمیر آنے والے ہیں +

شیخ افتخار الرسول بدر کے مختصر حالات خود اُن کے قلم سے لکھے ہوئے کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ ہمیں شیخ صاحب کو اس جانب توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذاتی مفاد پر ہندوستانی مفاد کو ترجیح دیں گے۔ یورپ اور امریکہ کی فلم کمپنیوں سے اُنہیں گراں بہا تنخواہیں مل سکتی ہیں۔ لیکن اس سے وہ اپنی ملکی صنعت فلم سازی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اُن کی ضرورت خود اُن کے اپنے ملک کے اندر ہے +

نیرنگ خیال کے پانچ خاص نمبر

ناظرین نیرنگ خیال یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ جولائی ۱۹۳۱ء سے جون ۱۹۳۲ء تک نیرنگ خیال کے پانچ خاص نمبر سالنامہ کے علاوہ ہیں جو دسمبر میں خصوصاً شایع ہوا کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ جولائی ۳۱ء سے خریدار ہونگے اُنہیں جون ۳۲ء تک پانچ خاص نمبر اور سات معمولی نمبر صرف تین روپیہ چھ آنہ سالانہ چندہ میں وصول ہوں گے۔ اس اعلان کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

جولائی ۱۹۳۱ء	میں	فلم نمبر
اکتوبر ۳۱ء	میں	اُدبائے قدیم کے طرز نگارش
دسمبر ۳۱ء	میں	افسانہ نمبر
مارچ ۳۲ء	میں	عید نمبر
جون ۳۲ء	میں	نگارش لطیف

(۲) فلم نمبر کے بعد ادبائے قدیم کے طرز نگارش اکتوبر میں شایع ہوگا۔ جس کا حجم بھی عام نمبروں سے بڑھا دیا جائے گا۔ اس میں ملک کے قدیم انشا پردازوں کے شاہکار بڑی محنت اور جستجو سے جمع کئے جائیں گے جو بے حد دلچسپ ہوں گے۔ یہ نمبر اس قابل ہوگا کہ ہندوستان بھر کی یونیورسٹیوں اور لائبریریوں میں

اسے کتابی صورت میں محفوظ رکھا جائے +

(۳) افسانہ نمبر۔ دسمبر ۱۹۳۱ء میں نیرنگ خیال کا افسانہ نمبر شایع ہوگا۔ جو سالنامہ کے علاوہ ہوگا۔ گویا دسمبر میں ہم دو خاص نمبر شایع کر رہے ہیں۔ سالنامہ اور افسانہ نمبر۔ بلکہ تین خاص نمبر یعنی دفتر نیرنگ خیال سے شایع ہونے والے ہر دلعزیز و مقبول عام ماہوار رسالہ تازیانہ ریویو کا سالنامہ موسوم بہ "اسلامی دنیا" بھی دسمبر میں ہی شایع ہوگا۔ سالنامہ کے متعلق تو زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ نیرنگ خیال کے سوا کوئی شایع کرنا نہیں جانتا البتہ دسمبر میں شایع ہونے والے افسانہ نمبر کے متعلق یہ لکھنا ہے کہ درجنوں رسایل اب تک افسانہ نمبر شایع کر چکے ہیں۔ لیکن ہم نے ابھی تک نیرنگ خیال کا افسانہ نمبر شایع نہیں کیا۔ ہم افسانہ نمبر بالکل نئی طرز پر پیش کریں گے۔ جس سے افسانہ نویسی اور افسانہ خوانی دونوں میں انقلاب پیدا ہونے کی توقع ہے +

(۴) عید نمبر۔ عید نمبر حسب معمول فروری مارچ میں شایع ہوگا۔ جو اپنے اندر مخصوص خوبیاں رکھتا ہے +

(۵) نگارش لطیف۔ یہ جون ۱۹۳۲ء میں شایع ہوگا۔ اس میں صرف ہندوستان کی مشہور اہل قلم خواتین کے مضامین ہوں گے۔ گویا نیرنگ خیال کا ایک خاص نمبر صرف عورتوں کے مضامین ہی سے لبریز ہوگا +

ان نئی نئی جدتوں اور اتنے وسیع پیمانہ پر کام کرنے کی عملی سکیم پیش نظر رکھنے سے میرے کام میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ میں اپنے قلمی معاونین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے رشحات قلم سے میری مدد کریں اور اپنے تمام ناظرین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ توسیع اشاعت میں خاص طور پر توجہ دیں۔ کیا اتنی خوبیوں کے بعد۔ ارزانی کی حد ہے کہ تین روپے چھ آنہ چندہ بھی آسانی سے وہ اپنے دوستوں سے وصول نہ کر سکیں +

ایڈیٹر

فلم نمبر میں ہندوستانی اور یورپین ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی تصویریں شایع کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے بیشتر کو شایقین فن پردۂ تصویر پر دیکھ چکے ہیں۔ مسٹر خلیل اور مسٹر بلی موریا بمبئی کی فلم کمپنیوں میں کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ مسٹر ایم اسمٰعیل پنجاب میں بہترین کریکٹر ایکٹر ہیں۔ عورتوں میں مس سلطانہ اور مس زبیدہ بہت مشہور ہیں۔ دونوں بہنوں کی ایک بالکل نئی تصویر شایع کی جا رہی ہے۔ اس تصویر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہن شوخی و شرارت اور دوسری معصومیت کے پارٹ کے لئے موزوں ہے۔ پنجاب میں سوائے مس گلزار کے اور کسی ایکٹرس نے بحیثیت ایکٹنگ کے شہرت حاصل نہیں کی۔ یعنی پنجاب میں تینوں فلم کمپنیوں نے جسقدر ایکٹریس اس وقت تک پردہ تصویر پر پیش کی ہیں اُن تمام میں مس گلزار کا کام سب سے اچھا رہا ہے۔ کریکٹر ایکٹروں میں مسٹر اسمٰعیل کے بعد مسٹر غزنوی۔ مسٹر ہیرالال۔ مسٹر گل حمید۔ ماسٹر احمد الدین۔ مسٹر نظیر پر پبلک کی نظریں ہیں۔ اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں یہ تمام ایکٹر فلمی دنیا میں شہرت حاصل کرنے والے ثابت ہونگے +

پنجاب میں فلم انڈسٹری ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔ اس وقت تک پنجاب کی تینوں کمپنیاں زیادہ سے زیادہ دس فلمیں تیار کر چکی ہونگی۔ کام کی ابتدا تو اچھی ہوئی تھی۔ لیکن اُس کی موجودہ رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ بمبئی اور پنجاب میں ایک امتیاز قایم ہو جاتا۔ بمبئی کی تیار شدہ فلمیں بدمذاقی کا نمونہ ہوتی ہیں۔ اُن کا تخیل پست اور ایکٹنگ تھیئٹریکل کمپنیوں کے نقالوں اور بھانڈوں کا سا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پنجاب میں بھی "چل سے" کی بمبئی والی اصطلاح کے ماتحت اُسی ڈھب کی فلمیں تیار ہو رہی ہیں۔ جن کا مقصد محض اتنا ہوتا ہے کہ فلمیں بنتی رہیں اور مختلف شہروں میں جہاں ایسی فلموں کی مانگ ہے۔ وہ دکھائی جاتی رہیں۔ کچھ نہ کچھ آمدنی ہوتی رہے۔ اور بس۔ دیکھئے وہ وقت کب آتا ہے جب پنجاب صنعت فلم سازی میں بمبئی پر فوقیت حاصل کر سکیگا +

چند روشن خیال اور فلمی دنیا سے دلچسپی لینے والے نوجوانوں نے لاہور میں ایک فلمی کلب بنام ایسٹرن آرٹ پروموٹر قایم کی ہے۔ مقصد اس کلب کا یہ ہے کہ وہ ہندوستانی فلموں پر تنقیدی نظر ڈالا کریں۔ مضامین اور لیکچروں کے علاوہ اس کلب کے نوجوان دوسری فلم کمپنیوں کے ساتھ اشتراک عمل سے

ڈرامے بھی تیار کرائیں گے جن میں اس کلب کے ممبر پارٹ کریں گے ۔ لاہور کے علاوہ ہندوستان کے ہر حصہ سے شائقین اس کلب کے ممبر ہو سکتے ہیں داخلہ کی فیس دو روپے اور ماہوار چندہ صرف ایک روپیہ ہے ۔ مرد اور عورت، ہندو اور مسلمان بلاتمیز مذہب و ملت اس کے ممبر ہو سکتے ہیں ۔ تین روپے منی آرڈر کے ساتھ اپنی فوٹو، عمر اور قد وغیرہ معلومات بھی ہمراہ آنی چاہئیں +

ہمیں توقع ہے کہ اس کلب کے سرگرم کارکن اسے معراج کمال تک پہنچانے میں پوری سعی و کوشش سے کام لیں گے تاکہ وہ اپنی ملکی صنعت کو ترقی دینے میں کامیاب ہو سکیں ۔ پراسپکٹس منگوانے کا پتہ :- دی ایسٹرن فلم آرٹ پروموٹر کلب اکبری منڈی لاہور

ناطق یعنی بولنے والی فلموں سے ہندوستانی زبانوں میں جو انقلاب پیدا ہونے والا ہے ۔ اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اہل زبان حضرات سے اپیل کرتے ہیں ۔ کہ وہ میدانِ عمل میں قدم بڑھائیں ۔ گو اردو ہندوستان کی مشترکہ زبان ہے ۔ لیکن اُس کی صحت اور ترقی کا زیادہ بار اہل زبان کے کندھوں پر ہونا چاہیئے ۔ سنا تھا کہ لکھنؤ میں ایک فلم کمپنی قایم ہو رہی ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو سب سے اوّل اُنہیں ناطق فلموں کی تیاری کی طرف توجہ دینی چاہیئے تاکہ ہندوستان میں صحیح اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں وہ عمدہ مثال پیش کر سکیں ۔ ورنہ بمبئی اور بنگال سے آنے والی ناطق فلمیں اگر غریب اُردو کی "ٹانگ" توڑنے لگیں تو انہیں معذور سمجھا جائے گا +

نیرنگ خیال کے آیندہ نمبر میں مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی کا افسانہ مہارانی کا خواب اور جناب مرزا فرحت اللہ بیگ کا افسانہ عشق کی گولیاں شایع ہوگا ۔ ناظرین نیرنگ خیال آئندہ نمبر کا بے صبری سے انتظار کریں +

فلم نمبر کے صفحات میں اگر کسی قسم کی غلطی رہ جائے تو ہمیں معذور سمجھا جائے ۔ کیونکہ محترمی پطرس کے مضمون کے وقت پر نہ مل سکنے کی وجہ سے پرچہ کی کتابت اُلٹی طرف سے شروع کرائی گئی تھی ۔ یعنی جو مضمون سب سے آخر میں ہیں وہ سب سے اوّل لکھوائے گئے اور جو شروع میں ہیں وہ سب سے آخر میں +

اسسٹنٹ ایڈیٹر

ریویو

بغاوت عرب اور لارنس

اس کتاب میں مولانا چراغ حسن صاحب حسرت سابق مدیر زمیندار اور انصاف نے کرنل لارنس کے حالات نہایت کاوش سے جمع کر دیئے ہیں ۔ ابتدا میں بغاوت عرب کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور اس سلسلے میں مشرق و مغرب کی قدیم آویزش کی تاریخ بھی بیان کر دی گئی ہے ۔ کتاب کی عجیب ترین خصوصیت یہ ہے کہ مولانا عبدالمجید خاں صاحب سالک نے اس کا مقدمہ لکھا ہے ۔ اور مولف نے اسے مولانا ظفر علی خاں صاحب کے نام معنون کیا ہے ۔ یہ کتاب اردو میں ایک بالکل نئی چیز ہے ۔ اور بقول حضرت سالک "مولانا چراغ حسن صاحب حسرت نے یہ کتاب لکھ کر اسلامی سیاست و تاریخ پر بہت بڑا احسان کیا ہے" ۔ کتاب میں کرنل لارنس کی دو تصویریں بھی دی گئی ہیں ۔ ایک کرنل لارنس عربی لباس میں اور دوسری فوجی وردی میں ۔ آخر میں عربستان اور حجاز ریلوے کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں ۔ کتابت طباعت اعلیٰ ۔ کپڑے کی جلد ۔ قیمت صرف عہ ملنے کا پتہ اردو کتب خانہ ۔ برکت علی روڈ لاہور +

"فلم کا وسیلۂ اظہار"

از "پطرس"

[یہ مضمون بزبان انگریزی "پطرس" صاحب نے موسم سرما میں مینروا کلب کے سامنے پڑھا تھا۔ جو لاہور میں اہل علم و فن کی سب سے مختصر اور سب سے اہم انجمن سمجھی جاتی ہے۔ مصنف کی اجازت سے **مولانا چراغ حسن صاحب حسرت کاشمیری** نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ جس کے دوران میں انہیں ایسی ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے ایسی خوش اسلوبی سے ان کو زیر کیا۔ کہ یہ مضمون محض ترجمے کی حیثیت سے بھی بے انتہا قابل قدر ہے]

اگر خوش قسمتی سے مجھے دس حضرات بھی ایسے مل جائیں جو اس مضمون کو پڑھنا گوارا کر لیں تو ان میں کم از کم ایک بزرگوار تو ایسے ضرور ہوں گے جنہیں سنما سے نفرت ہے۔ اور اظہار نفرت میں کوئی تامل محسوس نہیں کرتے۔ باقی حضرات میں بھی بعض ایسے ہوں گے جو کبھی کبھار اس گناہ کا ارتکاب تو کر لیتے ہیں۔ لیکن اقبال جرم نہیں کرنا چاہتے۔ اور اکثر اوقات اپنے سنما تشریف لے جانے کی تاویل یوں فرمایا کرتے ہیں:۔

"کل شام کوئی شغل نہیں تھا۔ آپ جانتے ہیں میری بیوی رونلڈ کالمین کے فلموں کو بہت پسند کرتی ہے۔ میں نے سوچا کہ لاؤ ہم بھی چلے چلیں۔ چنانچہ ہم ......"

لیکن اس جگہ نہ تو میں ان اصحاب کے خلاف جہاد کرنا چاہتا ہوں جنہیں سنما سے نفرت ہے۔ نہ دوسرے گروہ کو جسے بیوی کے سر الزام تھوپنے میں لطف آتا ہے۔ اس لطف و مسرت سے محروم کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر سنما واقعی آرٹ کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اس کے کمالات کا کوئی جداگانہ مظہر اور اس کے آرٹ کا کوئی مخصوص وسیلۂ اظہار ہے۔ تو وہ کیا ہے؟ مصور کے کمال کا مظہر خطوط اور رنگ ہیں۔ شاعر الفاظ کے ذریعے اپنا مطلب ادا کرتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ فلم کار چیزوں سے کام لیتا ہے۔ اس کے پاس کس قسم کا مواد موجود ہے۔ اور اس مواد کے امکانات کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب دینے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ فلم کیونکر بنایا جاتا ہے؟ کیونکہ اس طرح ہمیں یہ بتانے میں آسانی ہوگی کہ سنما میں کسقدر وسعت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ فلم متحرک کیمرے کی تصاویر کے ایک سلسلہ کا نام ہے۔ جو یکے بعد دیگرے دکھائی جاتی ہیں۔ یا یوں کہئے کہ سنما کے "شاٹ" جب ترتیب و تسلسل کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں۔ تو انہیں فلم کہا جاتا ہے۔ "شاٹ" فلم کے ایک ایسے ٹکڑے کا نام ہے۔ جس کی تصویر متحرک کیمرہ میں بیک وقت لی جاتی ہے۔ جہاں تسلسل ٹوٹا شاٹ ختم ہو جاتا ہے۔ جب کیمرہ دوبارہ چلنے لگتا ہے تو دوسرا "شاٹ" شروع ہو جاتا ہے +

قصہ (یا جو کچھ بھی فلم کا موضوع ہو) کے انتخاب کے بعد دوسرا مرحلہ فلم نامے کا مرتب کرنا ہے۔ میں یہاں تو یہ تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتا کہ فلم نامہ کتنے مرحلوں کے گذرنے کے بعد تکمیل کی منزل تک پہنچتا ہے۔ بلکہ میں صرف اسقدر عرض کرنے پر اکتفا کروں گا کہ فلم نامے میں قصے یا موضوع فلم کی تمام روداد کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور اسے شاٹوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر شاٹ کا حال پورے تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اس کی تمام جزئیات کو واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے گویا وہ تمام اجزا جن کی ترکیب سے فلم کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی ترتیب اور تقدم و تاخر کے ساتھ قلمبند کر لئے جاتے ہیں۔ جس ترتیب کے ساتھ انہیں پردے پر دکھانا منظور ہے۔ ہر شاٹ کے متعلق پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ہدایات دی جاتی ہیں۔ اور بتایا جاتا ہے کہ شاٹ کا موضوع کیا ہوگا۔ آیا وہ یکبارگی نمودار ہوگا اور یکبارگی غائب ہو جائے گا (یا سنما کی اصطلاحی زبان میں یوں کہئے کہ اسے ابتدا میں اور خاتمہ پر "کاٹا جائے گا") یا وہ ابتدا میں بتدریج نمودار ہوگا۔

اور خاتمہ پر بتدریج غائب ہو جائے گا - اور آیا تصویر کے نمودار ہونے اور غائب ہونے کا یہ عمل آہستہ آہستہ ہوگا - یا بسرعت - اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو کیا وہ پہلے شاٹ میں سے رفتہ رفتہ نمودار ہو کر اگلے شاٹ میں تحلیل ہو جائے گا - جسے اصطلاح میں "عمل تحلیل" کہتے ہیں - اور آیا عمل تحلیل آہستہ آہستہ ہوگا - یا تیزی سے - پھر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ شاٹ لیتے وقت کیمرا ایک ہی جگہ رہے گا یا آگے بڑھ کر "معمول" کے قریب ہو جائے گا - یا پیچھے ہٹ جائے گا - یا اُس کے متوازی حرکت کرے گا - اور یا گھوم کر پورے منظر کی تصویر لے لیگا - "فلم نامہ" میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ جس چیز کا شاٹ لیا جا رہا ہے کیمرہ اُس کے سامنے اتنی ہی بلندی پر ہوگا جتنی بلندی پر انسان کی آنکھ ہوتی ہے - یا کسی اور "نقطہ" یا زاویے سے شاٹ لیا جائے گا کیمرہ اس سے کسقدر فاصلہ پر ہوگا - شاٹ "قریبی" ہوگا یا "وسطی" یا "بعیدی" غرض فلم نامہ میں ان تمام سوالوں کے جواب اور ہر شاٹ کے متعلق تفصیلی ہدایتیں موجود ہوتی ہیں +

میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ فلم نامہ میں شاٹ اُسی ترتیب سے لکھے جاتے ہیں جس ترتیب سے اُنہیں پردے پر دکھایا جاتا ہے - لیکن یہ ضروری نہیں کہ "شاٹ" لیتے وقت بھی یہی ترتیب ملحوظ رکھی جائے "شاٹ" تو اسی ترتیب سے لئے جاتے ہیں جس میں زیادہ سہولت ہو - فرض کیجئے کہ ایک کہانی کا آغاز لاہور سے ہوتا ہے اور خاتمہ بمبئی میں - اگر ضرورت پڑے تو آپ بمبئی کے تمام سین پہلے لے لیں گے - اور لاہور کے بعد میں - اور پھر اُنہیں فلم نامہ کے مطابق مرتب کر لیں گے - اور اگر کیفیت یہ ہو کہ کہانی کا ایک سین تو ایک مقام (قدرتی یا سٹوڈیو میں مصنوعی طور پر تیار کردہ) سے تعلق رکھتا ہو اور دوسرے سین کا تعلق کسی دوسرے مقام سے ہو - اور مناظر کے مقامات متواتر اسیطرح تبدیل ہوتے رہتے ہوں - جیسا کہ اکثر فلموں میں ہوا کرتا ہے تو آپ وہ تمام مناظر جو ایک جگہ سے تعلق رکھتے ہیں - ایک مرتبہ لے لیں گے - اور پھر دوسری جگہ پہنچ کر تمام متعلقہ مناظر کا عکس لے لیا جائیگا - اس بات کا خیال نہیں رکھا جائے گا کہ ترتیب کے لحاظ سے جو سین پہلے ہے اُسے پہلے لے لیا جائے اور جو بعد میں ہے - اُسے بعد میں "فلم بند"[1] کیا جائے - اس کے بعد آپ گھر آ کر تمام عنوانات کے فوٹو لے لیں گے - جب تمام واقعات اور عنوانات کا عکس لے لیا جائے گا تو سلولائیڈ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا - ایک ایک شاٹ الگ کر لیا جائے گا - پھر ہر شاٹ میں کسیقدر کانٹ چھانٹ ہوگی (ہر شاٹ کے دونوں سروں پر کسیقدر زائد فلم لے لیا جاتا ہے تاکہ بعد میں اسے کاٹ کر تناسب پیدا کر دیا جائے) اور آخر میں یہ شاٹ مناسب ترتیب کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں گے - اور فلم کی تکمیل ہو جائے گی - فلم کی قطع و برید اور از سر نو شیرازہ بندی جسے "تدوین" یا "ایڈیٹنگ" کہتے ہیں - فلم سازی کا ایک اہم مرحلہ ہے - اور بعض ڈائرکٹر خصوصاً روسی ماہرین تو حقیقت میں فن اسی کو سمجھتے ہیں +

سنما ایک "صوری" فن ہے - تمام صوری فنوں سے کم عمر - لیکن اس کم عمری کے باوجود اسے ایک حیثیت سے اُن پر فوقیت حاصل ہے - تمام صوری فنون "حرکت" کے اظہار سے قاصر ہیں - بہت ہوا تو کنایتہً حرکت کا مفہوم ادا کر دیا - لیکن فلم کو یہ دشواری نہیں وہ "حرکت" کو بیّن اور واضح طور پر ظاہر کر سکتا ہے "عمل" ڈرامے کی جان ہے - اور فلم میں بھی اُسے یہی حیثیت حاصل ہے "کیونکہ فلم میں تو کوئی ایسی چیز دکھائی ہی نہیں جاتی جس کی ظاہری حالت اس کی تمام کیفیات کی ترجمان نہ ہو اور جس میں واضح طور پر "حرکت" نظر نہ آئے - اور وہ فلم ہی کیا ہے جس میں حرکت اور اُس کا اُتار چڑھاؤ - اُس کا تھم جانا - یا روک دیا جانا - اور یا حرکات کا باہمی تصادم نہ دکھایا جائے - تمام صوری فنون میں یہ امتیاز فلم ہی کو حاصل ہے - کہ مسلسل حرکت اور روانی کو اُس کا اصول موضوعہ قرار دیا جا سکتا ہے"[2] گویا فلم کا آغاز حرکت سے ہوتا ہے اور ایک شاٹ سے دوسرے شاٹ کے درمیانی فاصلہ میں بھی تسلسل یا روانی موجود ہوتی ہے - اور یہی خصوصیات ہیں جو اسے دوسرے صوری فنوں سے ممتاز کرتی ہیں - آپ نے بہتیرے تصویردار پوسٹ کارڈوں کے البم بکتے دیکھے ہوں گے - جن پر تفرج گاہوں اور صحت افزا مقامات کے مناظر ہوتے ہیں - یہ تصاویر ایک خاص تعلق کی بنا پر ایک دوسرے سے منسلک تو ضرور ہوتی ہیں - لیکن اُن میں یہ خاصیت کہاں ہے کہ ایک تصویر دوسری تصویر میں ڈھلتی چلی جائے - اور اس متواتر تحلیل سے ایک تسلسل پیدا کرے - یعنی فوٹو سے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے "کہ کیا ہوا؟" لیکن یہ کون بتائے کہ "کیونکر ہوا" - اس کے اظہار پر تو صرف فلم ہی قادر ہے - جب تک واقعہ کی پوری ترتیب - اُس کی پوری صورت - اور

---

[1] میں نے "شوٹنگ" کا ترجمہ "فلم بند" کیا ہے - لیکن "شاٹ" کو اُس کی اصلی حالت پر رہنے دیا ہے - میرے خیال میں "شاٹ" کا ترجمہ "لمحہ" یا "فلم پارہ" ہو سکتا ہے (مترجم)

[2] ارنسٹ ٹس کی کتاب ہراقلیتس (مصنف)

کیفیت - اس کا مالہٗ اور ما علیہ سمجھ میں نہ آجائے لطف نہیں آتا + "ناولسٹ الفاظ میں منظر کی تصویر کھینچتا ہے - ڈرامالسٹ مکالمہ سے یہ کام لیتا ہے فلم نگار کے لئے ضروری ہے - کہ وہ جب فلم نامہ لکھنے کے لئے قلم اٹھائے تو اس کے ذہن میں ایسی مرئی اشکال ہوں جو بآسانی ایک دوسرے میں ڈھلتی چلی جائیں "+

ایک کہانی میں جو فلم کے لئے لکھی گئی ہے - ایک فقرہ یہ ہے :-

"زید اس مکان میں اکثر آیا کرتا تھا" یہ جملہ بحیثیت فقرے کے بامعنی اور اظہار مطلب پر پوری طرح قادر ہے - لیکن اسے بعینہٖ فلم کی صورت میں منتقل کردینا ناممکن ہے - ناولسٹ کے قلم سے جب یہ جملہ نکلا تھا تو اس کے ذہن میں اشکال وصور نہیں - بلکہ الفاظ تھے - یہ تو اسی صورت میں فلم کے لئے موزوں ہوسکتا تھا کہ لکھنے والے کے ذہن میں الفاظ کے بجائے تصاویر ہوتیں - "اکثر" ایک غیر معین عدد ہے - جس کے معنی کئی مرتبہ کے ہیں - اگر فلم میں زید کو اس مکان پر پانچ چھ مرتبہ آتا دکھایا جائے تو کہیں جاکر "اکثر" کا مفہوم پورا ہوگا لیکن مشکل یہ ہے کہ "اکثر" کا مفہوم ادا کرنے کا یہ طریقہ بیحد مسرفانہ ہے - ایک فلم میں یہ مشکل اس طرح حل کی گئی تھی کہ زید مکان میں قدم رکھتا ہے تو بچے خوشی سے اس کی طرف دوڑتے ہیں - اور کتا اچھلتا اور دم ہلاتا اس کی جانب لپکتا ہے - اس طرح تماشائیوں کو معلوم ہوجاتا ہے کہ زید اس مکان میں نووارد نہیں بلکہ "اکثر" آتا ہے +

"اے وومن آف پیرس" نام فلم میں جس کا ڈائرکٹر چارلی چیپلن تھا یہی مفہوم زیادہ لطیف طریق پر ادا کیا گیا تھا - مکان میں نہ تو بچے دکھائے گئے تھے - اور نہ کوئی پالتو حیوان تھا - نوکروں کے سوا مکان میں کوئی نہ تھا زید مکان میں داخل ہوتا ہے - صوفے پر جا بیٹھتا ہے - کچھ دیر سیکسوفون بجاتا رہتا ہے - پھر اسے خیال آتا ہے کہ میرے پاس رومال نہیں - وہ بغیر کسی پس وپیش کے اٹھتا ہے - اور دوسرے کمرے میں جاکر اور نہایت بے تکلفی سے ایک دراز کھول کر رومال نکال لیتا ہے +

ایک اور مثال ملاحظہ ہو "اس دن اس نے دس میل کا سفر کیا" "اکثر" کی طرح تصویر میں "دس میل" کا مفہوم ادا کرنا بھی مشکل ہے - اور اگر آپ کسی تصویر کے ذریعے "دس میل" کا مفہوم ادا نہیں کرسکتے - تو ایسا جملہ فلم کے کام کا نہیں - لان چینی نے ایک فلم میں جو پچھلے دنوں لاہور میں دکھایا گیا تھا - یہ مطلب نہایت خوبصورتی سے ادا کردیا تھا - دن بھر کی آوارہ گردی کے بعد وہ جس انداز سے بوٹ اتارتا ہے - اس سے فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ اس نے لمبے سفر کے بعد اب کہیں دم لیا ہے - لیکن یہ تو ایسی مثالیں ہیں کہ کہانی الفاظ کی صورت میں پہلے موجود تھی - بعد میں اسے فلم کی صورت میں ڈھال لیا گیا اور بہتر یہ ہے کہ تصاویر سے کہانی مرتب کی جائے گویا تصویر بمنزلہ بیج کے ہے جو کہانی کے پودے کو جنم دیتی ہے - اس کے برعکس کہانی کو بیج اور تصویر کو پودا فرض کرلینا سخت غلطی ہے" میں یہاں بعض اچھے فلموں کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں - جس کی ترتیب میں کسی خاص غور وفکر سے کام نہیں لیا گیا - ایک نقاد نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے یہی فہرست بطور دلیل پیش کی ہے +

دی کروزر پوٹمکن - دی کیبنیٹ آف ڈاکٹر کیلیگاری - اے وومن آف پیرس - وارننگ شیڈوز - دی سالویشن ہنٹرز - وادیول - دی پلگرم - برلن اور دی میرج سرکل -

یہ سب کے سب کامیاب فلم ہیں - لیکن ان میں سے ایک بھی کسی ناول یا ڈرامے سے مختار یا ماخوذ نہیں - اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوجاتی ہے کہ جب کسی ناول کو فلم کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے - تو کیوں ناکامی ہوتی ہے - مثال کے طور پر "ٹیس"[1] کو لیجئے - فلم میں خیر ایک تو یہ جاہلانہ تصرّف کیا گیا ہے کہ کہانی کو مسرت انجام بنادیا گیا ہے - لیکن اس سے قطع نظر کرکے دیکھئے تو بھی فلم اکثر حیثیتوں سے عامیانہ اور مبتذل نظر آئے گا - اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تھامس ہارڈی نے جو مطالب الفاظ میں ادا کئے ہیں انہیں تصاویر میں ظاہر کرنے کے لئے ہارڈی جیسے نکتہ رس دماغ کی ضرورت نہ سہی - اتنا تو ضروری ہے کہ فلمکار تصاویر کے فن میں اتنی ہی مہارت رکھتا ہو جتنی مہارت ہارڈی کو الفاظ کے فن میں تھی - لیکن بدقسمتی سے وہ بیچارا اس مہارت اور قابلیت سے محروم تھا - اس فلم کے بہترین حصے جن میں فلمکار نے بزعم خود بڑا کمال صرف کیا ہے - دیکھئے - تو زیادہ سے زیادہ آپ اسے ہارڈی کی کتاب کا بھدا سا مصوّر ایڈیشن کہہ لیجئے گا اب اس کا مقابلہ ایک اور فلم "پیٹرپان"[2] سے کیجئے - یوں تو وہ بھی ناول سے ہی ماخوذ ہے - لیکن جو نکتہ میں پیش کررہا ہوں - اسی کے اعتبار سے بیحد کامیاب

[1] ٹیس آف دی ڈربرولز - مصنفہ تھامس ہارڈی۔ پارسیس ٹولٹ مصنفہ ایرک والٹر وائٹ (مصنف)

[2] پیٹرپان مصنفہ ایلنڈ ڈ بنوان - (مصنف)

اور مختلف حیثیات سے جامع ثابت ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فلم کا ڈائرکٹر ارنسٹ لوبش جیسا شخص جس کا شمار کاملین فن میں کیا جاتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں فلم کی کامیابی کا راز خود ناول میں نہاں ہے۔ میں ذیل میں ناول کے ایک قصے کا اقتباس پیش کرتا ہوں :-

"یکایک فوجی افسر تن کر کھڑا ہو گیا اور اُس کا ایک ہاتھ سلام کے لئے ٹوپی پر جا پہنچا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر کی بے حس و حرکت مورت کھڑی ہے۔ زار کے پیش خدمت کا دھڑ آگے کی طرف جھکا ہوا تھا۔ اور سارا جسم دہرا ہو گیا تھا۔ اُس کے کولوں کو دیکھ کر تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جسم کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اُس کے کندھے زانوؤں کے ساتھ پیوست ہو گئے تھے۔ پیشانی پر رگیں اُبھری ہوئی تھیں۔ اور سر سینے کے ساتھ جا لگا تھا +

زار دروازے میں کھڑا تھا۔ آنکھوں کے پپوٹے پھڑک رہے تھے برآمدے میں جسقدر لوگ تھے۔ وہ انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔ بلکہ اُس کی نظریں اُن سے گذر کر برآمدے کے بیرونی حصے تک جا پہنچی تھیں۔ زار اس کیفیت میں غرق کئی قدم آگے بڑھ آیا۔ اُس کے چہرے پر بدستور وہی محویت چھائی ہوئی تھی۔ اُس کا دہنا کندھا بائیں کندھے سے اونچا معلوم ہوتا تھا اور بار بار پھڑکتا تھا۔ وہ ایک سن رسیدہ سٹاف کپتان کی اپنی غلطی محسوس کر کے فوجی قاعدے کے مطابق سیدھا کھڑا ہو گیا۔ زار نے سر اُٹھایا اور کپتان کے چہرے پر جو ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ نظریں گاڑ دیں۔ اور بلند آواز میں پکارا

"مراولیف"

ایڈجوٹنٹ تین قدم آگے بڑھ کر زار کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ زار نے سٹاف کپتان کی طرف اشارہ کر کے کہا "اسے ازراہ تنبیہ پیدل فوج کی رجمنٹ متعینہ مولیفت میں تبدیل کیا جاتا ہے +

مراولیف نے حکم کی یادداشت رکھ لی۔ زار کی مطالعہ گاہ کے دروازے میں کونٹ پاہلن کا مضبوط جسم اور خشونت آمیز چہرہ نظر آ رہا تھا۔ اُس نے نیم باز آنکھوں سے معتوب کپتان پر نظر ڈالی جس کی نگاہوں میں غصہ کی بجلیاں کوند رہی تھیں۔ اور اُس کے ابرو کسیقدر اوپر چڑھ گئے" +

اس سگنلز پر بھی لگی پیٹا اور رسالے کے بھاری بھرکم بوٹ سے ٹھوکر ماری۔

کیا اس سے زیادہ واضح اور سنیما کے مقاصد سے اسقدر مطابقت رکھنے والا کوئی ناول لکھا جا سکتا ہے۔ ہر لفظ بجائے خود ایک تصویر ہے جس میں معنی حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر جب فلم نگار کا قلم ان تصویروں میں رنگ بھرتا ہے۔ تو اور ہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ مثلاً زار ایک جگہ کہتا ہے "سنو! میں تمہیں ایک راز بتاتا ہوں۔ میرا باپ بھی قتل کیا گیا تھا۔ اور غالباً میرا بیٹا بھی کسی دن میری طرح قتل کر دیا جائے گا"

اب فلمکار کی جدت طرازی دیکھئے۔ کہ زار کے منہ سے یہ الفاظ کہلوانے کے بجائے اُس کے باپ دادا کی تصویر دکھائی جاتی ہے جو نہایت موزوں طریق پر ہماری نظروں سے گزرتی ہے۔ زار آخری تصویر کے سامنے جو اُس کی اپنی شبیہ ہے۔ ٹھہر جاتا ہے۔ یہ عجیب پُر حسرت منظر ہے۔ زار کی آنکھوں میں التجا اور استفہام کی ملی جلی کیفیت نظر آتی ہے۔ نگاہیں کچھ مانگ بھی رہی ہیں۔ کچھ پوچھ بھی رہی ہیں +

ایک جگہ ناولسٹ لکھتا ہے۔ کہ "زار نے گھونسا تان کر کہا۔ میں زار ہوں اور زار رہونگا"! فلم نگار نے یہاں بھی اپنے معنی آفریں قلم کے عجیب کرشمے دکھائے ہیں۔ زار بھاگ کر اپنے دربار کے کمرے میں پہنچتا ہے۔ قاتل پیچھے پیچھے ہیں۔ زار بھاگ کر چبوترے پر چڑھ جاتا ہے۔ اور تخت کے سامنے تن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر دہنا ہاتھ بلند کر کے کہتا ہے :-

"میں زار ہوں اور زار رہوں گا"

فلم نگار کے قلم کی ہلکی سی جنبش نے اس منظر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا جب ناول کے الفاظ کو جو خود تصاویر سے کم نہ تھے۔ یوں واضح تر کر دیا جائے تو ایسے فلم کی کامیابی پر کسے تعجب ہو سکتا ہے +

فلم جن مرئی اشکال سے بنتا ہے۔ وہ بآسانی دوسرے قالب میں ڈھل جاتی ہیں۔ ایک تصویر پردے پر جلوہ دکھا کر غائب ہو جاتی ہے۔ اور اُس کی جگہ دوسری تصویر لے لیتی ہے۔ اور یہ رنگ بدلنے اور نئے نئے پیکر اختیار کرنے والی شکلیں اپنے حالات کی ترجمان آپ ہوتی ہیں۔ ہر تصویر واضح اور غیر مبہم معنی رکھتی ہے۔ جن کی شرح بیان کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ بلکہ ذہن خود بخود انہیں سمجھ لیتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ہر خیال کو سینکڑوں طریقوں سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ ایک مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہزاروں تصویریں بن سکتی ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ پورے غور و فکر کے بعد تصاویر کا انتخاب کیا جائے۔ اور وہی تصاویر منتخب کی جائیں۔ جو سب سے زیادہ واضح ہوں اور ہمارے معہود ذہنی کو پوری طرح ادا کر سکیں۔ کیمرہ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ چھوتا ہے۔ سونگھتا ہے۔ چکھتا ہے

گو یا وہ انسانوں کی طرح حواس خمسہ رکھتا ہے - لیکن اُس کی آنکھ بے پروا تماشائی کی آنکھ نہیں - بلکہ وہ ہر چیز کا مطالعہ غائر نگاہ سے کرتا ہے اور فلمکار کو بڑی آسانی یہ ہے کہ کیمرہ کی وسیع طاقت اور قوت اُسے سہارا دینے کو موجود ہے - فرض کیجئے - کہ ہمارے سامنے دربار شاہی کا منظر ہے - تماشائی اگر اس منظر کا پوری طرح مطالعہ کرنا چاہے گا تو وہ بالاخانے پر چلا جائے گا - تاکہ بلندی سے تمام منظر اچھی طرح دیکھ سکے - پھر بھی اُس کی خواہش یہ ہوگی - کہ بادشاہ کو قریب سے دیکھے - درباریوں کے ہجوم میں مل کر ایک ایک چیز پر نظر ڈالے - فلمکار تماشائی کی توجہ پر پوری طرح تصرف کر لیتا ہے - تماشائی اُنہیں چیزوں کو دیکھتا اور یاد رکھتا ہے جنہیں فلم کا ڈائرکٹر اُسے دکھانا چاہتا ہے - اور پھر ان مناظر کا انتخاب اس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے - کہ "تماشائی انہیں صرف دیکھتا ہی نہیں - بلکہ وہ اُس کے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں" - ایسے ہی مقامات پر فلمکار کے جوہر کھلتے ہیں - اور صاف معلوم ہو جاتا ہے - کہ فلم میں جو قدرت ہے وہ تھیٹر میں نہیں +

فلم کی قدرت کا دائرہ اس اعتبار سے بھی وسیع ہے کہ وہ جزئیات اور تفصیلات کو نہایت واضح طور پر پیش کرنے کی خاص اہلیت رکھتا ہے - فلمکار کیمرے کی مدد سے ہر چیز کی گہرائیوں تک اُتر جاتا ہے - اور تصویر کی روح کو بے نقاب کر دیتا ہے - چنانچہ ایک نقاد لکھتا ہے - کہ "کیمرہ ہمیشہ زندگی کی گہرائیوں میں اُتر جانے کی کوشش کرتا ہے - اور ایسی ایسی پوشیدہ چیزوں تک پہنچتا اور اُنہیں بے نقاب کر دینا چاہتا ہے - جنہیں عام تماشائی کی نظر نہیں دیکھ سکتی - کیمرے کی قدرت کا دائرہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہے - جو چیز اُس کے سامنے آتی ہے وہ اسے سلولائڈ پر محفوظ کر لیتا ہے - جب ہم کسی تصویر کو دیکھتے ہیں تو بہت دیر کے بعد اچھی خاصی کوشش کر کے ہماری نگاہ کسی خاص نقطے پر مرکوز ہوتی ہے اور ہم تصویر کے محاسن کو سمجھنے لگتے ہیں - لیکن فلم میں نہ اتنا وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے - نہ تصویر کی خوبیاں سمجھنے کے لئے کوئی کوشش کرنا ضروری ہے"+

فلم کو ایک اور سہولت بھی حاصل ہے - جو اس سے بھی کہیں اہم ہے - فلم اپنے لئے الگ زمان و مکان پیدا کر لیتا ہے - جو حقیقی زمان و مکان سے بالکل مختلف ہوتا ہے - سٹیج میں کسی حد تک یہ بات ہے - یعنی امتداد زمانہ کو واضح کرنے کے لئے پردہ گرایا یا اُٹھایا جاتا ہے - لیکن فلم اس بارہ میں تھیٹر پر سبقت لے گیا ہے - سٹیج پر ہر کیریکٹر ایک نقطے سے دوسرے نقطے تک حرکت کرتا ہے - اور یہ کیفیت ہوتی ہے - کہ کوئی اہم واقعہ اُسی وقت رونما ہوتا ہے - جب کیرکٹر نقطۂ الف پر ہو یا نقطۂ ب پر ہو - ایسا نہیں ہوتا کہ وہ ان نقاط کا درمیانی فاصلہ طے کر رہا ہو - اور کوئی واقعہ بروئے کار آئے - اور کسی ایکٹر یا "پروڈیوسر" کو یہ قدرت حاصل نہیں - کہ اس بُعد مکانی کو جو ان دونوں نقاط کے درمیان حائل ہے - دور کر دے - یا اس وقت کو جو فاصلہ طے کرنے میں صرف ہوتا ہے - مٹا ڈالے - تماشائی کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ جب کیرکٹر ایک نقطہ سے دوسرے نقطے کی جانب حرکت کر رہا ہو - تو وہ اپنے ذہن کو معطل کر رکھے +

اب دوسری طرف فلمکار کو دیکھئے - جو اس بعد زمانی و مکانی کو آسانی مٹا دیتا ہے - وہ ایک شاٹ اُس وقت لیتا ہے - جب کیرکٹر نقطۂ الف پر ہوتا ہے - اور دوسرا اُس وقت جب وہ نقطۂ ب پر پہنچ جاتا ہے - پھر دونوں شاٹ ملا دیئے جاتے ہیں - اور تھوڑی دیر کے لئے آپ کی ساری توجہ ایک نقطے پر مرکوز ہو جاتی ہے + وقت کو ایک دھارا سمجھئے - جس کے بعض لمحے اہم ہوتے ہیں - اور بعض غیر اہم - فلمکار کی ہنرمندی غیر اہم لمحوں کو نظر انداز بلکہ محو کر کے ایک نیا زمان پیدا کر دیتی ہے - جس میں محض اہم لمحے ہوتے ہیں - یہی نہیں بلکہ وہ چاہے تو ایک جگہ وقت کا دھارا تھم جائے - اور دوسری جگہ بہتا دکھائی دے اور دو مختلف مقامات میں بیک وقت دو مختلف کیفیتیں نظر آئیں - اور تو اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے - کہ وقت کا سیل دو شاخوں میں تقسیم ہو جائے - اور دو دھارے پہلو بہ پہلو بہتے نظر آئیں - آپ نے دیکھا ہوگا کہ فلم میں جب کوئی ایسا منظر دکھایا جاتا ہے کہ ایک طرف ایک مصیبت زدہ کی زندگی کے آخری لمحے ہیں - اور دوسری طرف سے کوئی اُسے نجات دینے چلا ہے - تو فلمکار اپنے فن کے ایسے ہی عجائب و غرائب دکھایا کرتا ہے +

جس طرح آپ فلم میں نیا زمان پیدا کر سکتے ہیں - اسی طرح نیا مکان بھی خلق کیا جا سکتا ہے - فرض کیجئے کہ ایک ڈائرکٹر چند ایسے مناظر فلم بند کر لیتا ہے جو مختلف مقامات سے تعلق رکھتے ہیں - اور ان کے درمیان بعد مکانی حائل ہے - لیکن وہ ان تمام اجزا کو ملا کر ایک نیا "فلمی مکان" بھی پیدا کر سکتا ہے - ایک روسی نقاش کلیساف نام نے جو فلم سازی کے فن میں بصیرت رکھتا ہے ۱۹۲۰ء میں تجربہ کے طور پر حسب ذیل مختلف شاٹ جمع کئے تھے :-

۱ - ایک نوجوان بائیں جانب سے دہنی جانب جاتا دکھائی دیتا ہے -

۲ - دوسری جانب سے ایک عورت آتی ہے -

۳۔ وہ دونوں ملتے اور ہاتھ ملاتے ہیں۔ نوجوان اُنگلی سے اشارہ کرتا ہے۔

۴۔ ایک وسیع سپید رنگ کی عمارت دکھائی جاتی ہے۔ جس کی سیڑھیاں بہت فراخ ہیں۔

۵۔ دونوں سیڑھیوں سے چڑھ کر مکان میں داخل ہو جاتے ہیں۔

یہ تمام مناظر الگ الگ مقامات پر لئے گئے تھے۔ اور پھر انہیں متذکرہ بالا ترتیب سے فلم کے پردے پر دکھایا گیا۔ تو دیکھنے والوں کو ایک مرتب واقعہ نظر آیا کہ ایک نوجوان مرد اور ایک عورت آپس میں ملتے ہیں۔ مرد پاس کے مکان کی طرف اشارہ کر کے اندر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور دونوں مکان میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے اجزا الگ الگ مقامات سے تعلق رکھتے تھے۔ مثلاً وہ نوجوان ماسکو کی ایک پبلک عمارت کے قریب تھا اور عورت شہر کے دوسرے حصے میں تھی۔ مصافحہ انہوں نے ایک تھیئٹر کے پاس کیا تھا جو ان دونوں مقامات سے بہت دور واقعہ ہے۔ سپید رنگ کی عمارت کا شاٹ کسی امریکن فلم سے لیا گیا تھا (درحقیقت یہ سپید رنگ کی عمارت امریکہ کا مشہور قصر سپید تھا) اور سیڑھیاں جن سے وہ چڑھ کر مکان میں داخل ہوئے ایک گرجا کی سیڑھیاں تھیں۔ اب دیکھئے کہ سلولائڈ کے مختلف ٹکڑے ملانے سے ایک نیا "فلمی مکان" پیدا ہو گیا۔ جو محض نمائشی سراب ہے۔ اور در حقیقت کوئی وجود نہیں رکھتا۔ یہی چیز ہے جسے "تخلیقی جغرافیہ" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بڈوکن سب سے پہلا فلم کار ہے جس نے فلمی مکان و زمان کا تخیل وضاحت سے پیش کیا۔ گو اب دنیا کے ہر ملک میں اکثر ڈائرکٹر اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور فائدہ کیوں نہ اُٹھائیں۔ اس سے کیمرہ کی قدرت کے امکانات بھی تو بہت وسیع ہو جاتے ہیں۔ پچھلے سال جو برف پڑی تھی۔ اُس سے اگلے سال کام لیا جا سکتا ہے۔ اکبر دلّی کے قطب مینار سے کودتا ہے۔ اور دریائے راوی میں آ گرتا ہے۔ آپ کسی کمرے سے باہر قدم رکھئے اپنے آپ کو شالامار باغ لاہور میں پائیے گا۔ خواہ آپ نے کمرے سے باہر نکلنے کے کئی سال پہلے یا کئی سال بعد شالامار میں قدم رکھا ہو گا۔

اب آپ پر واضح ہو گیا کہ فلم کے حدود کسقدر وسیع ہیں۔ اور اس کا دائرہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ فلم کا نقطۂ نگاہ ایک نہیں۔ کئی ہیں۔ وہ جس زاویہ سے چاہے دنیا پر نظر ڈالے۔ جس نقطے سے چاہے مشاہدہ کرے۔ اور ساری جزئیات کو ایک ایک کر کے دیکھ جائے۔ اُس میں یہ بھی قدرت ہے کہ نیا زمان و مکان پیدا کرے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ ڈائرکٹر کی خواہش کے سوا کسی کا تابع نہیں۔ فلم کے سامنے ساری کائنات اور زمانہ کا لامتناہی سلسلہ پڑا ہے۔ اُسے اختیار ہے کہ زمان و مکان کے دامن میں جتنے رنگا رنگ جلوے ہیں۔ اُن میں سے جسے چاہے منتخب کرے۔ اور جسے چاہے چھوڑ دے۔

البتہ انتخاب بہت اہم کام ہے۔ اور ایک فلم پر کیا موقوف ہے۔ ہر فن میں انتخاب کو اہمیت حاصل ہے۔ میں پہلے مثال کے طور پر "اے وومن آف پیرس" کے ایک شاٹ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس فلم کا ڈائرکٹر چارلی چپلن تھا۔ اور یہ پہلا فلم ہے جو چارلی کی نگرانی میں تیار ہوا۔ لیکن اس میں خود اُس نے پارٹ نہیں کیا۔ بجز ایک نہایت ہی معمولی مختصر پارٹ کے۔ جہاں تک ڈائرکٹر کے فرائض کا تعلق ہے۔ یہ فلم بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ میں نے جو مثال پیش کی تھی۔ وہ آپکو یاد ہو گی۔ اور ابھی آپ کے ذہن سے اُس شخص کا خیال محو نہیں ہوا ہو گا۔ جس نے دراز سے رومال نکال لیا تھا۔ اب اور سنئے۔ جس مکان پر یہ شخص گیا تھا۔ وہاں ایک عورت تنہا رہتی ہے۔ جب اس نے دراز سے رومال نکالا۔ تو ایک مردانہ کالر بھی گر پڑا۔ اُس نے کالر اُٹھایا اور پھر دراز میں رکھ دیا۔ عورت کے مکان میں مردانہ کالر کا پایا جانا اور مہمان کا اس پر اظہار تعجب نہ کرنا۔ غور کیجئے کہ کتنا بلیغ انداز بیان ہے۔ حسن انتخاب کی بدولت جزئی باتوں میں کیا کیا نزاکتیں بھری جا سکتی ہیں۔ اور کیا کیا معنی پنہاں کئے جا سکتے ہیں۔ "ان ٹالرسن" میں جس کا ڈائرکٹر ڈی ڈبلیو گرفتھ تھا۔ ایک عورت دکھائی گئی ہے جس کا شوہر کسی علت میں ماخوذ ہے۔ وہ بچاری اس انتظار میں بیٹھی ہے۔ کہ دیکھیں جج مقدمہ کا کیا فیصلہ کرتا ہے۔ ہمیں صرف اُس کا چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ یا ہاتھ جنہیں وہ بار بار مروڑ رہی ہے۔ لیکن اس کا بے پناہ اثر ہوتا ہے۔ تشویش و فکر کے جذبات کے جتنے مظاہر ہو سکتے تھے ان میں سے ڈائرکٹر نے صرف وہی منتخب کر لئے ہیں جو سب سے زیادہ موثر ثابت ہوں۔

ایک اور مثال سنئے۔ پچھلی گرمیوں میں "لاسٹ پرفارمنس" نام ایک فلم لاہور میں دکھایا گیا تھا۔ پال جینوس ڈائرکٹر تھا۔ اور کونراڈ ویڈٹ ہیرو کا پارٹ کر رہا تھا۔ کہانی کا موضوع تو کچھ ایسا شاندار نہ تھا۔ لیکن صنعتی اور فنی حیثیت سے یہ فلم جس درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اور ڈائرکٹر نے اپنی قابلیت کے جو کرشمے دکھائے تھے۔ ان کے لحاظ سے بہت قابل تعریف تھا۔ اس میں سے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ایک مداری ایک شعبدہ دکھاتا ہے۔ وہ یہ کہ اُس کا ایک اسسٹنٹ ایک صندوق میں داخل ہو جاتا ہے۔ صندوق کے

پہلوؤں میں سوراخ ہیں۔ جو ایک دوسرے کے قریب واقعہ ہیں۔ ان سوراخوں میں صندوق میں اس طرح تلواریں داخل کی جاتی ہیں کہ اُس کا بچ جانا ممکن معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اُس کا بال تک بیکا نہیں ہوتا۔ تلواریں نکال لی جاتی ہیں اور صندوق کا ڈھکنا اُٹھایا جاتا ہے تو وہ صحیح وسالم نکل آتا ہے۔ ایک دن مداری کی نیت بدل جاتی ہے اور وہ ارادہ کرلیتا ہے کہ اُسے کھیل ہی کھیل میں سچ مچ قتل کرڈالے۔ اب غور کیجئے۔ فلم دیکھنے والوں کو ارادہ قتل سے آگاہ کردیا جاتا ہے۔ تماشائی اس کے لئے پہلے ہی سے تیار بیٹھے ہیں اور بے چینی سے انتظار کررہے ہیں کہ کب صندوق کا ڈھکنا اُٹھتا ہے۔ مقصود اس بے چینی کو بڑھانا اور کانپتے ہوئے دلوں کی ترجمانی کرنا ہے۔ صندوق سے تلواریں نکال کر اس طرح سٹیج پر کھڑی کردی جاتی ہیں۔ کہ اُن کے قبضے اوپر کی جانب ہیں اور نوکیں فرش میں دھنسی ہوئی ہیں۔ ڈائرکٹر کو اس مقام پر یہ فکر تھی۔ کہ کسی طرح دیکھنے والوں پر اضطراب و بے تابی اور تذبذب کی کیفیت طاری کردی جائے۔ چنانچہ اُس نے ایک ایسا شاٹ لیا جس نے تماشائیوں کو عجیب حیص بیص اور گومگو میں مبتلا کردیا ؛

مداری سٹیج پر کھڑا ہے اور اُس کے سامنے تلواروں کا ایک کٹہرا سا بن گیا ہے۔ کیمرہ نشیب میں رکھ دیا۔ تاکہ مداری کا سر تلوار کے دستوں کے عین اوپر نظر آئے۔ تلواروں کے دستے بوجھل ہیں۔ اس لئے اُن میں ایک لرزش سی پیدا ہورہی ہے اور پھل چمک رہے ہیں۔ ان کے اوپر مداری کا ہولناک چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ اس شاٹ کے دیکھنے والوں پر وہی کیفیت طاری کردی جو "آرکسٹرا کے گمبھیر لرزاں کارڈ" سے پیدا ہوجایا کرتی ہے ؛

ایک اور فلم شب پوٹمکن میں جس کا ڈائرکٹر آئزن سٹائن تھا ایک منظر دکھایا گیا تھا۔ کہ باغی اپنے جہاز سے اوڈیسہ تھیئٹر پر گولہ باری کرتے ہیں۔ اس منظر کے پہلے شاٹ میں توپ کو فیر کرتے دکھایا گیا ہے۔ دوسرے شاٹ میں دکھایا گیا ہے کہ آتشگیر مادہ پھٹ گیا۔ بہت بڑا دھماکا ہوا جس سے تھیئٹر کا پھاٹک کانپ اُٹھا ہے۔ اس کے بعد تین شاٹ آتے ہیں ایک میں تو ایک پتھر کا شیر دکھایا گیا ہے۔ جو پڑا سو رہا ہے۔ دوسرے شاٹ میں شیر کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور تیسرے میں شیر کھڑا نظر آتا ہے۔ یہ تینوں شاٹ ملا دیئے گئے۔ تو یہ نظر آیا کہ پتھر کا شیر یک بیک کھڑا ہو کر چیخنے لگتا ہے۔ ایک نقاد کا خیال ہے کہ اس منظر سے وہی اثر ہوا۔ جو جنگل پر تین چڑھتے ہوئے "سر بجانے" سے ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ہم یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ جنگی جہاز کا منظر اوڈیسہ میں لیا گیا تھا۔ پتھر کے شیروں کی تصویریں کریمیا میں "فلم بند" کی گئی تھیں۔ اور پھاٹک کی تصویر ماسکو میں۔ یہ گویا "تخلیقی جغرافیہ" کی ایک اور مثال ہے ؛

اب ایک اور مثال سنیئے۔ یہ موضوع کے حسن انتخاب کی مثال نہیں بلکہ اس سے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جس زاویئے سے شاٹ لیا جاتا ہے اُس کے انتخاب میں کتنی احتیاط برتی جاتی ہے۔ "وادیول" جو ہندوستان میں "ویرائٹی" کے نام سے دکھایا گیا ایک ایسا فلم تھا۔ جس کے لئے "ایمل جیننگز" ایکٹر اور دوپاں فلم ساز مستحق تحسین ہیں۔ تماشائیوں کو ہال کی چھت کے وسط میں جو بہت بلند ہے بازیگر جھولتے نظر آتے ہیں۔ اُدھر بازیگروں کو کبھی چھت میں برقی روشنی کے قمقمے۔ دیواریں۔ اور تماشائی دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی بہت دور نیچے تماشائی اور دیواریں نظر آتی ہیں۔ اور کبھی وہ صرف دیواروں اور روشنی کے قمقموں کو دیکھتے ہیں۔ یہ سارے جلوے اُن کی نگاہوں میں اس طرح آتے ہیں۔ گویا نظریں سمندر کی لہروں کا اُتار چڑھاؤ دیکھ رہی ہیں۔ یہ مختلف مناظر یکے بعد دیگرے نہایت سرعت کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں تو سر گھومنے لگتا ہے۔ اگر کسی دوسرے زاویئے سے تصویر لی جاتی تو یہ اثر پیدا کرنا ناممکن تھا ؛

اوپر کی مثالوں سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ تصویروں کے انتخاب میں کتنا غور و فکر کیا گیا ہوگا۔ اور پھر اُن سے دیکھنے والوں پر جو اثر ہوا۔ اُسے پیش نظر رکھئے تو فلمکار کے حسن انتخاب کی داد دینا پڑتی ہے۔ یہ کیمرے کی کارفرمائیاں نہیں بلکہ فلمکار کے دماغ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ کیمرہ دیکھتا بھی ہے اور دکھا بھی سکتا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا تو فلمکار ہی کا کام ہے۔ کہ وہ کیا دیکھے اور کیا دکھائے ؛

فلم کے مناظر لینے کا فن جوں جوں ترقی کرتا جاتا ہے۔ فلمکار کو ایسے نئے نئے طریقے ہاتھ آتے جاتے ہیں۔ جن کی بدولت وہ فلم کی جزئیات کو نمایاں کرکے پیش کرسکتا ہے۔ ان نئے نئے طریقوں کے طفیل ڈائرکٹر کو یہ قدرت حاصل ہوگئی ہے کہ وہ اظہار واقعات پر ہی اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اہم واقعات کو زیادہ نمایاں اور واضح کرکے پیش کرتا ہے۔ ان میں رنگ بھرتا ہے اور جو واقعات زیادہ توجہ کے محتاج ہیں اُنہیں ہمارے ذہن پر نقش کردیتا ہے۔ تصویر کو واضح اور نمایاں طور پر پیش کرنے کا ایک طریقہ "کلوز اپ"

یا قریبی شاٹ ہے۔ کیمرہ پیچھے ہٹتا ہے۔ تو قریبی شاٹ سے وسطی شاٹ تک پہنچتا ہے۔ اور وسطی شاٹ سے ہٹتا ہے تو بعیدی پر آ ٹھہرتا ہے۔ گویا جوں جوں جزوی حرکات کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے وہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔ جب تصویر دھم پڑتے پڑتے غائب ہوجاتی ہے تو تماشائی کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ معمول سے رفتہ رفتہ جدا ہو رہا ہے۔ اور جب وہ آہستہ آہستہ اُبھرتی ہے تو جذبات اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض اوقات کیمرہ گھومتا ہے۔ اور پورے منظر کو فلم بند کرلیتا ہے۔ بعض اوقات سارا وسیع منظر سامنے ہوتا ہے۔ تمام جزئیات دکھائی دیتی ہیں اور پھر کسی ایک جگہ پر تماشائی کی توجہ مرکوز بھی کردی جاتی ہے۔ یعنی کوئی چیز جسے نمایاں کرنا مقصود ہو ایک چھوٹے سے حلقے میں اس طرح دکھائی جاتی ہے کہ وہ ہماری توجہ جذب کرلیتی ہے۔ پھر کبھی ایک شاٹ دوسرے شاٹ میں تحلیل ہوجاتا ہے۔ ان مختلف طریقوں کو فلم سازی میں جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ چنداں محتاج بیان نہیں +

اب تدوین یعنی "ایڈیٹنگ" کو لیجے جسے فلم سازی کا آخری مرحلہ سمجھنا چاہیئے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب سارے ڈرامے کو فلم بند کرلیا جاتا ہے تو سلولائڈ کو کاٹ کر شاٹ الگ الگ کرلئے جاتے۔ پھر ہر شاٹ میں کیمقدر قطع و برید ہوتی ہے۔ اور آخر کار سب شاٹ مناسب ترتیب سے جوڑ دیئے جاتے ہیں۔ انگلستان اور امریکہ میں تو بچارے ایڈیٹر کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ فلم کے بننے یا بگڑنے کا مرحلہ طے ہوجاتا ہے تو کہیں ایڈیٹر کی باری آتی ہے۔ اور اُس کے کام کو فلم سازی کے دوسرے شعبوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر کو زیادہ دماغی محنت صرف نہیں کرنا پڑتی۔ وہ مشین کی طرح ایک ہی ڈھرّے اور بندھے ہوئے قاعدے پر چلتا ہے۔ یعنی مختلف شاٹ جمع ہوجاتے ہیں تو انہیں کاٹ کر جوڑ دیتا ہے۔ لیکن روسی اور جرمنی ڈائرکٹر تدوین کے بجائے تعمیر کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک تدوین میں طبیعت کی اُپج اور تخلیقی قوّت کے جوہر دکھانے کی ضرورت ہے۔ میں بھی اس مضمون کے اغراض کے لئے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ تدوین کو محدود چیز نہ سمجھا جائے۔ اور اُس کے یہی وسیع معنی مراد لئے جائیں۔ ورنہ بعض باتوں کے لئے مجھے الگ عنوان قایم کرنے پڑینگے + کلیسھاف نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ تمام فنون لطیفہ میں دو چیزیں ضروری ہیں۔ اوّل مواد، دوم اُس کی ترتیب کا اسلوب۔ یہ ضروری ہے کہ مواد کو اس فن سے خاص مناسبت ہو۔ مصوّر کا مواد مختلف رنگ ہیں جنہیں وہ کینوس کی سطح پر ترتیب دیتا ہے۔ مغنّی کے نزدیک آوازیں مواد ہیں۔ جنہیں لَے کے مطابق مرتب کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فلم ساز کے پاس کس قسم کا مواد موجود ہے۔ اور اُس کی ترتیب کا طریقہ کیا ہے۔ کلیسھاف کے نزدیک فلم کا مواد اُس کے اجزا یعنی مختلف شاٹ ہیں۔ اور اُن کی ترتیب کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں ایک خاص تسلسل سے جسے ذہن کی تخلیقی قوّت معلوم کرسکتی ہے جوڑ دیا جائے وہ تو یہانتک کہتا ہے کہ عام لوگوں کے نزدیک فلم سازی کا فن ایکٹر کی حرکات و سکنات سے شروع ہوتا ہے اور شاٹ پر ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ دراصل مواد کی فراہمی کے مدارج ہیں۔ فلم ساز کا اصل کام تو اس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب ڈائرکٹر فلم کے مختلف ٹکڑوں کو آپس میں جوڑنے لگتا ہے کیونکہ انہیں جیسے جیسے جوڑا جائے ویسے ویسے معنی پیدا ہوتے ہیں +

فلم ایڈیٹر کے ذمّے دو باتیں ہوتی ہیں ایک تو اس امر کا فیصلہ کہ شاٹ کتنا لمبا ہو۔ دوسرے یہ بات کہ شاٹ کس ترتیب سے جوڑے جائیں گے۔ ان دونوں باتوں میں سے ترتیب کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ فلم کے معنی کا انحصار اجزا کے سیاق و سباق اور اُن کے باہمی ربط پر ہے جس طرح ایک جملے کے معنی کا انحصار الفاظ کی ترتیب پر ہے۔ اسی طرح فلم کے معنی بھی اجزا کی ترتیب کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثال کے طور یہ دو جملے لے لیجئے۔ "کتّے نے آدمی کو مار ڈالا۔" "آدمی نے کتّے کو مار ڈالا"۔ دیکھئے لفظوں کی ترتیب میں تھوڑے سے اُلٹ پھیر نے سارے جملے کے معنی بدل ڈالے۔ یہ مثال فلم پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے۔ ایک متبسّم چہرے کا شاٹ لیجئے دوسرا شاٹ ایک بچّے کا ہو جو کھلونے سے کھیل رہا ہے۔ اور تیسرا شاٹ اُسی چہرے کا۔ لیکن اب تبسّم کے بجائے ابرو پر بل پڑے ہوئے ہوں اگر یہ تینوں شاٹ اسی ترتیب سے دکھائے جائیں تو آپ نہیں دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ یہ شخص بچّے کو دیکھ کر خوش نہیں ہوا۔ اب ساری ترتیب اُلٹ دیجئے۔ یعنی آخری شاٹ پہلے آجائے۔ اُس کے بعد بچّہ کھیلتا نظر آئے۔ پھر متبسّم چہرہ دکھائی دے۔ تو اس کے معنی بالکل بدل جائیں گے۔ اسی مثال سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو شخص فلم کے اجزا کو ترتیب دیتا ہے (آسے ڈائرکٹر کہہ لیجئے۔ یا ایڈیٹر کے نام سے پکاریئے) بہرحال وہی فلم کا جنم داتا ہے۔ فلم کی کامیابی میں ایکٹر کی ہنرمندی کو کوئی دخل نہیں +

بعض روسی ڈائرکٹر تو تدوین کی قدرت کے اس حد تک قائل ہیں کہ اُن

میں سے ایک نے تدوین کی رنگا رنگیوں کو واضح کرنے کے لئے ایک دلچسپ تجربہ کیا ہے۔ اُس نے کسی فلم سے مشہور روسی ایکٹر موس یوخین کے کئی "کلوز اپ" یعنی قریبی شاٹ لئے۔ اُس نے کلوز اپ بھی ایسے منتخب کئے تھے جن میں ایکٹر کے چہرے پر کسی جذبے کے اثرات نظر نہیں آتے ہیں۔ پھر اُس نے اپنی فلم کے دوسرے ٹکڑوں کے ساتھ تین مختلف طریقوں پر جوڑ دیا۔ ایک کلوز اپ کے ساتھ ایک شاٹ جوڑا۔ جس میں میز پر شوربے کی ایک پلیٹ پڑی دکھائی گئی تھی۔ اُن دونوں کو ملانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ موس یوخین شوربے کی جانب دیکھ رہا ہے۔ دوسری مرتبہ اُس نے اسی "کلوز اپ" کے ساتھ ایک اور شاٹ جوڑا۔ جس میں ایک مردہ عورت کا تابوت دکھایا گیا تھا۔ تیسری مرتبہ اُس نے ایک لڑکی کا شاٹ لیا۔ جو کھلونے سے کھیل رہی ہے۔ اور اُسے موس یوخین کے کلوز اپ سے جوڑ دیا۔ اس ڈائرکٹر نے لندن کی فلم سوسائٹی کے سامنے اس کے نتائج کی دلچسپ داستان ان الفاظ میں بیان کی تھی:۔

"جب یہ تینوں تصویریں ایسے لوگوں کو دکھائی گئیں۔ جو اس راز سے واقف نہیں تھے۔ تو اُن پر حیرت انگیز اثر ہوا۔ لوگ ایکٹر کے کمال فن کی تعریفیں کرتے نہ تھکتے تھے۔ اُنہیں پہلی تصویر میں ایکٹر کے چہرے پر فکر اور سوچ کے آثار نظر آئے۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ شوربے کی پلیٹ کو بھول چکا ہے۔ اور اب اُس کی طرف کھوئی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ دوسری تصویر میں اُنہیں ایکٹر کے چہرے پر حزن و ملال کی کیفیات نظر آئیں۔ گویا مردہ عورت کا تابوت دیکھ کر اُسے بہت قلق ہوا ہے۔ تیسری تصویر میں انہیں ایکٹر کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسّم دکھائی دیا جو گویا لڑکی کو کھیلتے دیکھ کر پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن ہم جانتے تھے کہ تینوں تصویروں میں ایک ہی چہرہ ہے۔ جس سے اصلاً کوئی جذبہ ظاہر نہیں ہوتا +

اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ فلم سازی میں جتنے لوگ حصّہ لیتے ہیں اُن میں سب کو کوئی نہ کوئی اہمیت حاصل ہے۔ بجز ایکٹر کے۔ ہم میں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جو ایکٹر کو اتنا بے حقیقت نہیں سمجھتے۔ تاہم یہ تو ماننا پڑیگا کہ شاٹ کے اثر کا انحصار اُس کے سیاق و سباق پر ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فلم کے اجزا کی ترتیب میں ایکٹر کو مطلق کوئی دخل نہیں +

لیکن فلم کے مختلف اجزا کو مرتب کر دینا ہی کافی نہیں۔ ایڈیٹر میں یہ سمجھ بوجھ بھی ہونی چاہئے کہ اجزا کی لمبائی کتنی ہو۔ کیونکہ جس طرح موسیقی میں نہ صرف سُروں کا اُتار چڑھاؤ۔ بلکہ ان کی کمی و بیشی بھی اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔۔ اسیطرح فلم میں بھی شاٹوں کی کمی بیشی سے خاص خاص تناسب اور آہنگ پیدا ہوتے ہیں اور اُن سے دیکھنے والوں پر مختلف قسم کے اثرات طاری ہوتے ہیں۔ یہ آہنگ و تناسب کا سوال ذرا ٹیڑھا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ سنما سے شغف رکھنے والے لوگ جن کا مطالعہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس کی جانب توجہ کریں۔ اس مضمون میں جو اس فن کے مبادیات سے متعلق ہے۔ میں صرف چند ضروری باتیں بیان کرنے پر اکتفا کروں گا +

میں اس جگہ صرف دو مثالیں پیش کروں گا۔ یہ مثالیں پڈوکن نے یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کی ہیں۔ کہ مختلف مقاصد کے لئے آہنگ میں کیا تبدیلی ہوتی ہے یعنی شاٹ پے در پے جس رفتار سے آتے ہیں وہ رفتار کسی طرح بدلتی رہنی چاہئے۔ اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مناظر کو فلم بند کرنے میں موقع اور محل کے اعتبار سے کیا کیا خاص طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

عنوان

"مزدوروں کی بغاوت فرو کردی گئی" +

۱۔ تصویر آہستہ آہستہ نمایاں ہوتی ہے۔ اور زمین پر خالی کارتوس اور بندوقیں پڑی نظر آتی ہیں +

۲۔ کیمرہ گھما کر پورے منظر کا شاٹ لیا جاتا ہے۔ اور "لینز" کے سامنے سے ایک لمبا پشتہ گذرتا ہے جس پر مزدوروں کی لاشیں پڑی ہیں +

۳۔ اُن میں ایک عورت بھی ہے۔ جس کا سر پیچھے کی طرف جھکا ہوا ہے۔ ایک ٹوٹے ہوئے کھمبے کے ساتھ ایک پھٹا ہوا جھنڈا لٹکا ہوا ہے۔ یہ شاٹ اگلے شاٹ میں تحلیل ہو جاتا ہے +

۴۔ قریب سے شاٹ لیا جاتا ہے۔ عورت جس کا سر پیچھے کی طرف جھکا ہوا ہے "لینز" کی جانب گھور گھور کر دیکھتی ہے۔ یہ شاٹ اگلے شاٹ میں تحلیل ہو جاتا ہے +

۵۔ پھٹا ہوا جھنڈا ہوا میں لہراتا نظر آتا ہے +

یہ تو ایک ابتدائی واقعہ کی مثال ہے جس میں سکون بلکہ سکونِ غم پایا جاتا ہے۔ ایک شاٹ دوسرے شاٹ میں اس لئے تحلیل ہو جاتا ہے تاکہ نگاہ کے سامنے سارا منظر آہستہ آہستہ آئے۔ اور اس سکوت و سکون کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے۔ کیمرہ گھما کر پورے منظر کا شاٹ بھی اسی لئے لیا گیا ہے۔ اور تصویر کے آہستہ آہستہ نمودار ہونے اور غائب ہو جانے سے بھی

بھی واضح کرنا مقصود ہے کہ فلم کا یہ مختصر ساحصہ بذات خود ایک واقعے کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ اب ایک پُرشور اور ہنگامہ خیز واقعہ کی مثال پیش کی جاتی ہے:۔

۱۔ ایک گوشے سے مزدوروں کا ایک جم غفیر دوڑتا نظر آتا ہے۔ وہ لینز کی جانب بڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ سب کے سب یکے بعد دیگرے لینز کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔

۲۔ ایک مزدور ایک آہنی سلاخ پر کودتا ہے۔ اور بھاگتا ہوا چلا جاتا ہے پھر یک بیک ٹھہر جاتا ہے۔ اور پکار اُٹھتا ہے۔

عنوان:۔ "سب سے پہلی دوکان کو بچاؤ"۔

۳۔ ایک مزدور کرین پر چڑھ جاتا ہے۔

۴۔ دھواں ہوا میں بلند ہوتا ہے۔ بھاپ کی سیٹی بجتی ہے۔

۵۔ مزدور جو کرین پر چڑھا ہوا ہے۔ جھک کر نیچے دیکھتا ہے۔

۶۔ مزدور بھاگتے دکھائی دیتے ہیں۔ (یہ شاٹ اوپر سے لیا گیا ہے)

۷۔ مزدور جو کرین پر ہے۔ پوری قوت سے چلّاتا ہے۔

جلی حروف میں عنوان نمودار ہوتا ہے۔

پہلی دُکان کو بچاؤ۔

۸۔ اوپر سے شاٹ لیا جاتا ہے۔ بھاگتے ہوئے مزدور ٹھہر جاتے ہیں تھوڑی دیر توقف کرتے ہیں۔ اور پھر بھاگ نکلتے ہیں۔

۹۔ ایک عورت اُن سے ٹکرا کر گر پڑتی ہے۔

۱۰۔ کلوز اپ دکھایا جاتا ہے۔ عورت گر کر پھر اُٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیتی ہے۔

۱۱۔ مزدور بھاگتے دکھائی دیتے ہیں۔

اگر ان میں سے کوئی شاٹ پردہ پر اپنے اصلی وقت سے آدھ سکنڈ زیادہ دکھایا جائے تو سارا تناسب خاک میں مل جائے گا۔ اور جو اثر پیدا کرنا مقصود ہے۔ پیدا نہیں ہوگا۔

اب اس سے بھی زیادہ آسان مثال لیجئے۔ یہ مثال بھی پڈوکن نے ہی پیش کی ہے اور کسی بازار کے ایک حادثہ سے متعلق ہے۔ حادثہ اس طرح دکھایا گیا ہے:۔

۱۔ ایک بازار دکھائی دیتا ہے۔ جس میں گاڑیاں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ ایک راہگیر بازار کو عبور کرتا ہے۔ اُس کی پشت کیمرے کی جانب ہے۔ پاس سے ایک موٹر کار گذرتی ہے جو اُس کے اور کیمرے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

۲۔ موٹر ڈرائیور کے چہرے کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔ وہ بریک پر قدم رکھتا ہے اور گھبرایا ہوا نظر آتا ہے۔

۳۔ جو بدنصیب حادثے کا شکار ہوا ہے اُس کے چہرے کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ اُس نے چیخ مارنے کے لئے منہ کھول دیا ہے۔

۴۔ یہ شاٹ موٹر ڈرائیور کی نشست سے لیا گیا ہے۔ گھومتے ہوئے پہیے کے قریب ٹانگیں نظر آتی ہیں۔

۵۔ موٹر کے گھومتے ہوئے پہیے دکھائی دیتے ہیں۔

۶۔ گاڑی ٹھہر گئی ہے۔ اور اُس کے پاس لاش پڑی ہے۔

اس واقعہ میں اگر مرنے والے کا منہ دو سیکنڈ کے بجائے ایک منٹ تک کھلا دکھایا جاتا تو سارا اثر خاک میں مل جاتا۔

یہ تو تعمیری تدوین کی مثالیں ہیں۔ یہ مضمون ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تدوین کے اس اہم شعبہ پر بھی ایک اُچٹتی ہوئی نظر ڈالی جائے۔ جسے اصطلاح میں "تخلیقی تدوین" کہتے ہیں جس میں ایڈیٹر کے ذہن رسا کے عجیب عجیب کرشمے نظر آئیں۔ میں گذشتہ اوراق میں "دی لاسٹ پرفارمنس" نام ایک فلم کا ذکر چکا ہوں۔ اس فلم میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ چند اشخاص تھیٹر میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ اور ایک پیشہ ور ماہر مسمریزم اُن پر عمل کر رہا ہے۔ اب اس عمل کا اثر فلم کے ذریعے دکھانا مقصود ہے۔ اور فلم کے لئے حقیقتاً یہ موضوع بہت مشکل ہے۔ صحیح اثر پیدا کرنے کے لئے پہلے عامل کے چہرے کا ایک قریبی شاٹ لیا۔ اُس کی آنکھیں چند اشخاص کے چہرے پر جمی ہوئی ہیں اور وہ اُنہیں گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور تصویر اس طرح دکھائی گئی۔ کہ دونوں تصویریں ایک دوسرے کے بیچ میں جھلملاتی نظر آتی تھیں۔ اس دوسری تصویر میں بڑے بڑے اونچے اونچے مکانات جیسے نشے میں جھومتے دکھائے گئے ہیں۔ یہ شاٹ دوسرے شاٹ میں تحلیل ہو جاتا ہے اور جس میں وہ تماشائی نظر آتے ہیں جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ جب عامل کا چہرہ آہستہ آہستہ غائب ہو جاتا ہے۔ کیمرا پیچھے ہٹتا ہے اور دھندلکے سے تماشائیوں کے چہرے اُبھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور پھر کیمرا قریب آجاتا ہے۔ یہ تمام شاٹ خاص آہنگ و تناسب سے یکے بعد دیگرے دکھائے

جاتے ہیں اور ایک دوسرے میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پردے پر رنگارنگ شکلیں نظر آتی ہیں۔ کوئی دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہے کوئی پیچھے ہٹتی ہے۔ کوئی آگے بڑھتی ہے اور کوئی جھوم رہی ہے۔ چنانچہ اس کا اثر بیحد حیرت انگیز ہوا +

ایڈیٹر تماشائیوں پر اس قسم کے جو اثرات طاری کر دیتا ہے۔ اُن کا تجزیہ آسان نہیں چنانچہ اسکے کمالِ فن کی مثالیں مہیا کرنا مشکل ہے۔ پڈوکن نے اپنے فلم "دی انڈ اوف سینٹ پیٹرز برگ" سے ایک مثال پیش کی ہے۔ جسے ہم اُسی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ "جنگ کے منظر کے آغاز میں میں ایک ہولناک دھماکا دکھانا چاہتا تھا۔ اور کہ یہ دھماکا اپنی پوری قوت کے ساتھ فلم کے پردے پر نمودار ہو جائے۔ میں نے بہت سا ڈائنامیٹ زمین میں دفن کر دیا۔ پھر اُسے اُڑایا اور اُس کا شاٹ لے لیا۔ اس سے بڑا دھماکا تو پیدا ہو گیا لیکن یہ فلم کے کسی کام کا نہ تھا۔ پردے پر محض ایک بے جان سی حرکت دکھائی دی۔ بہتیرے تجربات کے بعد آخرکار میں فلم کے پردے پر دھماکا اور اُس کے تمام اثرات دکھانے میں کامیاب ہو گیا اور وہ بھی یوں کہ ڈائنامیٹ کے دھماکے کا جو شاٹ لیا تھا اُس کا کوئی ٹکڑا استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ میں نے ایک مشعل سے دھوئیں کے دل بادل پیدا کئے اور شورش و تصادم کا اثر پیدا کرنے کے لئے "مگنیزم فلتیلہ" سے کام لیا۔ اس شاٹ کے درمیان میں نے ایک دریا کا شاٹ بھی داخل کر دیا۔ جو میں نے اس سے پہلے کسی زمانے میں لیا تھا۔ اس طرح پردہ پر وہ مرئی شکل آگئی۔ جسے میں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ دھماکا تو پیدا ہو گیا۔ لیکن اس غرض کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال نہیں کی گئی تھی۔ جو درحقیقت دھماکا پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے +

میں اس مثال کی روشنی میں آپ پر ایک مرتبہ پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دراصل تدوین ہی فلم کو جنم دیتی ہے۔ فطرت محض خام مواد مہیا کرتی ہے۔ جس سے ایڈیٹر اپنی دنیا آپ پیدا کر لیتا ہے۔ حقیقت اور فلم میں یہی تعلق ہے +

فلم کے مضمون کو انہی الفاظ پر ختم کر دینا چاہئے۔ میرا یہ مضمون سنما کے مبادیات سے تعلق رکھتا ہے۔ ہندوستان میں رہ کر جو لوگ سنما کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں کئی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ خوش قسمتی سے لاہور میں دنیا کے بعض بہترین فلم مثلاً بلنگز۔ اے وومن آف پیرس۔ دی کیبنٹ آف ڈاکٹر کیلیگاری۔ دی پیٹریاٹ اور واریول دکھائے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے لاہور کی خوش قسمتی انگلستان کے بڑے بڑے شہروں کے لئے بھی قابلِ رشک ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سنما کے زر پرست مالکوں اور قدامت پسند سنسر کے نزدیک ابھی تک اکثر ایسے فلم مردود ہیں جنہیں انسانی ذہن و عقل کی عظیم ترین کامیابی سمجھنا چاہیے۔ اور ہمیں اُن کے دیکھنے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ جب آپ اس نوع کی مجبوریوں کو میری دوسری خامیوں کے ساتھ ملا کر دیکھیں گے تو آپکو یہ مضمون غنیمت معلوم ہوگا۔

پطرس

مرد و عورت کے تعلقات پر کتابیں

دوشیزہ باتصویر حجم ۲۵۰ صفحہ - ۳۰ فوٹو بلاک کی اور درجنوں دستی تصاویر
دوسرا ایڈیشن - بے حد مقبول و معروف - قیمت ۱عہ

(۲) شب عروسی ۱۴۸ صفحہ قیمت عہر
(۳) شب نامچہ عروسی ۱۴۰ صفحہ قیمت عہر
(۴) عورت ۲۰۰ صفحہ قیمت عگر
(۵) مرد و عورت ۱۱۲ صفحہ قیمت عہ
(۶) زن و شوہر ۱۱۰ صفحہ قیمت عہ
(۷) دولہا دلہن ۱۲۸ صفحہ قیمت عہر
(۸) عیش و نشاط ۱۳۶ صفحہ قیمت عہر
(۹) میاں بیوی کے خطوط ۷۲ صفحہ قیمت ۸ر
(۱۰) دولہا دلہن کے خطوط ۷۲ صفحہ قیمت ۸ر

پتہ - منیجر نیرنگِ خیال بک ڈپو۔ شاہی محلہ۔ لاہور

شیخ افتخار الرسول بدر

Nairang-i-Khiyal,

FILM NUMBERS.

Adloph Marju.

NAIRANG-I-KHIYAL,
Film Number.

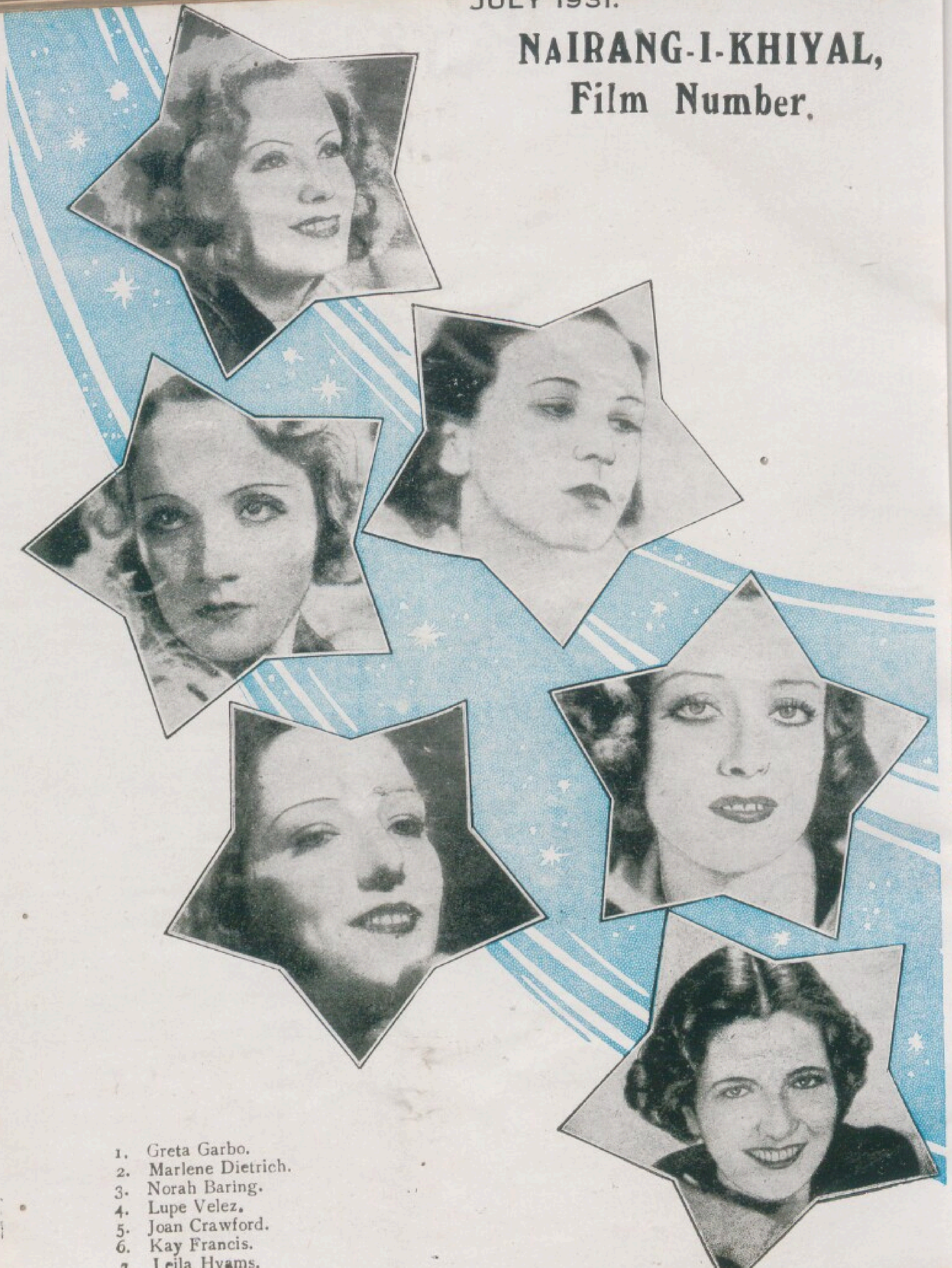

1. Greta Garbo.
2. Marlene Dietrich.
3. Norah Baring.
4. Lupe Velez.
5. Joan Crawford.
6. Kay Francis.
7. Leila Hyams.
8. Evelyn Laye.
9. Bilie Dove.

دو بہنیں ۔ مگر اجتماعِ ضدین ۔ "ویمپ اینڈ اینجل" ۔ زبیدہ اور سلطانہ

ادبی شاہکار اور متحرک تصاویر

جناب مولوی عزیز احمد صاحب عزیزؔ متعلم کلیہ جامعہ عثمانیہ

(۱)

متحرک تصاویر کی روزافزوں مقبولیت کا نتیجہ قدرتی طور پر یہی ہو رہا ہے کہ معاشرتی اور انسانی زندگی کے ہر شعبے پر اس کا بہت کافی اثر پڑ رہا ہے۔ متحرک تصاویر اب صرف ایک ذریعۂ تفریح نہیں رہیں بلکہ انھوں نے فنونِ لطیفہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس کا مدعا تفریح کرنے سے زیادہ محسوس کرنا ہے +

تھیئٹر نے معمولی تفریح گاہوں سے ترقی کر کے حسن کارانہ تماش کاری کے شاہکار پیش کرنا شروع کئے۔ جب یونانیوں کے یہاں مذہبی قصے تمثیل کئے جاتے تھے۔ تو خواب و خیال میں بھی نہ آسکتا تھا کہ اس میدان میں سارا برنرڈ۔ ڈیوڈ گیرک۔ سر ہنری ارونگ اور ایلن ٹیری جیسے باکمال پیدا ہوں گے۔ اور خود شہنشاہ فرانس مولیئر کی ایک کامیڈی میں پارٹ کرے گا۔ لیکن انسان کا دماغ ہر بیکار سی بیکار چیز میں بھی حسن کارانہ کمال پیدا کر سکتا ہے +

چند سال کے عرصہ میں متحرک تصاویر نے سیریلوں سے ترقی کر کے بلند پایہ شاہکار جن میں تماش کاری کمال کو پہنچ گئی تھی۔ دنیا کے سامنے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ جب متحرک تصاویر کی ابتدا ہوئی تو ڈرامائی نقادوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں سنیما بہت جلد تھیٹر کو خاک میں نہ ملا دے۔ متحرک تصاویر ان کے نزدیک نہایت ادنیٰ درجہ کے پنٹو مائم میں شمار کئے جانے کے قابل تھیں۔ اور ان کا دعویٰ تھا کہ متحرک تصاویر سے ادبیات کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا +

مگر ان کو بہت جلد اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی۔ ہالی وڈ نے زر کے زور سے باکمال تماش کاروں کو اسٹیج سے کھینچ بلایا۔ پکاڈلی اور براڈوے ویران نظر آنے لگے۔ اور پردۂ سینما پر حسن کارانہ تماش کاری کے بہترین نمونے نظر آنے لگے۔ بہت سے ادبی شاہکاروں کو بھی متحرک تصاویر کی شکل میں پیش کیا گیا +

۱۹۲۸ء سے بلند پایہ بولتی ہوئی متحرک تصویریں بنائی جانے لگیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوتی حسن کاری اور موسیقی میں بھی سنیما نے تھیٹر کو مات کر دیا۔ اور اس کے بعد سے بلند نظر نقادوں نے بھی اس کی طرف باقاعدہ توجہ کرنی شروع کی۔ چنانچہ انگلستان کے مشہور علمی و ادبی مجلے "لنڈن مرکری" میں (جس کے اڈیٹر مسٹر جے۔ سی۔ اسکوائر انگلستان کے موجودہ نقادوں میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں) ایک مستقل باب "متحرک اور گویا تصاویر" کا بھی ہے جس میں مہینے کی فنی یا ادبی اہمیت رکھنے والی تصاویر پر تبصرہ کیا جاتا ہے +

(۲)

ڈراموں اور افسانوں کا ایک خاص مدعا یہ ہوتا ہے کہ انسان کی اجتماعی زندگی، تمدنی ترقی کا خاکہ کھینچا جائے یا اس کے افعال و جذبات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے۔ حیات کی سچی تصویریں کھینچی جائیں۔ چنانچہ جب ہم کوئی ناول یا افسانہ یا ڈراما پڑھتے ہیں۔ تو اس ماحول اور ان واقعات کی ایک خیالی تصویر ہماری نظروں کے سامنے کھنچ جاتی ہے۔ پردۂ سینما پر اس ماحول اور ان واقعات کو تمثیل ہوتے ہوئے دیکھ کر ہم کو اپنی خیالی تصویریں مجسم نظر آتی ہیں۔ اگر ہماری خیالی تصویروں میں کوئی خامی تھی تو وہ اب رفع ہو جاتی ہے۔ آپ نے روما کی عیش و عشرت سے لبریز زندگی کو تاریخوں میں افسانوں میں ادبی کتابوں میں پڑھا ہوگا تو ایک دھندلا سا نقش آپ کی آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا ہوگا۔ لیکن جب آپ روما کی زندگی کو بن ہر اور کو وادِس جیسی متحرک تصویروں میں دیکھتے ہیں۔ تب آپ حقیقی معنوں میں اُن کی زندگی کو اپنی اصلی صورت میں موجود پاتے ہیں۔ اور اس کی عظمت آپ کو مجسم اور متشکل نظر آتی ہے۔ ادب میں زندگی کی تصویروں کا آپ اس وقت تک صحیح طور پر مطالعہ نہیں کر سکتے جب تک آپ ان کو مجسم نہ دیکھ لیں۔ متحرک تصویروں

میں ہم یونان، روما اور مصر کی زندگی کو تقریباً اسی خوبی سے مجسم دیکھ سکتے ہیں۔ جسقدر خوبی سے اُس زمانے میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کی خواہشات کا خیال رکھتے ہوئے کئی شاہکاروں کو پردہ سینما پر پیش کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے ✦

متحرک تصاویر میں ادبی شاہکار تمثیل کرتے وقت چند نہایت اہم ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ یعنی متحرک تصویر جس زمانے کا قصہ پیش کر رہی ہے۔ اس زمانے کی اجتماعی زندگی، تمدنی حالت اور تہذیب کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ تاکہ متحرک تصویر انسانی زندگی کی سچی تصویر بھی ثابت ہو چنانچہ امریکہ کی فلم ساز کمپنیوں میں اس کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور بعض تاریخی ناولوں کو تمثیل کرنے میں لاکھوں روپے صرف کئے جاتے ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ ساز و سامان اور لباس وغیرہ اس سوسائٹی کا مظہر ہو۔ جس کی متحرک تصویر نقاشی کر رہی ہے۔ بلکہ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ افعال اور حرکات سے بھی اس سوسائٹی کی یا اُس تمدن کی خصوصیات ظاہر کی جائیں ✦

ذیل میں ہم چند متحرک تصویروں پر ایک اجمالی نظر ڈالیں گے جو ادبی شاہکاروں سے ماخوذ ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس حد تک متحرک تصاویر میں منفعت کی حقیقی روح عمل باقی رہتی ہے ✦

(۳)

طوفان (   ) شکسپیر کے اس مشہور ڈرامے کو متحرک تصویر میں تمثیل کرنے میں بہت زیادہ آسانیاں تھیں۔ یعنی قدرتی مناظر اس میں فطری طور پر دکھائے جا سکے۔ تماش کاروں میں جان بے ری مور خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو عاشقانہ اور کرداری تماش کاری میں اپنا جواب نہیں رکھتا ✦

جان بیری مور کو دار نر برادرس نے ہیملٹ کا پارٹ کرنے کے لئے بھی منتخب کیا ہے۔ شکسپیر کا یہ حزنیہ شاہکار عنقریب بڑے اہتمام سے ایک گویا متحرک تصویر میں تمثیل کیا جانے والا ہے ✦

شکسپیر کے ایک اور ڈرامے ٹیمنگ آف شریو کو بھی گذشتہ سال ایک گویا متحرک تصویر میں تمثیل کیا گیا۔ تماش کاروں میں ڈگلس فیربنکس اور میری پکفورڈ بھی شامل ہیں۔ یہ متحرک تصویر بہت پسند نہیں کی گئی۔ مکالمہ شکسپیر کے مکالمے سے ماخوذ ہے۔ شکسپیر کے بہت کم ڈرامے پردہ سینما پر پیش کئے گئے ہیں۔ اب ممکن ہے کچھ اور ڈرامے پیش کئے جائیں ✦

اس کے بعد خاص طور پر قابل ذکر ڈراما گوئٹے کا شاہکار فاسٹ ہے۔ اس کی خاموش متحرک تصویر مشہور جرمن فلم ساز یوفا کمپنی نے تیار کرائی ہے۔ جس میں ایمل جاننگس نے پارٹ کیا ہے۔ یہ متحرک تصویر ایمل جاننگس کا شاہکار تصور کی جاتی ہے۔ لندن کے اسٹیج پر بھی فاسٹ کو تمثیل کیا گیا تھا۔ یہ تمثیل اسٹیج کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی تھی۔ گوئٹے کے فلم نے کردار نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور ایمل جاننگس نے بھی انتہائے کمال سے اس خاموش متحرک تصویر میں اس کو ایکٹ کیا ہے۔ غالباً اس کے سوا اور کوئی متحرک تصاویر میں کام کرنے والا ایکٹر اس خوبی سے ایکٹ نہ کر سکتا ✦

آسکر وائلڈ کے مشہور ڈرامے "لیڈی ونڈرمیرس فین" کو تمثیل کیا گیا رونالڈ کالمن اس کے تماش کاروں میں   ہے یہ متحرک تصویر خاموش ہے۔ اگر گویا ہوتی تو آسکر وائلڈ کے پُر لطف مکالمے کو پیش کر سکتی۔ پھر بھی جہاں تک تماش کاری کا تعلق ہے تصویر اچھی خاصی ہے ✦

طالسطائی کے ڈرامے زندہ نعش کو ایڈیشن کے نام سے ایک گویا متحرک تصویر میں تمثیل کیا گیا ہے۔ تماش کاروں میں جان گلبرٹ، ایلی نور بنجا اڈوری۔ ورکونہ ڈنیگل شامل ہیں۔ فلم ہر لحاظ سے کافی اچھی ہے ✦

ہندوستان میں متحرک تصاویر اسقدر پسماندہ حالت میں ہیں کہ کہا نہیں جا سکتا۔ تماش کاروں میں حسن کارانہ خوبیاں بہت کم ہیں۔ اس کے علاوہ نہ اصل ہے، اور نہ مذاق سلیم۔ پھر بھی چند ہندوستانی متحرک تصاویر خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے قربانی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو ٹیگور کے ڈرامے سے ماخوذ ہے۔ اس میں سب کے سب مشہور ہندوستانی تماش کار موجود ہیں۔ ہندوستان کو دیکھتے ہوئے یہ متحرک تصویر غنیمت ہے۔ گو مغربی متحرک تصویروں کو دیکھتے ہوئے بالکل فضول ✦

سر تھامس مور کی "لالہ رخ" کو بھی تمثیل کیا جا رہا ہے۔ یہ پہلی قابل قدر ہندوستانی گویا متحرک تصویر ہوگی اس میں تمام تر ہندوستانی تماش کار اور مغنی موجود ہیں ✦

(۴)

ڈراموں کو دیکھتے ہوئے بہت زیادہ ناول اور افسانے پردہ سینما پر دکھائے جا چکے ہیں۔ وجہ یہ کہ ناولوں کی متحرک تصاویر میں بھی زمان و مکان کی قید

نہیں رہتی اور تمثیل میں نسبتاً آسانی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر تمدن و زبان کے اکثر ناول اور افسانے متحرک تصاویر میں تمثیل کئے جا چکے ہیں +

چارلس ڈکنز مشہور انگریز افسانہ نگار کا ایک ناول آلیور ٹوسٹ تمثیل کیا جا چکا ہے۔ اس میں امریکہ کے مشہور کرداری تماش کار لان چینی کی ایکٹنگ ڈکنز کی کردار نگاری کا باکمال مرقع ہے +

ڈکنز کے ہم عصر تھیکرے کا ناول وینٹی فیئر بھی تمثیل کیا جا چکا ہے پولا نیگری کی تماش کاری حقیقت سے اسقدر قریب ہے کہ تعریف نہیں کی جاسکتی۔ ان دونوں باکمالوں کے یہ شاہکار پڑھنے کے بعد اگر کوئی ان کو پردۂ سینما پر بھی دیکھ لے تو غالباً وہ مصنفین کے مدعا کو زیادہ اچھی طرح سمجھ سکے گا، کیونکہ جو چیزیں ڈکنز اور تھیکرے الفاظ کے پیکر میں ظاہر کرنے سے قاصر تھے لان چینی اور پولا نیگری نے سینما کے پردے پر ظاہر کردی +

اسکارلٹ لیٹر۔ امریکن افسانہ نگار نیتھنیل ہاتھارن شاہکار کو تمثیل کیا گیا۔ لیلین گش نے ہنر پرن کا پارٹ کیا ہے اور لارس ہن سن نے اسقف کا۔ تماش کاری کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ اس افسانے کی ادبی اہمیت تو ظاہر ہوئی ہے۔ مگر متحرک تصویر میں زندگی؛ زندگی معلوم ہوتی ہے +

رومولا جارج ایلیٹ کے ناول کو تمثیل کیا گیا ہے۔ لیلین گش نے رومولا اور رونالڈ کالمینی نے مصور کا پارٹ کیا ہے۔ متحرک تصویر ہر لحاظ سے ایک شاہکار ہے +

ٹس آف دی ڈربرولز ہارڈی کے اس ناول کی برابری شاید ہی انگریزی دنیائے افسانہ میں کوئی اور ناول کرسکے۔ اس ناول میں مصنف کے قلم نے وہ کمال دکھایا ہے کہ متحرک تصویر میں اس کی عکاسی کرنا بہت مشکل ہے۔ متحرک تصویر تیار تو کی گئی۔ مگر ہارڈی کی روح کی عظمت کو بھلا کہاں پہنچ سکتی۔ متحرک تصویر میں زندگی اسقدر حقیقی نہیں معلوم ہوتی جس کے کتاب میں۔ متحرک تصاویر کے ایک نقاد نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ اسے تمثیل کیا ہی نہیں جاسکتا +

مے ن لسکا وہ ناول ہے جس نے وہاں کی سوسائٹی میں ایک انقلاب پیدا کردیا تھا۔ اس کو یوفا کمپنی نے تمثیل کیا۔ لیا ڈی پٹی نے من لسکا کا پارٹ کیا ہے۔ متحرک تصویر اس کمال کی مظہر نہیں۔ جس کی توقع کی جاسکتی تھی۔

وکٹر ہوگو کے وہ شاہکار بدنصیب لیس میزریبل اور ناتر ڈم آف پیرس بھی تمثیل کے گئے۔ ان میں سے آخرالذکر کی تمثیل بڑے اہتمام سے ہوئی۔ قدیم پیرس کی مصنوعی تعمیر میں کئی لاکھ روپے صرف ہوئے۔ کوزہ پشت کا پارٹ لان چینی نے کیا ہے۔ ہر لحاظ سے یہ تصویر ایک بلند پایہ شاہکار ہے +

الگزنڈر ڈوما کے تین ناولوں کو تمثیل کیا گیا۔ ان میں سے مانٹی کرسٹو میں جان گلبرٹ اور تھری میکٹیرز اور آئرن ماسک میں ڈگلس فیربنکس نے پارٹ کیا ہے۔ تماش کاری سے زیادہ قابل تعریف متحرک تصاویر کی اس زمانے کی زندگی کی عکاسی ہے۔ پھر بھی ڈگلس فیربنکس نے اچھا کام کیا ہے +

پولینڈ کے افسانہ نگار ہنرک سیکی وزکا ناول کو آوے ڈس تمثیل کیا گیا۔ متحرک تصویر ہر لحاظ سے خود ناول سے افضل ہے۔ ظالم و جابر قیصر نیرو کا پارٹ ایمل جاننگس نے کیا ہے۔ اس فلم میں اہل روما کی زندگی کی حقیقی تصویر نظر آتی ہے +

روسی افسانہ نگار پشکن کے ایک افسانے ڈوبروفسکی کو ایگل کے نام سے تمثیل کیا گیا۔ روڈالف والنٹینو اور ولما بینکی تماش کاروں میں شامل ہیں۔ روڈالف والنٹینو کی شخصیت' اور اصل پلاٹ کو توڑ مروڑ دینے کی وجہ سے اس تصویر میں ادبی اہمیت تو بالکل باقی نہیں رہی۔ ہاں فلم بجائے خود بہت بہتر ہے +

طالسطائی کے تین ناول بھی تمثیل کئے جا چکے ہیں۔ اور تینوں متحرک تصاویر کی صورت میں بھی بہت کافی اہمیت رکھتے ہیں +

لیکن ناولوں میں تمثیل کی خوبیاں آل کوائٹ آن دی وسٹرن فرنٹ میں کمال کو پہنچ گئی ہیں۔ اس ناول پر اس کے مصنف ایرچ میریا ریمارک کو نوبل پرائز ملا تھا۔ یہ ناول جنگ عظیم کا مرقع ہے۔ جب پردۂ سینما پر منعکس کیا گیا تو ۱۹۳۰ء کی بہترین متحرک تصویر قرار پایا +

قصہ مختصر یہ کہ متحرک تصاویر؛ ادبیات کی گراں قدر خدمت انجام دے رہی ہیں۔ ان کو صرف ایک ذریعہ تفریح سمجھ کر نظر انداز نہ کر دینا چاہئے۔ بلکہ ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ان میں کتاب زندگی کی تفسیریں مل سکتی ہیں +

تازیانہ ریویو ہندوستان بھر میں اردو کا بہترین مصور رسالہ ہے۔ جو دفتر نیرنگ خیال سے شایع ہوتا ہے۔ امید کہ ناظرین اس کی خریداری قبول فرما کر اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوں گے + منیجر

ہندوستان کی مشہور فلم ساز کمپنیاں

از شبستان

(۱) انڈین سنیما آرٹس ۸۰، دھرم ٹولہ سٹریٹ کلکتہ۔
(۲) ایکسیلسیر فلم کمپنی تاردیو بمبئی۔
(۳) اورا سنیما کمپنی ۱۴ کاری متار گھاٹ سٹریٹ باگ بازار کلکتہ۔
(۴) شاروا فلم کمپنی تاردیو بمبئی۔
(۵) سوراشترا فلم لمیٹڈ راج کوٹ۔
(۶) آرین سنیما فلم کمپنی پونہ۔
(۷) امپیریل فلم کمپنی کینیڈی برج گرانٹ روڈ بمبئی۔
(۸) مدن تھیٹرز لمیٹڈ دھرم ٹولہ سٹریٹ کلکتہ۔
(۹) ایسٹرن فلم سنڈیکیٹ ۴ا جگن ناتھ دت سٹریٹ کلکتہ۔
(۱۰) ساؤتھ انڈیا فلم کمپنی شولاپور۔
(۱۱) کوہ نور فلم کمپنی دادر بمبئی۔
(۱۲) گریٹ ایسٹرن کارپوریشن چاندنی چوک دہلی۔
(۱۳) لندن آرٹ فوٹو کمپنی ۳، مونٹ سٹریٹ کلکتہ۔
(۱۴) برما آرٹ فلم کمپنی ۳۲/۳۵ گلی نمبر ۵۰ رنگون۔
(۱۵) جگتاب پکچرس کارپوریشن بورو، بمبئی۔
(۱۶) سری کرشنا فلم کمپنی دادر بمبئی۔
(۱۷) ہندوستان سنیما فلم کمپنی ۱۲۵ نرائن فیشنز گرگاؤں۔ بیک روڈ بمبئی۔
(۱۸) مہاراشٹر فلم کمپنی کولہا پور۔
(۱۹) برٹش برما فلم کمپنی ۵۶ گلی نمبر ۳۰ رنگون۔
(۲۰) جگدیش فلم کمپنی دادر بمبئی۔
(۲۱) یونائیٹڈ پکچرس سنڈیکیٹ پونہ۔
(۲۲) پریشس پکچرس کارپوریشن تاردیو بمبئی۔
(۲۳) یونائیٹڈ پلیرز کارپوریشن راوی روڈ۔ لاہور۔
(۲۴) دی پنجاب فلم کمپنی لاہور۔

تصحیح

نیرنگ خیال کے گذشتہ نمبر میں ایک غزل انیس مجتبیٰ صاحب کے نام سے شایع ہوئی ہے۔ اس نظم کے نیچے انیس مضطر صاحب مینا زبیری کا نام لکھ لیجئے۔ مجتبیٰ صاحب کا نام غلطی سے شایع ہوگیا ہے۔

نیرنگِ خیال کی شرح اُجرت اشتہارات

بعض ایڈورٹائیزنگ ایجنسیاں بطور خود نیرنگ خیال کی اُجرت اشتہار سولہ روپے اور ۱۸ روپے فی صفحہ کے حساب سے اشتہار دہندگان کو بتلا رہی ہیں۔ ہم نے کسی ایڈورٹائیزنگ ایجنسی سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں کیا۔ لہذا اشتہار دہندگان آگاہ رہیں کہ ہم اس شرح کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ نیرنگِ خیال کی شرح اُجرت اشتہارات کم از کم بیس روپے فی صفحہ فی بار ہے۔ کیونکہ اس کی اشاعت علمی ادبی رسایل میں سب سے زیادہ ہے۔

منیجر

ایم - اسمعیل

مس مون

۲۴

روڈ بمبئی

صطر صاحب

سولہ روپے
یں۔ ہم نے
خیال

نارما شیرر
جون کرافورڈ
میرین ڈیویس
گریٹا گاربو
گریس مور

ولما بنکی!
جیکی کوگن!
پرل وائٹ
جن انجلو
ڈوگلس فیربنکس
پولا نیگری
رونالڈ کولمین
گلوریا سوانسن
راڈ لا راک
RUDOLF VALENTINO
روڈلف ویلنٹینو
بیٹی براونسن
ڈولرز کوسٹیلو
بلنچ مونسل
لان چینی

لاكى، كش

ميرى مائيل منتو

"وحشت و ديوانكى"

مسٹر خلیل

مسٹر بلی موریا

مس پیشنس کوپر - میڈن تھیٹرز کی فلم اسٹار

مس للتا دیوی

مس گوہر

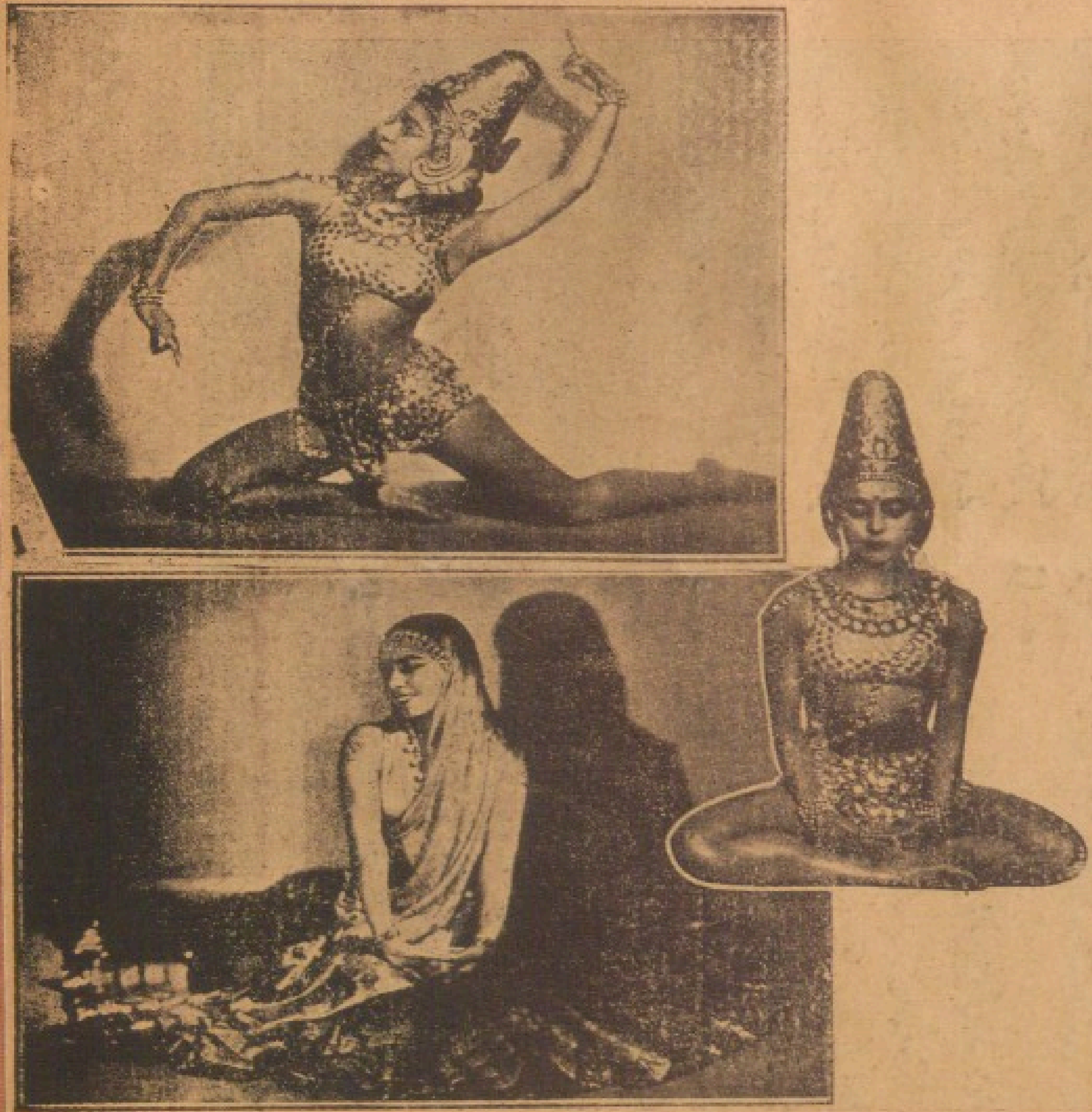

یوتکا اِین یوگا - ایک ہندو رقاصہ جو یورپ میں اپنا کمال دکھا رہی ہے

ایک ہندوستانی اخترِ آسمانِ مغرب پر

شیخ افتخار الرسول بدرؔ کی کامیابی کی داستان

شیخ صاحب کے اپنے قلم سے

پنجاب کے ریگستانی علاقہ کا مشہور شہر ملتان میری پیدائش کا مقام ہے۔ یہیں میں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور یہیں سے میری کالج کی زندگی کی ابتدا ہوئی ✦

۱۹۲۳ء میں میں ہندوستان کو خیرباد کہہ کر حصول تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہوگیا۔ اور وہاں پہنچکر وکالت کا امتحان پاس کرنے کی تیاری شروع کردی۔ انگلستان کا سفر تھا تو تعلیمی بہتری کے لئے۔ لیکن غیر متوقع طور پر فلمی دنیا میں شہرت اور کامیابی حاصل کرنے کا شوق میرے دوسرے علمی مشاغل پر غالب آگیا۔ چنانچہ میں نے بھی ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کردیئے اور ہر مبتدی کی طرح میں نے اپنی تصاویر ادھر ادھر فلم کمپنیوں میں بھیجنی شروع کردیں۔ تصاویر کی پشت پر میں خود کو طویل القامت۔ وجیہ اور سانولی رنگت کا نوجوان ظاہر کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ تمام کمالات بھی درج کرتا جن کی میں کسی حد تک مشق کرچکا تھا۔ میں شہسواری۔ تیراکی اور رقص۔ جذبات محبت کو اس انداز میں ادا کرتا کہ محبوب پر تاثرات نمایاں ہونے لگیں۔ اکثر درخواستوں میں میں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ میں معاشقانہ مناظر میں محبت کو دیوانگی اور جنون کی حد تک کامیابی سے نباہ سکتا ہوں اور یہ کہ اس فن میں میں نے مسلسل مشق کے بعد یہ مہارت پیدا کی ہے۔ یہ دعوٰی تھا جو اُس وقت میری نوجوانی کی حماقتوں کا شرمندۂ احسان تھا۔

میری جدوجہد کا انجام ناکامی ہوئی۔ میرے سینکڑوں خطوط اور درخواستوں کے جواب میں کامل خاموشی اختیار کی گئی۔ چنانچہ اس سلوک سے مجھے اپنی ناکامی اور مایوسی کا پورا پورا یقین ہوگیا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ فلمی دنیا میں مجھے کبھی بھی داخل ہونے کی اُمید نہ رکھنی چاہئے ✦

اس یاس و ناامیدی کے عالم میں گرمی کی تعطیلات کو کسی خوشگوار مقام پر بسر کرنے کی غرض سے میں فرانس کے مشہور شہر نائیس کی طرف روانہ ہوا جو ایک پُر فضا ساحلی شہر ہے۔ اسی شہر سے میری فلمی زندگی کی زنجیر کی پہلی کڑی شروع ہوتی ہے۔ یورپ کے مشہور ڈائریکٹر ریکس انگرام جو عربی معاشرت اور عربی تاثرات کی وجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوچکے ہیں اپنے نایاب شاہکار باغ اللہ کے بعض مناظر کی تصویر کشی کے لئے یہاں تشریف فرما تھے ✦

ایک روز میں ٹہلتے ہوئے اُس مقام پر پہنچ گیا۔ اور منظر کشی کا تماشہ دیکھنے میں محو ہوگیا۔ مسٹر انگرام کی نظر مجھ پر پڑی اور تھوڑی دیر تک میری اُن کی گفتگو ہوئی۔ دوسرے دن اُنہوں نے اس فلم کے فاتو گروہ میں مجھے شامل کرلیا۔ میرا پارٹ نہایت ادنیٰ سا اور بیحد مختصر تھا۔ جس کا معاوضہ مجھے چند پونڈ ملے۔ معاوضہ ملنے کی تو چنداں مسرت نہ تھی۔ لیکن میرا دل فرطِ انبساط سے بلّیوں اُچھلتا کہ مجھے نہ صرف کام کا موقعہ ملا ہے بلکہ یہ کہ میرا یہ مختصر سا پارٹ پسند بھی ہوا ہے۔ برسوں کی خواہش کی یوں ابتدا ہونے پر میں جسقدر بھی اظہارِ مسرت کرتا کم تھا ✦

میرا پارٹ اسقدر پسند ہوا کہ مسٹر ریکس انگرام نے اسی فلم میں مجھے ایک دوسرا مختصر سا پارٹ بھی دیا۔ اس پارٹ کی فلم بندی ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ میری خوابیدہ قسمت جاگ اٹھی۔ فرانس کی ایک بہت بڑی کمپنی نے "دی سرچنٹ آف نائل" (مارنیل) نامی فلم میں چیف پارٹ کے لئے مجھے منتخب کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ اس کمپنی کا ڈائریکٹر باغ اللہ کی منظر بندی کے وقت ریکس انگرام کے نگار خانہ کی سیر کو آیا تھا۔ اُس

وقت میرے ایک جذبات انگیز کیریکٹر کی تصویر اُتاری جارہی تھی۔ جسے دیکھ کر اس کمپنی کے ڈائریکٹر کی نگاہ انتخاب مجھے چُن لینے پر مجبور ہوگئی +

میں نے اس خداداد موقع سے فائدہ اُٹھانا مناسب سمجھا۔ چنانچہ ضروری شرائط کے طے ہوجانے پر میں اس کمپنی کی فلم میں ہیرو کا پارٹ اداکرنے کے لئے پیرس روانہ ہوگیا +

پیرس کی اس فلم میں شہزادہ حُسن کے پرجذبات محبّت بھرے پارٹ کی وجہ سے میری دھوم مچ گئی اور میں ایک ایموشنل (جذباتی کیریکٹر) تسلیم کرلیا گیا۔ میری شہرت کا بے پایاں دریا تیزگامی سے رواں تھا اب زندگی کی ہر منزل۔ مقصد زندگی کی تکمیل کی پرورش کی ہوئی آرزوؤں کی شاداب منزل تھی +

اس فلم کی لازوال شہرت کے بعد میں نے مشرقی رقص کو کمال فن کی حیثیت سے اسٹیج پر پیش کرنا شروع کیا۔ رقص کی مشغولیت اور اُسکی دلچسپیوں کا انہماک بے حد ولولہ انگیز تھا میرا جوش اور خواہش تکمیل دونوں کی مدد سے میں اس فن میں کامل الفن بن گیا۔ اور گو آج میں دنیا کا ایک مشہور ایکٹر ہوں لیکن میری تمام تر مقبولیت کا راز میرے رقص تھے۔ پیرس، بوڈاپسٹ، پیراگ، لندن اور وائنا کے اوپیرا گھروں میں میرے رقص کی نمائش ہوتی رہی۔ مشرق کے اس مسحور کن فن کے لطیف اثرات یورپ کی اعلیٰ سوسائٹی پر چھاگئے۔ اور میری مقبولیت اور کامیابی زیادہ مستحکم ہوگئی +

ترقی کا کوئی مخصوص زمانہ نہیں ہوتا۔ اتفاق کہئے یا میری قسمت کی بیداری کہ ۱۹۲۶ء میں مجھے ایک اور زریں موقعہ ملا "مونو آرٹ" نے شبستان عرب کے افسانہ "شہرزاد" کے نام پر فلم کی صورت میں تبدیل کرنیکا فیصلہ کیا اور اس ڈراما میں چیف پارٹ مجھ سے منسوب کیا گیا۔ اس فلم نے میری کامیابی کو چار چاند لگادیئے اور اب میں مغرب کی دنیائے فلم کا درخشاں اختر تھا +

اس فلم کی کامیابی کے بعد مشرقی فلموں کی نگرانی اور ہدایت کے متعدد دعوت نامے کثیر معاوضہ کی شرط پر ہالی وڈ سے موصول ہونے لگے۔ یورپ میں چند فلم میری نگرانی میں تیار کئے گئے اور ابھی میں سنیماٹوگراف کے ایک اعلیٰ نمونہ کی تیاری میں مصروف عمل تھا کہ متوفی رڈلف ولینٹینو کے نام سے مجھے منسوب کیا گیا۔ اور میں مشرق کے ولینٹینو کے نام سے یاد کیا جانے لگا +

اس کے بعد دنیائے فلم میں ناطق فلموں (بولنے والی فلموں) کی ایجاد کا انقلاب انگیز دور آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں بہت سے مشہور ایکٹر فلمی زندگی سے یا تو خود علیحدہ ہوگئے یا بہ یک بینی و دوگوش علیحدہ کردیئے گئے۔ مجھے یہ اقرار کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ دوسرے ماہرین فن کی طرح میرا بھی یہی خیال تھا کہ ٹاکی (ناطق) فلموں کا مستقبل نہایت ہی تاریک ہے۔ ابتدا میں اس کے اجراسے خاموش فلموں کا حسن ماند پڑ گیا تھا۔ ڈراما میں لطافت، اظہار جذبات، تاثرات، غرضیکہ ہر لطیف جذبہ پر پانی پھر چکا تھا۔ لیکن بہت جلد مجھے اپنے غلط فیصلہ کا اعتراف کرنا پڑا۔ آج میں دیکھ رہا ہوں کہ چند مقامات اور مخصوص شہروں کے علاوہ ملک کے ہر گوشہ میں بولنے والی فلموں کی نمائش گاہیں زیر تعمیر ہیں۔ اور دلدادگان فلم نہایت تپاک سے ناطق فلموں کا خیر مقدم کررہے ہیں۔ ٹاکی سے موسیقی کے فن کا کمال ...... آسانی سے دکھایا جاسکتا ہے۔ میں نے ناطق فلموں کے متعلق اپنی غلط قیاس آرائی کے کفارہ اداکرنے کی بہتر صورت یہ نکالی کہ کسی مشرقی افسانۂ حُسن وعشق کی تیاری سے مغرب کے سامنے ہندوستان قدیم وجدید کے فن موسیقی، رقص اور جذبات کا ایک حسین نمونہ پیش کروں +

خداوند کریم کا شکر ہے کہ آج میں اپنی آرزوؤں کو لباس عمل میں دیکھ رہا ہوں۔ ڈائریکٹر کے لئے مشکل ترین چیز افسانہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ کئی ماہ تک میں افسانہ کے انتخاب میں مبتلا رہا۔ نہ معلوم کسقدر افسانے پڑھے۔ ناولوں کو ختم کیا۔ مگر تشنۂ جستجو کسیطرح نہ بجھی۔ میں مشرق کے ماحول میں اُن تمام چیزوں کا اجتماع چاہتا تھا جو ایک ڈراما کی کامیابی کی ضمانت ہوسکتے تھے۔ آخر کار سرطامس مور کے منظوم افسانہ "لالہ رُخ" پر میری نظر پڑی۔ یہ میرے حسب خواہ افسانہ تھا۔ اس کے مناظر مشرقی ماحول کی صحیح اور زیبائش کی جائز ترجمانی کرتے تھے۔ چنانچہ بلا تامل میں نے اُس کی فلم بندی کا تہیہ کرلیا۔ اور آج اُس کے اندرونی مناظر قریب الاختتام ہیں +

آج میں یہ فخر کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جس فلم کی تیاری میری زیر نگرانی ہورہی ہے۔ اُس میں فوٹوگرافی کا اعلیٰ نمونہ۔ صنعت کا نایاب کمال۔ ایکٹنگ اور جذبات نگاری کی بلاتصنع نیچرل تصویریں ہونگی۔ اس تصویر میں اوّل مرتبہ انگلستان کے نگارخانہ میں بین جلترنگ۔ سارنگی اور طبلہ وغیرہ ہندوستانی آلات موسیقی کی آواز قید کی گئی ہے۔ اس فلم میں میرا رقص بھی ہے جو قدیم ہندوستان کے فنون لطیفہ کے نصاب میں شامل تھا۔ اور

جس کا کمال میں یورپ کے ہر بڑے شہر میں دکھا چکا ہوں +

میں بہت جلد خارجی مناظر کے لئے عازم ہندوستان ہونے والا ہوں۔ جہاں کشمیر کے سحر خیز قدرتی مناظر فوٹو گرافی کے انتہائی کمال کے ساتھ پیش کئے جائیں گے۔ اس فلم کو ختم کرنے کے بعد میں یورپ میں واپس آنے سے قبل ہندوستان میں چند فلموں کو اپنی نگرانی میں تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ میرا مخلص اور بلند حوصلہ ہے کہ اپنے مادر وطن کی صنعت کو ترقی دوں۔ مجھے یقین ہے کہ برادرانِ وطن ان نیک ارادوں کی تکمیل میں ہر طرح سے میرا ہاتھ بٹائیں گے +

(مرسلہ وانی کے طارق) افتخار الرسول بدر

ہندوستان کی فلمی صنعت کا مستقبل

(مشہور ہندوستانی فلم اسٹار عذرا میر آف ہولی وڈ کے قلم سے)

مسرت کا مقام ہے کہ اب ہندوستان اپنی فلمی صنعت کے متعلق حقیقی دلچسپی کا اظہار کر رہا ہے۔ ابتدائی کم مشقی کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ اب یہ ملک بھی دنیا کے فلمی کارناموں میں اپنا نمایاں حصہ لینے کے لئے تیار ہو جائے اور غفلت و جمود کا جوا اپنی گردن سے اُتار پھینکے۔

ہندوستان و امریکہ کا مقابلہ

ہندوستان اس وقت امریکہ کے صنعتی طور طریقوں پر ناک بھوں چڑھانے یا "غیر ملکی مقابلہ کے بلند بانگ دعوے کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اور نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔ کیونکہ امریکہ اور ہندوستان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ کسی امریکن کمپنی کے دماغ میں یہ خیال بھی نہیں آسکتا کہ ہندوستان میں ہندوستانی فلم بنانے کے لئے کوئی "فلم گاہ" قائم کرے یا کسی حیثیت سے بھی ہندوستانی کمپنیوں کا مقابلہ کرنے کا خیال اپنے ذہن میں لائے +

امریکہ والوں کا آنا مفید ہوگا

یہ ممکن ہے کہ امریکہ کی کوئی کمپنی ہندوستان میں صرف ایک دو فلم تیار کرنے کے لئے آبھی جائے۔ لیکن میرے نزدیک ایسی حالت میں تو ہندوستانی فلم سازوں کو اس کمپنی کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ان کو یہ موقع ملیگا۔ کہ گھر بیٹھے فلم سازی کے امریکن ماہر اُن کے طور طریقوں کا علم حاصل کریں۔ اور اپنی صنعت میں اس علم سے فائدہ اُٹھائیں۔ ہندوستان میں فلم سازی کا کام ابھی بہت پُرانے دقیانوسی فیشن کا ہے۔ اس لئے کہ فلم سازوں کو ضروری سہولتیں میسّر نہیں ہیں۔ اگر کوئی امریکن کمپنی کسی ہندوستانی کہانی کو فلم بند کرے تو اس سے جو کچھ نتائج پیدا ہوں گے۔ اُن کا مطالعہ یہاں کے فلم سازوں کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ وہ ان نتائج کا اپنی صنعت کے نتائج سے مقابلہ کرکے ایسی باتیں معلوم کر سکیں گے جن سے ان کی صنعت کو تقویت پہنچے گی +

چونکہ ہندوستانی فلم سازوں کو یہاں کی کہانیوں اور یہاں کی معاشرت کا پورا پورا علم ہوگا۔ اس لئے وہ امریکن کمپنیوں کے طور طریقے سے اپنے طریقوں کا مقابلہ کرکے یہ فیصلہ کر سکیں گے۔ کہ موضوع داستان کے انتخاب کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ اور اس کو فلم میں پسندیدہ طریقے سے کیونکر پیش کیا جاسکتا ہے +

دنیا میں ہندوستان کا پروپیگنڈا

اس کے علاوہ اگر کسی امریکن کمپنی نے ہندوستان میں آکر کوئی ہندوستانی فلم تیار کر لیا۔ اور وہ فلم تمام دنیا میں پھیل گیا۔ تو اس سے دنیا بھر کے تھیئٹروں میں ہندوستان سے بے انتہا دلچسپی پیدا ہو جائیگی اور وہ دلچسپی ہندوستانی فلم سازوں کے لئے بالآخر بے حد مفید ثابت ہوگی۔ ہندوستان کی شہرت۔ اس کی دلفریبی اور رشان کو بہترین طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کرنے کا کام اگر کسی بہت بڑی کمپنی نے انجام دیدیا تو دنیا کے تھیئٹروں میں ہندوستان کا پیش از پیش چرچا شروع ہو جائے گا۔ جسکی بنا پر آئندہ ہندوستانی فلم ساز دنیا میں اپنے فلموں کو کامیاب بنا سکیں گے +

ہندوستان میں ایک ہالی وڈ کی ضرورت

ہندوستان کو چاہئے کہ ہالی وڈ کی مثال سے فائدہ اُٹھا کر فلم ایکٹروں اور فلم سازوں کی نوآبادی قایم کرے۔ تاکہ وہ سب ایک ہی فضا میں رہ کر کام کریں۔ ملک بھر کے مختلف گوشوں میں فلمی دنیا کے بہترین ماہروں اور کام سیکھنے والوں کو منتشر رکھنا اچھا نہیں۔ ان سب کو جمع کرنا اور ایک مرکز پر لانا ضروری ہے۔ انگلستان نے ایلسٹری کے مقام کو اپنی فلمی دنیا کا مرکز قرار دیا ہے ہندوستان کو بھی چاہئے۔ کہ اپنا ایک ہالی وڈ تیار کرے +

مغربی طریقے اختیار کرو

میں ذکر کر چکا ہوں کہ ہندوستان میں فلم سازی کے امکانات بے انتہا ہیں۔ ابتک صرف سطحی امکانات سے کام لیا جا رہا ہے۔ فلم کی تنظیم۔ اس کی صنعت۔ اس کی تقسیم۔ اس کے اشتہار و اعلان کا علم اور تجربہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کو اس صنعت کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ان کی امداد کے بغیر ہندوستان میں فلم سازی کی بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ اگر اس صنعت میں جو ابھی عالم طفلی میں ہے۔ مغرب کے صنعتی اور اصلاحی طور طریقے استعمال کئے گئے۔ تو اس ملک کے عظیم امکانات سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جا سکیگا اور اس کے بعد ہندوستان کے بنے ہوئے فلم نہ صرف ہندوستان میں اہمیت حاصل کریں گے۔ بلکہ دنیا میں بین الاقوامی منڈیوں میں بھی مقبول ہونے لگیں گے +

ہندوستان سے ایک وفد ہالی وڈ بھیجا جائے

انگلستان فرانس جرمنی اور دوسرے ملکوں نے ہالی وڈ میں اپنے نمائندے بھیج رکھے ہیں تاکہ فلم سازی کے امریکن طریقوں کا مطالعہ کریں۔ انگلستان کا نامور فلم ساز ہربرٹ ولکاکس آج کل ہالی وڈ میں بولتی چالتی تصویروں کی ساخت کے امریکن طریقوں کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اور عنقریب ان طریقوں کو اپنے ملک میں استعمال کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہندوستان کیوں ہالی وڈ سے کچھ سیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا کارنامہ ہوگا اگر ہندوستان فلم سازوں۔ ڈائرکٹروں۔ فسانہ نگاروں اور دوسرے اہل ہنر کا ایک وفد ہالی وڈ میں بھیج دے۔ تاکہ وہ لوگ امریکن ماہرین کے طریقوں کا مطالعہ کر کے ان کو اپنے ملک میں استعمال کر سکیں۔ اور اس طریقے سے اس ملک میں صنعت فلم سازی کو ترقی حاصل ہو۔ اور اس میں شک نہیں کہ فی الحال امریکہ۔ انگلستان اور جرمنی کے صنعتی ماہرین کو ہندوستان میں بلا کر فلم سازی میں ان سے امداد لینا فائدے سے خالی نہیں۔ لیکن ہالی وڈ میں وفد بھیجنے کی تجویز اس سے بدرجہا زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ غیر ملکی انسان خواہ کتنا ہی بڑا ماہر ہو۔ ہندوستانی دل کی نفسیات اور اس کی گہرائیوں کا پورا پورا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور فطرت انسانی کی تفسیر و تعبیر میں یہاں اتنا کامیاب نہیں ہو سکتا جسقدر ایک تربیت یافتہ ہندوستانی دماغ کامیاب ہو سکتا ہے +

فلم کی عالمگیری کا اثر

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ پایان کار تربیت یافتہ ہندوستانی دماغ ہندوستانی قابلیت اور ہندوستانی سرمائے ہی کی مدد سے ہندوستانی فلم تیار کر سکیں گے۔ لیکن ہندوستان کی فلم سازی کی ترقی کے لئے یہ قطعاً ضروری ہے۔ کہ اس میں مغربی ماہرین کے کمالات اور اُن کے تجربے سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔ جب تک یہ نہ ہوگا ہندوستانی فلم ساز بہت زیادہ نفع نہ کما سکیں گے۔ اور ہندوستان کی صنعت فلم سازی اس ملک کی زندگی میں کوئی مستحکم و پائدار قومی حیثیت حاصل نہ کر سکیگی +

فلم حیات و خیالات کے معیار کو بلند تر کرنے والی چیز ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تھیئٹروں میں تماشائیوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے۔ جتنے تھیئٹر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسیقدر زیادہ اچھے اور عمدہ فلم بنتے چلے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آئندہ چند سال کے اندر اندر دنیا کی زندگی اور اس کے خیالات کے بین الاقوامی تبادلہ پر جو اثر پڑے گا۔ اس میں سب سے بڑا حصّہ فلم کی عالمگیری کا ہوگا۔ اس عالمگیری کی وجہ سے دنیا میں پہلے سے زیادہ ہم آہنگی پیدا ہوگی۔ قومیں ایک دوسرے کے جذبات کو زیادہ سمجھنے لگیں گی۔ اور اہل عالم کے باہمی تعلقات زیادہ گہرے ہو جائیں گے۔ ہماری مخلصانہ امید ہے کہ ہندوستان بھی دنیا کی اس آہنگی میں بہت بڑا حصّہ لے گا۔

(۱۰)

ایک عربی النسل شیخ ہولی وڈ امریکہ میں

شیخ عبد السّلام

شیخ عبد السلام ٹیونس (شمالی افریقہ) کے باشندے ہیں ۔ امریکہ کی مشہور فلم ساز کمپنی را ڈیو پکچر ایک فلم ڈیوز بٹالین یعنی شیطانی رجمنٹ نامی تیار کر رہی تھی۔ جس میں عربوں کا تذکرہ تھا۔ اس اولو العزم کمپنی کے کارکنوں نے اس تماشہ کو غلطیوں سے بچانے کے لئے اس فلم کی ٹکنیکل ایڈوائزری کے لئے شیخ عبد السّلام کو منتخب کیا اور فرانسیسی حکام کی مدد سے آپ کو کثیر معاوضہ پر امریکہ لے گئے ۔ جہاں آپ نے اس فلم کی نگرانی کی اور عربوں کے دستور اور اُن کے طرز تمدن کے مطابق فلم کے تیار کرنے میں امداد بہم پہنچائی ۔ شیخ عبد السلام جتنے عرصہ امریکہ میں رہے آپنے عربی لباس ہی پہنے رکھا۔ آپ کا بیان ہے کہ یورپین لباس نکمّا ترین لباس ہے ۔ خصوصاً عورتوں کا۔ جو گھروں میں تو لمبا لباس پہنتی ہیں اور اپنے ستر کو چھپاتی ہیں۔ لیکن جب گھروں سے باہر نکلتی ہیں تو نیم عریاں لباس پہن لیتی ہیں۔ شیخ عبد السلام پانچ زبانوں میں دسترس رکھتے ہیں۔ ہولی وڈ میں ہر شخص آپ کی دلچسپ باتوں اور اخلاق حمیدہ کا قایل ہوا۔ آپ کی چار بیویاں ہیں ۔ اور آپ کو شراب سے قطعی نفرت ہے +

شیخ عبد السلام آف ٹیونس ٹکنیکل ایڈوائزر ڈیولز بٹالین ہولی وڈ ۔ امریکہ

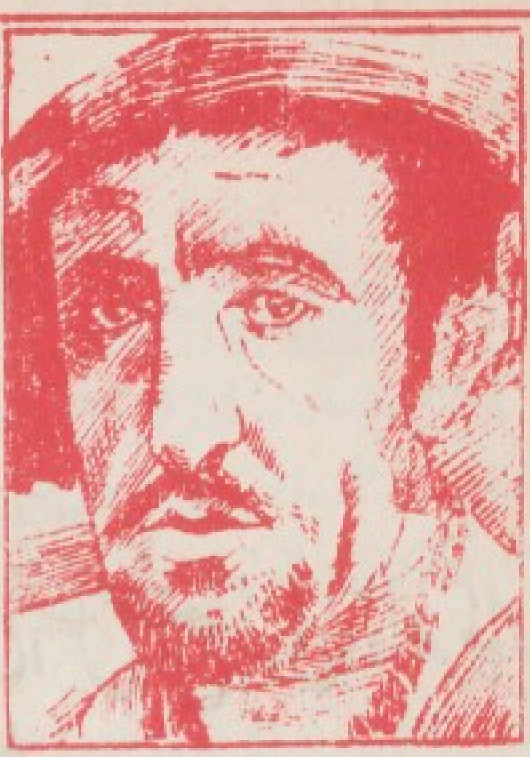

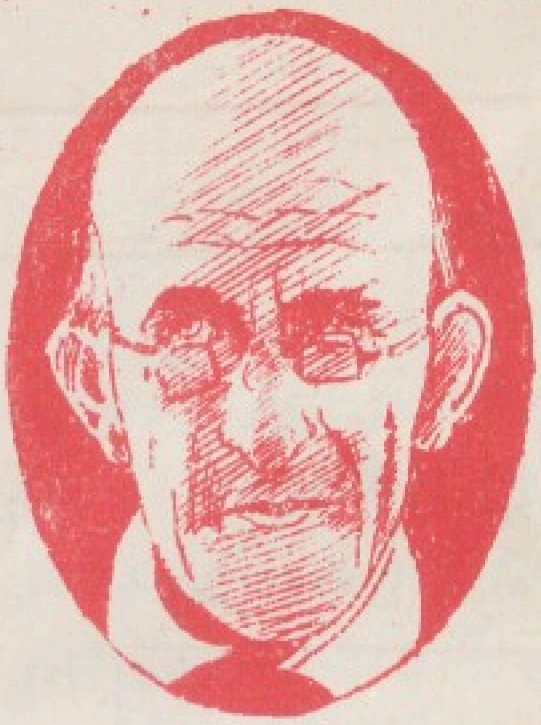

ہولی وُڈ امریکہ کے فلمستان کے مشہور ایکٹر

جن کے نام نہ تو پوسٹروں پر لکھے جاتے ہیں۔ نہ اخباروں میں ان پر تنقیدیں ہوتی ہیں
جن کے نام پردۂ تصویر (سکرین) پر بھی نمایاں نہیں کئے جاتے
جو نہ لاکھوں ڈالر کے مالک ہیں نہ بڑی بڑی کمپنیوں سے معاہدے کرتے ہیں

پھر بھی

دنیائے فلم کا بچہ بچہ انہیں جانتا ہے۔ اور وہ بیشتر فلموں میں اپنے جوہر دکھا چکے ہیں

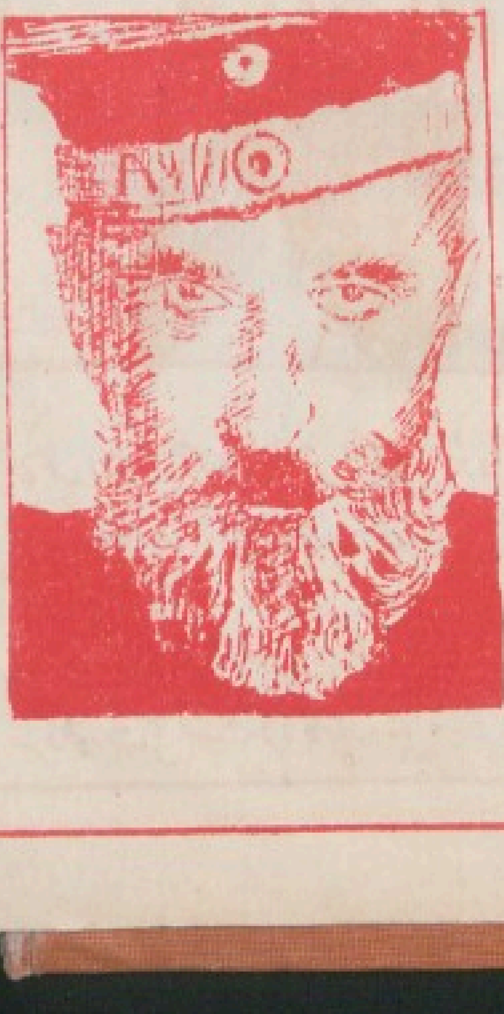

تعلقات مردوزن اور فلمی دنیا

مردوں اور عورتوں کو ضروری ہدایات

مرد کے نصائح

جوہن بولز مشہور فلم ایکٹر کا بیان

(۱) مرد جب محبت کرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نوخیز لڑکا ہے جو بیہودگیوں اور غلطیوں کا مجموعہ ہے۔

(۲) مرد عورت کی نسبت کم وفادار ہے۔

عورت کے نصائح

از کلاڈیٹ کالبرٹ (فلم ایکٹرس)

(۱) جو مرد کسی ایکٹرس سے شادی کرلیتا ہے وہ اپنی زندگی میں سب سے بڑی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایکٹرس خانہ داری کی زندگی میں نہ خوش رہ سکتی ہے نہ اُس پر قناعت کرسکتی ہے۔ وہ اپنے دلچسپ مشاغل کو

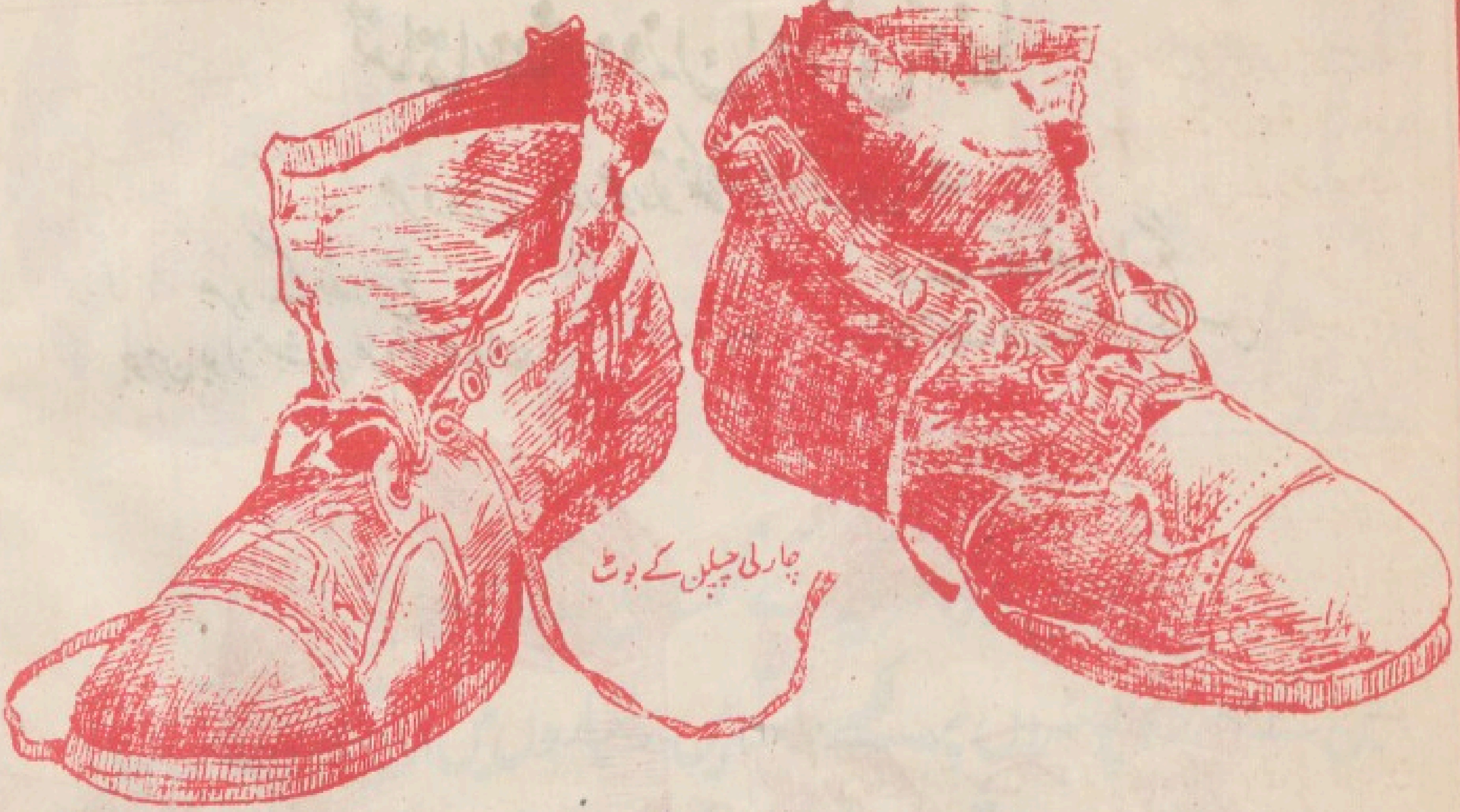

چارلی چپلن کے بوٹ

چارلی چپلن کے جوتے

یہ ہیں دنیا کے مشہور ترین مسخرے کے مشہور ترین جوتے جو ہولی وڈ میں چارلی چپلن کے گھر میں پڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اس وضع اور اس تراش کے جوتے چارلی نے کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر یا کسی کباڑیے کی دوکان سے حاصل کئے ہونگے۔ یہ نظریہ قطعی غلط ہے۔ ان سے پیشتر چارلی نے کئی جوتے استعمال کئے۔ مگر وہ اس کے مقصد کو پورا نہ کر سکے یہی وہ جوتے ہیں جو چارلی کے مہینوں کی دماغی کاوش اور سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ یہ اُس کے تخیل کی آخری پیداوار ہیں۔ یہی وہ جوتے ہیں جو اُس کے لئے لازوال شہرت اور کروڑوں روپے کی دولت انعام میں لائے۔ چارلی کو یہ جوتے بہت عزیز ہیں۔ انکی حفاظت اور غور و پرداخت پر انتہائی توجہ کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے ماہرین اُن کی نوک پلک کو درست رکھنے پر اپنی توجہ مبذول رکھتے ہیں۔ ذرا سی خرابی واقع ہو جانے پر "جوتے ڈاکٹر" فوراً آموجود ہوتے ہیں اور مناسب علاج کر دیا جاتا ہے۔ چارلی اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کو جدا کر سکتا ہے۔ مگر وہ انہیں کسی صورت میں بھی کسی کے حوالے کرنے پر تیار نہیں۔

یہ وہ جوتے ہیں جو چارلی کی ابتدائی حالت سے آگاہ ہیں۔ اور اس کی غربت کے ساتھی رہ چکے ہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی بادشاہ کے محل میں جائے تو اب بھی وہ اُس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور دنیا کے ہر حصہ کے سفر میں اُس کے ساتھ رہے ہیں۔ تقریباً چالیس مشہور ڈراموں میں حقِ رفاقت ادا کر چکے ہیں۔ اس لئے چارلی یقیناً اُنہیں کسی حالت میں بھی جدا کرنا پسند نہیں کرے گا۔

(۳) مرد فطرتاً "ازدواج ثانی" کا خواہشمند ہے اور عورت "ارادۃً" +

(۴) مردوں میں عورتوں کی نسبت طاقت برداشت کم ہوتی ہے +

(۵) مردوں کی تین قسمیں ہیں اوّل "تخیلاتی" جو صرف خواب دیکھتے ہیں۔ دوئم "تجویزی" جو صرف سکیمیں بناتے رہتے ہیں۔ سوئم "اعمالی" جو پریکٹیکل زندگی بسر کرتے ہیں +

پہلی قسم کے مرد کے ساتھ عورت کو گذر اوقات کرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اُس کے ساتھ وہ صرف "عرض محبت" کورٹ شپ کا زمانہ ہی دلچسپی سے بسر کرسکتی ہے۔ اس قسم کے مرد سے اگر کسی عورت کی شادی ہوجائے۔ تو اُسے چاہیئے کہ وہ ان باتوں کی تعریف کرنی رہا کرے جنہیں میاں پسند کرتا ہو +

دوسری قسم کے مرد کے الفاظ حقیقت سے بُعدِ عظیم رکھتے ہیں۔ اور اُن میں صداقت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ عورتیں خوش قسمت ہونگی جو اُس قسم کے مردوں کو پہچان کر اُن سے دور بھاگیں +

پریکٹیکل مرد زبانی نہیں بلکہ عملی زندگی کا بہترین نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک شاندار ہستی ہے جس سے عورت بہت خوش رہتی ہے +

(۶) میں کبھی کاروباری عورت سے شادی کرنا پسند نہیں کرونگا۔ کیونکہ وہ امور خانہ داری میں غفلت کرتی ہے۔ نہ بچوں کی پرورش کرسکتی ہے نہ میاں کو خوش رکھ سکتی ہے۔ عورت کو چاہیئے کہ شادی کے بعد بیرونی کام کاج قطعاً چھوڑ دے +

(۷) میں سیاسیات میں حصہ لینے والی عورت سے کسی قیمت پر بھی شادی کرنے کو تیار نہیں کیونکہ اُسے عورت سمجھنا ہی صنف نازک کی انتہائی توہین ہے +

(۸) عورت ۱۵ سے ۲۰ سال کی عمر میں تخلیق کا انتہائی کمال بن جاتی ہے لیکن مرد بوڑھا ہونے تک بھی ہر چیز میں نامکمل سا معلوم ہوتا ہے +

(۹) بہترین مرد وہ ہے جو عورت کو اپنی زندگی کا رفیق سمجھے۔ اُس پر اعتماد کرے۔ اُسے اپنا رازدار بنائے۔ اور زندگی کی کشتی کو میاں بیوی مل کر تعاون کے چپوؤں سے بحرِ حیات کے پار پہنچائیں +

.... (ترجمہ)

کبھی بھی خیرباد کہنے پر تیار نہیں ہوتی۔ وہ حقیقی معنوں میں کبھی بھی اچھی نہیں بن سکتی۔ مرد صرف اُس عورت سے خوش رہ سکتے ہیں جو اُن میں اور اُن کے کاروبار میں دلچسپی لیتی ہو۔ مگر ایکٹرس اس کے برعکس صرف کھیل تماشوں میں ہی دلچسپی لیتی ہے +

(۲) شادی کے بعد میاں بیوی کے بگاڑ کا سب سے بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی سے اب اس قسم کی محبت آمیز باتیں نہیں کرتا جیسی شادی سے قبل کرنے کا عادی تھا۔ مرد تو یہ سمجھتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد اُس کا کام ختم ہوگیا ہے۔ لیکن عورت سمجھتی ہے کہ اُس کی زندگی کا حقیقی دور اب شروع ہوا ہے۔ اس لئے وہ مرد کی بے رخی اور کم توجہی سے پریشان ہوجاتی ہے +

(۳) مرد عورت کو صرف گوشت اور پوست کا ایک حسین مجموعہ سمجھتے ہوئے صرف اُسے تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اُسے کشمکش حیات میں نہ اپنا رفیق بناتے ہیں نہ اپنی مشکلات میں اُسے رازدار بنانا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ عورت میں خوبصورتی کے علاوہ دل، روح، اور جذبہ بھی موجود ہے۔ جن سے کام لینے پر مرد اپنی بہت سی مشکلات پر قابو پاسکتے ہیں +

(۴) مردوں کی عادت ہے کہ وہ عورت کی ہر بات میں مخالفت کرتے ہیں۔ جہاں نہیں کہنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں "ہاں" کہتے ہیں۔ اور جہاں "ہاں کہنے کی وہاں" "نہیں" +

(۵) مرد ہمیشہ عورت کے منہ پر اُسے کم عقل اور کوتاہ فہم کہنے کے عادی ہیں کوئی عورت خندہ پیشانی سے یہ الزام برداشت نہیں کرسکتی +

(۶) عورت مرد سے زیادہ حساس ہوتی ہے۔ اگر وہ فوری اثرات کے ماتحت کسی وقت تیز کلامی بھی کرے۔ تو تھوڑی دیر بعد اپنے کئے پر پشیمان بھی نظر آتی ہے +

(۷) جب عورت مرد سے محبت کرتی ہے تو وہ اپنا سب کچھ کھو دیتی ہے۔ مگر جب مرد محبت کرتا ہے تو وہ اپنی تمام چیزوں کو قربان نہیں کرتا +

(۸) روزانہ زندگی میں جب عورت سینکڑوں اجنبی مردوں سے ملتی ہے۔ تو وہ معمولی رسمی گفتگو اور پیار و محبت کی چند باتوں سے مطمئن ہوجاتی ہے۔ مگر مرد جب غیر عورتوں سے ملتے ہیں تو وہ معمولی باتوں سے تسلی حاصل نہیں کرسکتے۔ وہ کچھ اس سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں +

(۹) صحیح معنوں میں عورت وہ ہی ہے جو اپنے گھر اپنے بچوں اور اپنے خاوند میں دلچسپی لیتی ہے +

ناطق فلم

از جناب خواجہ احمد عباس صاحب

اگرچہ ہم میں سے اکثر نے بولنے والے فلموں کو دیکھا اور سنا ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ان کے طریقۂ ساخت سے واقف ہیں۔ ایک حد تک اس ناواقفیت کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ناطق فلم تیار کرنے کی ترکیب کا مختصر لیکن مفصل بیان، اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ امریکہ اور انگلستان کے اخبارات میں اس پیچیدہ عمل کی تشریح بارہا شایع ہو چکی ہے۔ مگر اردو کے رسایل اور اخبارات ابھی تک اس سے محروم ہیں ✦

بولنے والے فلموں کی مفصّل اور اصولی ترکیب نہایت پیچیدہ اور وسیع ہے۔ تاہم اس کا مختصر حال ناظرین کی دلچسپی کے لئے لکھا جاتا ہے ✦

مسٹر لیوس ہاس جو اس صنعت کے ایک بہت بڑے ماہر ہیں اس ترکیب کو مختصراً بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہ عمل، ساکت فلم اور گراموفون کا مجموعہ ہے۔ جن کو بجلی کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے" ✦

یہ حقیقت ہے کہ ناطق فلم کی اسقدر مختصر اور مجمل تعریف کسی نے آجتک نہیں کی ✦

بولنے والے فلم دو طرح سے تیار ہوتے ہیں۔ ایک فلم کے ذریعے دوسرا ریکارڈ کے ذریعہ سے۔ اوّل الذکر میں جس وقت فلم لیا جاتا ہے۔ اسی وقت برقی لہریں ایکٹرز کی آوازوں کو فلم کے ایک کنارے پر جذب کر دیتی ہیں۔ جب فلم تیار ہو کر سنیما میں دکھایا جاتا ہے۔ تو برقی لہریں اُن آوازوں کو پھر واپس کر دیتی ہیں۔ چونکہ یہ آواز فلم میں جذب ہوتی ہے۔ اس لئے اُس کو بجلی کے تاروں کے ذریعہ پردہ کے پیچھے پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ آواز ایکٹرز کے لبوں سے نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ✦

دوسرے طریقہ میں آواز معمولی گراموفون ریکارڈوں میں بھری جاتی ہے۔ اور ساکت فلم معمولی طور پر تیار ہوتا ہے۔ ریکارڈ کو پردے کے پیچھے ایک گراموفون پر لگا دیا جاتا ہے۔ اور بجلی کے ذریعہ اس کا تعلق سنیما کی مشین کے ساتھ اس طرح قایم کر دیا جاتا ہے کہ جونہی پردہ پر عکس پڑتا ہے۔ فوراً ریکارڈ میں سے آواز نکلنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح ایکٹروں کی حرکات اور گفتگو میں مطابقت پیدا کی جاتی ہے ✦

اب ہم کو عالمِ خیال میں ایک ناطق فلم سٹوڈیو کا معائنہ کرنا چاہئے۔ سٹوڈیو کی وسعت کا اندازہ کرنے کے لئے ایک ہوائی جہازوں کے شیڈ کا خیال کر لیجئے جس میں مختلف سین لینے کے لئے نقلی کمرے وغیرہ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک سین کے لئے جتنے فرنیچر، پردوں اور سامان کی ضرورت ہوتی ہے اس کو "سٹ" کہتے ہیں۔ ہر ایک سٹ کے اوپر اور سامنے بجلی کے بڑے بڑے لیمپ لٹکے ہوتے ہیں۔ جو ایک بٹن دبانے سے رات کو دن میں تبدیل کر دیتے ہیں ✦

ناظرین کو یہ معلوم کر کے بہت تعجب ہوگا کہ بولنے والے فلم بناتے وقت نہایت سخت گرمی اور مکمل خاموشی کی ضرورت ہے۔ بجلی کے لیمپ اتنی طاقت کے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی گرمی سے ڈائرکٹر اور ایکٹر پسینہ سے شرابور رہتے ہیں۔ کیونکہ فلم سے غیر متعلق ایک چھوٹی سی آواز بھی تمام فلم کو خراب کر سکتی ہے۔ اس لئے سٹوڈیو میں ہر قسم کی آواز کی ممانعت ہے۔ یہاں تک کہ ایکٹرز کے لباس بھی نہایت نرم اور ملائم کپڑے کے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کی سرسراہٹ سے اور آوازوں میں خلل نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ فلم لیتے وقت سٹوڈیو میں قبرستان کی سی خاموشی اور منطقۂ حارّہ کی گرمی پائی جاتی ہے ✦

سین لئے جانے سے پہلے ڈائرکٹر آخری ہدایات دے کر ایک سیٹی بجاتا ہے۔ سیٹی کے بجتے ہی دو بڑے بڑے (دروازے "سٹ" کو دنیا بھر کی آوازوں سے مامون و محفوظ کر دیتے ہیں۔ سانس تک کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جب ڈائرکٹر دیکھ لیتا ہے کہ سب تیار ہیں۔ وہ ایک ہاتھ کا اشارہ کرتا ہے۔ اور سین لیا جانا شروع ہو جاتا ہے ایکٹرز اور تصویر کش کو ہدایات ایک خاموش برقی آلہ کے ذریعہ سے دیجاتی ہیں

ڈائرکٹر کے قریب ایک بورڈ پر مختلف رنگ کے برقی بلب لگے ہوتے ہیں. جب سرخ رنگ روشن کیا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہوتے ہیں کہ سین شروع کردیا جائے - اسیطرح سبز کے معنی ہیں کہ سین بند کردیا جائے +

مائکروفون (وہ آلے جو ایکٹرز کی آواز کو ریکارڈ کرنے کی مشین تک پہنچاتے ہیں) ایکٹرز کے اوپر کیمرے کی حد سے باہر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اگر ایکٹرز کو چلتے ہوئے گفتگو کرنی ہوتی ہے تو مائکروفون بھی اُن کے ساتھ تاروں پر پھسلتے جاتے ہیں +

جب دن بھر کا کام ختم ہو جاتا ہے تو شام کو گھر جانے سے پہلے سب ایکٹرز اور ڈائرکٹرز ایک ہال میں جمع ہوتے ہیں - جہاں دن بھر کا بنایا ہوا فلم دکھایا اور سنایا جاتا ہے - اگر ڈائرکٹر کہیں بھی ذراسی غلطی پاتے ہیں تو وہ سین دوبارہ لئے جاتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ امریکن فلموں کے بنانے میں لاتعداد روپیہ خرچ ہوتا ہے - لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ تمام دنیا میں بہترین ہوتے ہیں +

خواجہ احمد عباس

فلمی معلومات

(۱) ڈیویڈ وارک گریفتھ تمام ڈائرکٹروں پر کامیاب ترین فلمیں تیار کرنے میں فوقیت رکھتا ہے +

(۲) ٹاکی فلم کے چار ڈراموں کو اوّل نمبر سمجھا جاتا ہے۔ ڈسریلی - ہیلے لوجار - ویلٹی اینٹ - آل کوایٹ آن دی ویسٹرن فرنٹ +

(۳) سب سے بوڑھا ایکٹر فریڈ کار ہے۔ عمر ۷۳ سال اور جون مارشل سب سے کم سن ہے - صرف ۷ سال ہے +

(۴) امریکہ میں ایک ڈائرکٹر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ۲۰ دن کے اندر اندر ۵ پارٹ کا ڈراما مکمل کردکھائے +

(۵) جرمنی کا سب سے بڑا سٹڈیو نیو بابیلس برگ ہے۔ انگلستان کا سب سے بڑا ایلسٹر سٹڈیو ہے - ہولی وڈ میں ۴۵ سٹڈیو ہیں +

(۶) لندن میں امریکہ کی تمام آمدہ فلموں میں بگ پیریڈ اور بن ہر پر سب سے زیادہ آمدنی ہوئی +

(۷) امریکہ میں ڈھائی لاکھ آدمی صنعت فلم سازی میں کام کرتے ہیں اور یہ امریکہ میں پانچویں سب سے بڑی صنعت ہے - یہاں ایک سال میں ۸۰۰ نئے ڈرامے تیار ہوتے ہیں +

(۸) امریکہ میں ٹاکی فلم پر خاموش کی نسبت قریباً ایک لاکھ روپیہ کم خرچ آتا ہے +

(۹) ٹاکی فلم لینے کا سامان دو ہزار سے لیکر ہ ہزار پونڈ میں مل سکتا ہے +

(۱۰) دنیا کی صنعت فلم سازی کا صرف ۷½ فیصدی انگلستان مہیا کرتا ہے - اس لئے وہاں کوشش ہورہی ہے کہ اس صنعت کو فروغ دیا جائے - امید کی جاتی ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ۱۰ فی صدی تک ۱۹۳۳ء میں ۱۲½ فیصدی ۱۹۳۵ء میں ۱۵ فی صدی اور ۱۹۳۶ء میں ۲۰ فیصدی تک ترقی ہوسکیگی +

بعض ایکٹرلیسوں کی عمریں

لپاڈی پوتی	۲۷ سال	میری ڈریوس	۳۱ سال
کلارا بو	۲۶ ”	میری فلبین	۲۷ ”
گریٹا گاربو	۲۶ ”	اینائے وونگ	۲۴ ”
ملن گش	۳۵ ”	بلی وڈ	۲۰ ”

مشہور ایکٹرلیسوں کے خاوند - مشہور ایکٹروں کی بیویاں

ولما بینکی عمر ۲۹ سال	لارڈ لاروک کی بیوی ہے۔
ڈولرس کاسٹیلو	جوہن بیری مور کی بیوی ہے۔
لیٹا گرے	چارلی چپلن کی بیوی ہے
اِنا کلیئر	جوہن گلبرٹ کی بیوی ہے
جون کرافورڈ	ڈوگلس فیئر بنکس جونیئر یعنی ڈوگلس کے لڑکے کی بیوی ہے
بیب ڈینل	ہیسر لائن کی بیوی ہے
ڈولرس ڈیلواز	سیڈرک گبن کی بیوی ہے۔
میری پکفورڈ عمر ۳۸ سال	ڈوگلس فیئر بنکس کی بیوی ہے۔
ڈورتھی گش عمر ۳۳ سال	جر نائن کی بیوی ہے۔
نیٹالی ٹالمیج	
لارالا پلانٹ ۲۷ سال	ولیم اے بیسٹر کی بیوی ہے۔
ملڈرڈ ڈیوس	ہیرلڈ لائڈ کی بیوی ہے۔
کیتھرائن کرور	ایڈلف مینجو کی بیوی ہے۔
کولن مور ۲۸ سال	جوہن مکارلک کی بیوی ہے۔
مے مرے	پرنس ڈیوڈ کی بیوی ہے۔
پولا نیگری ۳۴ سال	پرنس سرج کی بیوی ہے۔
نارما شیرر ۲۷ سال	ارونگ تھالبرگ کی بیوی ہے۔
گلوریا سوانسن ۳۲ سال	مارکوئیس ڈی لاکوڈرے کی بیوی ہے
کانسٹن ٹالمیج ۳۱ سال	ٹاؤن سینڈ کی بیوی ہے +

فلمی رسایل اور اخبارات

ہندوستان میں انگریزی اور گجراتی زبان میں فلموں پر کئی رسالے شایع ہوتے ہیں۔ مگر اردو میں لاہور سے ایک رسالہ فلمستان اور کلکتہ سے فلم ریویو شایع ہوتا ہے۔ تازیانہ ریویو میں بھی فلمی دنیا کے لئے چند صفحے مخصوص ہیں۔ اس کے سوا اردو زبان میں فلموں پر کہیں بھی لٹریچر شایع نہیں ہوتا۔ صنعت فلم سازی سے تعلق رکھنے والے شائقین کا فرض ہے کہ وہ تینوں رسایل کی سرپرستی کریں +

بیب ڈنیل ـــــ

Joan Crawford

صنعتِ فلم سازی کا مرکز

لاس اینگلیز

از جناب ریاض حسین صاحب بی اے

لاس اینگلیز امریکہ کی ریاستہائے متحدہ کا ایک مشہور شہر اور دنیا بھر میں صنعت فلم سازی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اس کی آبادی پچیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ان میں سے صرف پچیس ہزار یعنے ایک فیصدی سنیما کے کام میں حصّہ لیتے ہیں۔ باقی ننانوے فیصدی نہایت معمولی زندگی بسر کرتے ہیں +

لاس اینگلیز کی دوکانوں اور ہوٹلوں میں خوبصورت لڑکیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ یہ وہ حسرت نصیب ہیں جو ہائی وڈ میں ان امیدوں اور اُمنگوں کے ساتھ آئیں کہ وہ سنیما کی ملکہ بن کر شہرت کے آسمان کا آفتاب بن کر چمکیں گی۔ لیکن بعض وجوہات کے سبب منظور نہ ہوسکیں۔ اور اس لئے اُن کو کوئی کام نہ دیا جاسکا۔ یہاں کی آبادی بہت منتشر اور پراگندہ ہے۔ دوکانیں شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہیں۔ سمندر کا کنارہ جہاں لوگ عموماً ناشتہ کے لئے یا شام کی گلگشت کو اکٹھے ہوتے ہیں۔ بیس میل پر واقع ہے +

"شہر کی عظمت"

مختلف سٹڈیو دو سے لے کر بیس میل تک دور ہیں اور یہ سب مقامات لاس اینگلیز کے اندر تصور کے جاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ لاس اینگلیز بڑی بڑی وسیع جاگیروں پر مشتمل ہے صنعت فلم سازی کے ایک بڑے ماہر نے پیشگوئی کی ہے۔ کہ شکاگو کے میلے اور نمائش کے بعد جو ۱۹۳۳ء میں منعقد ہونے والی ہے۔ شکاگو دنیا کا سب سے بڑا شہر ہوگا۔ اور کچھ مدت بعد اگرچہ ٹھیک تو نہیں کہہ سکتا کب۔ لیکن یقیناً ہمارے جیتے لاس اینگلیز دنیا کا سب سے بڑا شہر ہوگا۔ آج سے پچاس سال قبل یہ شہر ایک معمولی قصبہ تھا۔ جس کی آبادی دس ہزار تھی لیکن جو شخص آج لاس اینگلیز کو دیکھتا ہے وہ اس حقیقت کو باور نہیں کرتا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آئندہ نصف صدی اور ایسے ہی ناقابلِ یقین انقلابات پیدا نہ کردیگی +

لاس اینگلیز کی آب وہوا

سب سے بڑی وجہ جس پر لاس اینگلیز کی روز افزوں صنعتی ترقی کا دارومدار ہے۔ وہ یہاں کی آب وہوا ہے۔ جو ہر لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہے۔ اور سال بھر انسان کو بہتر سے بہتر حالات میں کام کرنے کا موقعہ دیتی ہے۔ شدت کی گرمی یا سردی جیسی ہر سال نیویارک میں پڑتی ہے صنعت فلم سازی کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ لاس اینگلیز میں زیادہ دیر تک سوئے رہنا جرم سے کم نہیں۔ وہاں کی صبح نہایت شاندار ہوتی ہے۔ دن نہایت اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اور راتیں بے انتہا خوشگوار شام اکثر خنک ہوتی ہے لیکن نہ اتنی کہ اوورکوٹ پہننے کی ضرورت پڑے۔ دوپہر قدرے گرم ہوتی ہے لیکن نہ اتنی کہ چلتے ہوئے پسینہ آنے لگے۔ لطف یہ ہے کہ سال بھر قریباً موسم یکساں اور خوشگوار رہتا ہے +

ایک اشتہار

نئے نئے کاروبار اور صنعتیں لاس اینگلیز کے اندر اور اُس کے گردونواح میں فروغ پارہے ہیں۔ اسی وجہ سے آبادی بڑھ رہی ہے۔ لاس اینگلیز

ایک حصّہ میں جہاں صنعت فلم سازی کا بازار گرم ہے ایک اشتہار پایا جاتا ہے۔ جس کا ہر حرف اسّی فٹ بلند ہے۔ یہ دیونما اشتہار بجلی کے قمقموں سے جگمگا اٹھتا ہے تو میلوں سے لفظ "ہالی وڈ" پڑھا جا سکتا ہے +

سینما کے افراد

آیئے۔ اب ان پچیس ہزار نفوس کی جانب توجہ کریں۔ جو مستقل طور پر صنعت فلم سازی میں مصروف کار ہیں۔ ان میں ڈائرکٹر۔ ایکٹر۔ فوٹوگرافر۔ روشنی والے اور بڑھئی وغیرہ سب شامل ہیں۔ یہ سب لوگ بڑی بڑی گرانقدر تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں ملازمت حاصل کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ اعلیٰ ایکٹروں سے لے کر معمولی کلرکی کا کام کرنے والی لڑکی تک حصول ملازمت میں سفارش اور طرفداری کو بہت دخل ہے +

تنخواہیں

ایکٹر اور ڈائرکٹر تو اتنی بیش قرار تنخواہیں پاتے ہیں۔ کہ وہ افسانہ معلوم ہوتی ہیں۔ اکثر اخبارات میں ان کی تفصیل شایع ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کا اعادہ تحصیل حاصل ہے۔ ادنیٰ ایکٹروں کی تنخواہیں بھی بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ اکثر ان میں سے ایک سو دس ڈالر ہفتہ وار یعنی بارہ سو پونڈ سالانہ پاتے ہیں۔ ایک فوٹوگرافر تین سو ڈالر سے پانچ سو ڈالر ہفتہ وار کماتا ہے۔ اور اس کا نائب جو کیمرہ وغیرہ ساتھ اٹھائے پھرتا ہے۔ سو سے ڈیڑھ سو ڈالر ہفتہ میں کما لیتا ہے +

زائد لوگ

ان خوش نصیب لوگوں کے علاوہ ایک فہرست ان لوگوں کی ہے۔ جن کی تعداد قریباً پانچ لاکھ ہے۔ ان کو خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ سنٹرل کاسٹنگ بورد کے ہاں ان کی فہرست موجود رہتی ہے۔ نام پتے اور حلئے بالتفصیل درج ہوتے ہیں۔ جب کسی کمپنی کو کسی خاص قسم یا وضع کے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سنٹرل کاسٹنگ بورد سے طلب کر لیتے ہیں خصلاً سولہ قدآور ڈچ جوان یا پچیس مضبوط حبشی یا ایسے ہی اور جو مطلوب ہوں۔ یہی بورد ان کو مہیا کر دیتا ہے۔ ان زائد لوگوں کی آمدنی غیر یقینی ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ عموماً اس کے علاوہ بھی کوئی مستقل ذریعۂ معاش رکھتے ہیں۔ لیکن جن دنوں ان کو یہ کام ملتا ہے۔ وہ بھی اچھی تنخواہ پاتے ہیں۔ مگر ایسے موقعے بہت کم آتے ہیں +

ایک انگریز لکھتا ہے کہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے معزز مہمان نے تمام فلموں اور سٹڈیوں کے دیکھنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اس لئے ہمیں کہیں بھی داخلہ کی ممانعت نہ تھی۔ اور یہ بات آجکل لاس اینجلز میں معمولی نہیں۔ کیونکہ سینما کی دنیا مقفل دروازوں اور پردوں کے پیچھے کام کرنا پسند کرتی ہے +

یونیورسل سٹڈیو

ایک روز صبح کے وقت یونیورسل سٹڈیو کی سیر کو گئے۔ اس وقت تمام سٹاریو عالم انقلاب میں تھے۔ آوازوں کی نشو و نما۔ بولنے والی تصاویر کے لئے ڈرامے لکھنے۔ آواز کو بند رکھنے والے کمرے اور ایسی ہی صدہا نئی چیزیں زیر تیاری تھیں۔ اس وقت فوٹوگرافی کا کوئی کام نہ ہو رہا تھا۔ ہم نے وہ عظیم الشان سٹیج دیکھا جو "فینٹم اف دی اوپیرا" کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ نظری شعبدے بڑی چالاکی اور چابک دستی سے اس میں دکھائے گئے تھے۔ جسامت مبالغہ آمیز طور پر بڑھا کر دکھائی گئی تھی۔ اور پردے پر ناظرین کے بڑے بڑے چہرے بنائے گئے تھے۔ مجھے خیال ہوا کہ شعبدہ ایسا کامیاب۔ کیونکہ اس کی بناوٹ نوصاف نظر آ رہی تھی۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ کیمرے کی صرف ایک آنکھ ہوتی ہے۔ اس پر میں نے بھی ایک آنکھ بند کر کے دیکھا۔ تو شعبدہ کی کامیابی کا قائل ہو گیا۔ وہاں کے کرشمے دیکھ کر انسان کو خیال ہوتا ہے کہ آج سینما والوں کے سامنے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں۔ میں ایک پرانے دروازے کی جانب بڑھا۔ اس کی میخوں اور چٹخنیوں پر زنگ لگ رہا تھا۔ اور نہایت قدیم معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس کے آہنی حلقہ سے جو دستہ کا کام دے رہا تھا۔ اس کو اٹھا کر اس کا وزن معلوم کرنا چاہا۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ یہ بالکل ہلکا تھا اور لکڑی کا بنا ہوا تھا اور اسی پر کیا موقوف ہے۔ یہاں کی دنیا ہی ایسی ہے۔ جس میں ہر چیز کا یہی حال ہے کہ بظاہر دیکھنے میں کچھ اور حقیقت

ہیں کچھ ہے۔ گویا یہاں کی دنیا ہی جعلی اور فرضی ہے۔ جب میں دو تین سٹوڈیو دیکھ چکا۔ تو پھر اگر کوئی اصلی چیز بھی مجھے نظر پڑ جاتی تو میں دنگ رہ جاتا۔ اور اسے یہ کہکر چھوڑ دیتا کہ ہے تو یہ بھی جعلی اور نقلی۔ لیکن اس معمہ کو حل کرنے سے میں قاصر ہوں +

بعض عجیب و غریب نمونے

میں نے بعض نہایت دلاویز چیزیں وہاں پر دیکھیں۔ مثلاً ایک عظیم الشان جہاز کا نصف حصہ جو دور سے ہی نمایاں تھا۔ وارنر بھائیوں کی طویل عریض کشتی نوح جو میلوں سے نظر آرہی تھی۔ ایک لکڑی کی کٹیا جو قطبی سرزمین میں نہ پگھلنے والی برف کے درمیان پڑی تھی۔ "سٹریٹس آف سین" معصیت آلود گلیاں۔ ازمنہ وسطیٰ کے انگلستان کی عمارتوں کی عجیب و غریب نقل تھی۔ نیویارک کی بندرگاہ کا نمونہ ہوبہو موجود تھا +

اس وقت کئی آدمی چمن بندی میں مصروف تھے۔ کیونکہ کسی فلم کے لئے مرغزاروں اور خیابانوں کی ضرورت تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ بھی شعبدہ کاری ہے۔ کیونکہ صرف ادھ دن لگیگا اور وسیع مرغزار اور نظر افروز چمنستان تیار ہو جائیں گے۔ کسقدر حیرت کا مقام ہے ہتھیلی پر سرسوں جمانا اسی کو کہتے ہیں +

پھر مجھے ایک دریا کا نمونہ دکھایا گیا۔ جس میں چھ فٹ کا ایک جہاز تیر رہا تھا۔ وہ دراصل حرکت نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ اس کے نیچے سے ایک فوارہ سا پانی کو پہلوؤں سے اچھال رہا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ پانی کو کاٹتے ہوئے مصروف سفر ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ نمونہ شوبوٹ کے لئے تیار کیا گیا تھا +

بعد ازاں میں ہائی وڈ کے عجائب گھر میں گیا۔ جو کہ حال ہی میں کھولا گیا تھا۔ وہاں منجملہ دیگر عجائبات کے چارلی چپلن کا اصلی سوٹ دیکھا۔ جو نہایت محفوظ پڑا ہے۔ بلکہ حفاظت کے خیال سے اس کا ایک لاکھ روپیہ کا بیمہ ہو چکا ہے۔ وہاں پر ایک چٹان کے اوپر ایک کٹیا کا دلکش نمونہ دیکھا۔ جس سے "گولڈ رش" میں کام لیا گیا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا ماڈل تھا۔ صرف چند انچ طویل۔ اور ایک لکڑی کی مصنوعی چٹان کے ساتھ پیوست تھا۔ اور ایک تار کے ذریعہ حرکت کرتا تھا جب یہ کٹیا چٹان پر متزلزل ہوئی۔ تو باہر کا دروازہ کھل گیا اور چارلی چپلن کا ایک ننھا سا بت اس میں سے لڑھک کر باہر جا پڑا +

ایک اور مقام پر میں نے ڈگلس فیئربینکس کی مشہور فلم "آئرن ماسک" کے لوازمات دیکھے۔ ایک پہاڑی پر ایک قدیم فرانسیسی خانقاہ بنی ہوئی تھی اس کے ارد گرد درختوں کی بجائے ستون گڑے ہوئے تھے۔ اور شاخیں ان پر میخوں سے لگی ہوئی تھیں۔ جن پر پالش کرکے اوپر سبز رنگ کیا ہوا تھا۔ ان شاخوں کے نیچے فولادی پترے جڑے ہوئے تھے۔ تاکہ ڈگلس کو اپنے کرتب اور شہرۂ آفاق بازیگریاں دکھانے میں مدد دے سکیں +

واپسی پر ہم ایک مقناطیسی پہاڑی کے راستے آئے۔ اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پہاڑی پر چڑھنے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہ تھی۔ خود بخود سائیکل اوپر چڑھتی چلی جاتی تھی۔ لیکن نیچے اترنے کے لئے بہت کوشش درکار تھی۔ مگر یہ بھی ایک نظری طلسم تھا۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ یہ تمام کارخانہ ہی ایک طلسم ہوشربا معلوم ہوتا +

ریاض - بی - اے

۱۹۲۹ء کے فلمی انعامات

امریکن اکیڈمی (آف موشن پکچرز آرٹ اینڈ سائنس) ہر سال بہترین فلموں پر طلائی انعامات دیا کرتی ہے انعامات کے عنوانات چھ ہوتے ہیں۔ (۱) سب سے اچھی ایکٹرس (۲) سب سے اچھا ایکٹر (۳) سب سے اچھا ڈائریکٹر۔ (۴) آرٹ ڈائریکٹر (۵) کیمرہ مین۔ (۶) کمپنی جس نے ڈراما تیار کیا ہو +

۱۹۲۹ء میں مندرجہ ذیل انعامات تقسیم ہوئے ہیں۔ اس سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکن اکیڈمی کی مجلس انعامات کس قسم کے ڈراموں وغیرہ کو پسند کرتی ہے +

ایکٹرس	میری پکفورڈ	ڈراما کوکیٹی میں پارٹ کرنے کیلئے
ایکٹر	وارنر بیکسٹر	ان اولڈ ایریزونا کے ڈراما میں پارٹ کرنے کیلئے
ڈائریکٹر	فرینک لائڈ	دی ڈیوائن لیڈی ڈریگ ویری ایلو رکے ڈرامے
آرٹ ڈائریکٹر	سیڈرک گبن	دی برج آف سان لوئیس
کیمرہ مین	کلائیڈ ونا	جوپیٹر کی فوٹوگرافی کے لئے
کمپنی	میٹرو گولڈوین	براڈوے میلوڈی کے لئے

سوانحِ فلم

فلمیں پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بنائی جاتی ہیں۔ اور وہ بیسیوں ہی منازل ہیں جن کو ایک فلم کسی مصنف کے دماغ ایک معمولی سے خیال ہونے سے لے کر بوٹوں کے پالش بننے یا کسی چھاپنے والے کے مطبع کی نقرئی سیاہی ہونے تک طے کرتی ہے +

جب ٹائپ شدہ کہانی فلم بنانے کے لئے قبول کرلی جاتی ہے تو وہ کمپنی کے ماہر حکایات کے پاس جس کو ہر اس چیز میں جو ایک مناظر نویس سے لے کر عوام تک پہنچانے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے بھیج دی جاتی ہے۔ وہ اس میں مناسب ردو بدل ایزاد و تفریط کرتا ہے۔ یہاں تک کہانی اس قابل ہو جاتی ہے کہ اس کی فلم بنائی جاسکے۔ اس کے بعد اس طرح سے تکمیل یافتہ کہانی ایک کمیٹی میں جو کہ ڈائرکٹرز (ناشر) وغیرہ وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ منظور ہو کر مناظر نویس کے پاس جاتی ہے۔ جو اس سامان۔ پوشاک۔ جگہ غرضیکہ ہر وہ چیز جو دوران فلم میں استعمال کی جاتی ہے کا صحیح طور پر ایک خاکہ سا کھینچتا ہو وہ ہر اعلیٰ وادنیٰ سین کو چشم تصور سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ وہ سین کی معمولی سے معمولی حرکت و حالت کو بھی اسی خوبی سے بیان کرتا ہے۔ کہ ایکٹروں کو وہ پارٹ جو اُنہیں ادا کرنا ہوتا ہے اسیطرح محسوس ہونے لگتا ہے کہ گویا وہ تمام واردات ان کے اپنے ہی ساتھ گزر رہی ہے۔ بلاشبہ مناظر نویسی ہی وہ چیز ہے جن پر بڑی بڑی فلموں کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک ایک مناظر نویس ڈھائی ڈھائی سو پونڈ سے لیکر ڈھائی ڈھائی ہزار پونڈ تک ایک ایک فلم کی مناظر نویسی کی اُجرت لیتا ہے +

مناظر نویسی کے بعد مجلسِ اقتصاد اس بات کا اندازہ کرتی ہے کہ فلم پر کسقدر روپیہ صرف کرنا ہوگا؟ کتنے عرصہ میں فلم تیار ہوگی؟ اور کتنا روپیہ اس سے کمایا جاسکیگا۔ ان باتوں کا فیصلہ کر چکنے کے بعد کہانی کا تمام پلندہ ڈائرکٹر کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ ڈائرکٹر اپنے فنانشل سیکریٹری اور دیگر ماتحتوں یعنی بجلی کے کام کا افسر اعلیٰ۔ معمارِ خاص۔ خیاطِ خاص۔ القصہ ان تمام افسروں کو جن کا فلم سے واسطہ پڑنا ہوتا ہے جمع کرتا ہے۔ اور ہر ایک کے سپرد اس کا اپنا اپنا کام کردیتا ہے۔ اب کُل آدمی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے تاکہ اُس دن فلم اُتارنی شروع کردی جائے۔ اس عرصے میں ڈائرکٹر ایک فہرست تیار کرتا ہے کہ کون کون سے سین کس کس روز لئے جائیں اور کون کون سے ایکٹر کس کس دن بلائے جائیں تاکہ روپیہ اور وقت کی بچت ہوسکے یعنی اگر چند ایکٹروں کو زیادہ روپیہ دے کر طلب کیا گیا ہے تو ان کے پارٹ کرنے کے دن پہلے مقرر کئے جائیں اور ان سے کام لے کر اُنہیں جلدی ہی رخصت کردیا جائے اور خواہ مخواہ کی تنخواہ کا بار کمپنی پر نہ پڑے۔ یا اگر دو چار سین ایک ہی طرح کے ہیں تو انہیں ایک ہی دن اُتارا جائے۔ خواہ فلم میں وہ مختلف مقامات پر ہی کیوں نہ آئیں۔ اگر کوئی حادثہ۔ بیماری۔ ناموافق موسم یا اور اسی قسم کی ہی باتیں کام میں خلل انداز ہو جائیں۔ اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔ تو ڈائرکٹر کو اپنی فہرست میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ مگر اس بات کے لئے اسے مزید روپیہ نہیں ملتا +

اگرچہ ہر ہفتہ کے آغاز میں ہر آدمی کو آئندہ ہفتے کا کام دے دیا جاتا ہے۔ اور اُس کو یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کل یہ کام کرنا ہے اور پرسوں وہ۔ پھر بھی ایکٹروں کو شام کے وقت گھر جانے سے پہلے اس امر کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ کل اُنہیں آکر کیا کیا پارٹ ادا کرنا ہے۔ اور معماروں۔ بڑھیوں۔ درزیوں وغیرہ کو بھی اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ صبح فلاں فلاں چیزیں ضرور تیار ہوں

ہر روز شام کو ڈائرکٹر اور اُس کے اسسٹنٹ وہ فلم جو اُنہوں نے دن بھر میں اُتاری ہوتی ہے دیکھتے ہیں جس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ اگر فلم درست وحسب منشانہ

اُتری ہو تو اس کو پھر نئے سرے سے دوسرے دن اُتار لیں۔ کیونکہ وہ تمام چیزیں جن کی تصویر لی گئی ہے ابھی موجود ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایک دفعہ ایکٹروں کو رخصت کرکے دوبارہ بلانا اور ایک سین کو ایکبار ضایع کرکے دوسری بار تیار کرنا کافی اخراجات کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ بینی مور وغیرہ کی سی فلمیں اس امر کی شاہد ہیں +

ایک اور آدمی جس کا ابھی تک ذکر نہیں کیا گیا کیمرہ مین یعنی فلم اُتارنے والا ہوتا ہے۔ میرے نزدیک دنیائے فلم سازی میں یہ آدمی اہم ترین ہستی ہے۔ کیونکہ بہترین حرکات وسکنات۔ زیبائش وآرائش کا سامان اور فلم میں سفیدی وسیاہی کی باریکیاں کیمرہ مین کی ذراسی بے احتیاطی اور ناقابلیت سے خاک میں مل سکتی ہیں۔ یہ آدمی دو دو ہزار پونڈ سے لے کر پانچ پانچ ہزار پونڈ تک اپنی محنت کا معاوضہ لیتا ہے اور وہ کیمرہ جس سے تصویر اُتارتا ہے بسا اوقات دو دو تین تین ہزار پونڈ کی مالیت کا ہوتا ہے۔ جسے وہ اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتا ہے۔ ایک محنتی کیمرہ مین تصویر اُتارنے سے پیشتر ایکٹروں کو مختلف جگہوں اور زاویوں سے ایک ناقدانہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ ان پر آنکھوں کو خیرہ کردینے والی روشنی ڈالتا ہے۔ اور اس جگہ پر کہ جہاں سے وہ سین اپنا بہترین پہلو لئے ہوئے نظر آتا ہے۔ کھڑا ہوکر تصویر اُتارتا ہے۔ چنانچہ ایک لائق اور تجربہ کار کیمرہ مین بعض دفعہ بعض اشیاء کا کچھ اس حکمت سے فوٹو اُتارتا ہے کہ اُتری ہوئی تصویر اور اصلی چیز میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ وہ عجیب قسم کے آلہ جات سے ایک چند گز اونچی مصنوعی چٹان کو ایک ہزاروں فٹ بلند قدرتی پہاڑ کی مانند دکھا سکتا ہے۔ سو ہر لڈ لائڈ کا سینکڑوں فٹ اونچی کھڑکی سے باہر بازار کی طرف ہجوم کے اوپر لٹک کر ناظرین کو کچھ عرصہ کے لئے دم بخود کردینا دراصل کیمرہ مین کی ہی صناعی سے ہوتا ہے +

اب کیمرہ سے فلم نکال کر تاریک وتار کمروں میں لے جائی جاتی ہے۔ جہاں پر اُس کو کیمیاوی اشیا اور سائنٹفک طریقوں سے دھویا جاتا ہے۔ اور یہ کام اس قدر ذمہ داری اور احتیاط کا ہوتا ہے کہ اسے کرنے والے بڑی بڑی اعلیٰ تنخواہوں پر مامور ہوکر سرانجام دیتے ہیں۔ کیونکہ فلم کو ذرا زیادہ یا کم دھونے سے سارے دن کا کام جو شاید ہزاروں ہی پونڈ کے مصارف سے ہوتا ہے رائگاں جاتا ہے۔ اس کے بعد تیار شدہ فلم کا ایک عکس لے کر فلم ایڈیٹر ( ) کے پاس بھیجا جاتا ہے +

جب ساری کہانی کی فلم اُتار لی جاتی ہے اور ایکٹروں وغیرہ کو برطرف کردیا جاتا ہے۔ تو پھر فلم کی قطع وبرید شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ موجودہ مذاق کے مطابق یہ ضروری ہے کہ فلم میں ایکٹنگ رگِ احساس کو چھیڑنے والا اور کہانی عام فہم اور دلچسپ ہو۔ اس لئے فلم کا بہت سا حصہ جو کہ فلم ایڈیٹر غیر ضروری سمجھتا ہے۔ کانٹ چھانٹ کر علیحدہ کردیتا ہے۔ اور اکثر اوقات وہ اس کام کو اس بیرحمی سے سرانجام دیتا ہے کہ چالیس چالیس ہزار فٹ لمبی فلم کٹ کٹ کر آٹھ آٹھ ہزار فٹ تک آجاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ کام نہایت ہی آسان معلوم ہوتا ہے۔ مگر فی الحقیقت ایسا نہیں اور اس میں بڑے تجربے اور استعداد کی ضرورت ہے۔ فلم میں کا تواتر وتسلسل قایم رکھنا اُس کا ایک جزو لاینفک ہے۔ کیونکہ ہم یہ کبھی نہیں دکھا سکتے۔ کہ ایک سین میں ایک کمرے میں تین آدمی بیٹھے ہیں اور دوسرے سین میں وہاں دو ہی ہیں۔ جبتک ہم پردے پر یہ نہ لکھیں یا یہ ظاہر نہ کریں کہ وہ تیسرا آدمی یہ ہوا یا وہاں گیا۔ ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا ہے کہ بورڈ آف سنسر ایک فلم دکھائی جانے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس میں بعض ایسے سین یا واقعات جو جذبات کو برانگیختہ یا مجروح کرنے کا باعث ہوسکتے ہیں دیکھتا ہے۔ اس وقت کمپنی وہ فلم کسی قابل فلم ایڈیٹر کے پاس بھیجا دیتی ہے۔ وہ اس کی تمام کی تمام کہانی یا وہ وہ حصے جو قابل اعتراض ہوتے ہیں اس طرح بدل دیتا ہے کہ وہ ایک بالکل نئی چیز بن جاتی ہے۔ اور بورڈ آف سنسر اس پر معترض نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد فلم ہر لحاظ سے مکمل ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اب یہ مکمل نشر جاتی ہے۔ جہاں اس کا ایک دفعہ ایک تجارتی شو ہوتا ہے۔ جس میں اخبارات کے نمائندے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ بعد ازیں ناشر اسے مختلف تھیٹروں کے لئے بک کردیتا ہے +

اچھی اچھی فلموں کی سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو کاپیاں ہوتی ہیں۔ جو تمام دنیا میں گھومتی رہتی ہیں۔ ایک کاپی پانچ یا چھ تھیٹروں میں دکھائے جانے کے بعد ہیڈ آفس میں مرمت اور صفائی کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ جسے وہ درست کرکے دوبارہ باہر روانہ کردیتے ہیں۔ ایک فلم کوئی سو بار اچھی طرح سے دکھائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ خراب وخستہ ہوجاتی ہے۔ اگرچہ بہتیری فلمیں ایسی ہیں جو اس سے زائد بار بھی دکھائی جاچکی ہیں۔ لیکن ان میں وہ پہلی سی صفائی اور خوبی نہیں رہی۔ کیونکہ کیڑوں داغ دھبوں اور باریک باریک سوراخوں نے انہیں نکما کردیا ہے + خراب شدہ فلم کباڑیوں کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہے۔ وہ اسے ایک بڑے سے کڑاہے میں ڈال کر اتنا گرم کرتے ہیں کہ یہ پگھل کر ابلنے لگتی ہے۔ اس عمل سے چاندی اور سلولائڈ جو اس کے اجزائے اعظم ہیں علیحدہ علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ چاندی زرگروں اور صرافوں کے پاس چلی جاتی ہے اور سلولائڈ سے کھلونے۔ وارنش وغیرہ بنالئے جاتے ہیں لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ کچھ عجب نہیں کہ ناظرین کے پیٹنٹ لیدر کے بوٹوں پر ڈگلس۔ جون گلبرٹ۔ رمانیکی یا کسی اور مشہور ومنظور نظر ایکٹر وایکٹرس کے جسم سے تیار شدہ وارنش ہوا ہے تو آپ اسے ہرگز ہرگز مبالغہ نہ سمجھیں +

متحرک تصاویر

از ایڈیٹر

متحرک تصاویر کی تاریخ لکھتے وقت فن ڈراما کی تاریخ پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ متحرک تصاویر سے مراد "سفید چادر" پر ایسی تصاویر کا عکس پھینکنا ہے۔ جو چلتی پھرتی نظر آئیں اور یہ تصویریں ہر قسم کی ہوسکتی ہیں مثلاً دریاؤں اور پہاڑوں کے قدرتی مناظر۔ مشہور عمارتوں کا دکھلانا۔ جانوروں اور حشرات الارض کی زندگی کے حالات اور تاریخی یا اخلاقی ہنسانے والے ڈرامے +

اس میں شک نہیں کہ متحرک تصاویر نے اس حد تک ترقی کرلی ہے کہ وہ تمام ڈرامے اور افسانے جو مقبولیت کی سند حاصل کرچکے ہیں۔ "سفید پردہ" پر دکھلائے جارہے ہیں پھر بھی فن سینماٹوگراف (متحرک تصاویر) اور فن ڈراما دو بالکل مختلف فن ہیں +

انگریزی زبان میں اصل لفظ سینیٹوگراف ہے۔ لیکن عموماً اسے سینما یا (کینما) کہا جاتا ہے۔ مغرب میں موونگ پکچر یا موویز یعنی متحرک تصاویر بھی کہتے ہیں۔ ہندوستان میں ان الفاظ کے علاوہ "بائسکوپ" کا لفظ بہت رائج ہے +

متحرک تصاویر کی مشین کی ابتدا گھوڑدوڑ کی تصاویر لینے سے ہوئی تھی۔ گھوڑدوڑ انگلستان میں ایک محبوب ترین جوا اور دلچسپ ترین مردانہ کھیل ہے۔ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ دونوں گھوڑے برابر آتے اور یہ فیصلہ کرنے میں غلطی ہوتی کہ کونسا گھوڑا اوّل نمبر آیا۔ اس مشکل کا حل ایک فوٹوگرافر نے یوں نکالا کہ اُس نے کئی کیمرے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نصب کرکے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی تصاویر لینے کا انتظام کیا۔ اس میں بہت بڑی حد تک کامیابی ہوئی اور یہ تصویریں بہت پسند کی گئیں۔ اس تجربہ میں کامیابی ہی متحرک تصاویر کے خیال کی بنیاد ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۰ء میں ایک انگریز نے ایسا کمرہ ایجاد کیا جس میں یکے بعد دیگرے مختلف حرکات کی تصاویر لی جاسکیں۔ اس کے بعد پیرس کے لوئی لیمرک۔ لندن کے آر ڈبلیو پال، اور واشنگٹن کے بعض دیگر سائنس داں متحرک تصاویر والے کیمرہ کی ایجاد میں مصروف رہے +

یہ تمام ماہرین دراصل ایک مشین کائنو میٹسکوپ کی ایجاد میں مصروف تھے اور ہر ایک ان میں سے اس کے موجد ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ لیکن ۹ رجون ۱۹۲۱ء کو دنیا کے مشہور سائنس داں مسٹر ایڈیسن نے ایک چٹھی نیویارک ٹائمز میں شایع کرائی تھی جس میں سینما کا موجد ہونے کا دعویٰ کیا تھا +

حقیقت میں مسٹر ایڈیسن نے اُسی پہلی مشین کائنو میٹسکوپ کو مکمل کرکے کینٹوگراف کے نام سے رائج کیا۔ اور اسی کا نام بعد میں سینیٹوگراف ہوا۔ اصل ابتدائی مشین اور موجودہ ترقی یافتہ مشین کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل الذکر محض ایک کھلونا تھی + اس لحاظ سے امریکہ ہی کو اس مشین کی ابتدا اور تکمیل کا فخر حاصل ہے +

کیمرہ ایک دقیقہ (سیکنڈ) میں ۲۵ تصاویر لیتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ ایک دقیقہ میں انسان کس قدر حرکات کرسکتا ہے۔ گویا کیمرہ انسانی حرکات سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے تصاویر لیتا ہے۔ ابتدا میں یہ تصاویر شیشہ پر لی جاتی تھیں۔ چنانچہ ۱۸۷۲ء میں ایڈورڈ مے برج نے ممالک متحدہ امریکہ میں جانوروں کی متحرک تصاویر شیشہ پر لی تھیں لیکن بعد ۱۸۹۳ء میں مسٹر ایڈیسن نے فلم یا مصور فیتہ کی ایجاد سے اس فن کی تکمیل کردی۔ یہ فلم یا مصور فیتہ روئی کا نور اور نائٹرو جن کے امتزاج سے ایک سیال مرکب مثل شہد کے تیار کرنے سے بنایا جاتا ہے۔ اوّل اس مرکب کو کاغذ پر چپکا کر پھیلا دیتے ہیں۔ جب خشک ہوجاتا ہے تو اس کو ۱۲/۱ انچ عریض اور دو سو فٹ طویل ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ ان بڑے بڑے ٹکڑوں کو ملا کر فلم کی بڑی ریل تیار کی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ ریل (یعنی گولا) ایک ہزار فٹ کے قریب ہوتی ہے +

فلم کے ٹکڑوں کے دونوں پہلوؤں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں۔ جو متحرک تصاویر دکھلانے والی مشین کے دندانوں پر چڑھائے جاتے ہیں جہاں ان کو ۶۰ تصاویر فی دقیقہ کے حساب سے گھمایا جاتا ہے +

اس مشین کے سامنے ایک گول شیشہ ہوتا ہے۔ جسے کو لینز کہتے ہیں۔ اس سے تصویر بڑی ہو کر پردۂ سٹیج پر نظر آتی ہے۔ فلم جس کو ہندوستان میں "تصویر کا فیتہ" کہتے ہیں۔ اس کے سامنے بجلی کی روشنی پڑتی ہے۔ فلم ایک چرخی پر چڑھا ہوتا ہے جس کو ہاتھ سے گھمایا جاتا ہے۔ جب تصویر بجلی کی روشنی اور لینز کے سامنے سے گذرتی ہے تو قدآدم تصویر پردۂ سٹیج پر حرکت کرتی نظر آتی ہے۔ فلم کا جو حصّہ روشنی کے سامنے سے گذر جاتا ہے۔ وہ دوسری چرخی پر لپٹتا جاتا ہے۔ ایک پوری ریل ختم ہو جانے کے بعد دوسری ریل چڑھا دی جاتی ہے +

ابتدا میں متحرک تصاویر کی ایجاد سے عوام نے زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ اس کے کئی اسباب تھے۔ ایک تو جو تصاویر اُس وقت پیش کی جاتی تھیں۔ وہ زیادہ جاذب توجہ نہ تھیں مثلاً دو سر کا بچھڑا۔ ایک موٹی عورت۔ افریقہ کا لنگور۔ تین ہاتھ والا انسان وغیرہ وغیرہ۔ لیکن بعد میں تاریخی واقعات اور مذہبی افسانوں کے دکھلانے سے عوام اس میں دلچسپی لینے لگے۔ اور یہ دلچسپی اس حد تک بڑھی کہ آج سینما روئے زمین پر سب سے زیادہ دلفریب تفریح کا ذریعہ ہے +

متحرک تصاویر کے اجزائے ترکیبی

(۱) سب سے اوّل تصویر لینے کے لیے موضوع کی تلاش ہوتی ہے۔ عام طور پر مندرجہ ذیل موضوع پسند کئے جاتے ہیں:۔

(الف) دنیا کی تازہ خبریں اور واقعات۔ ان کو "اخباری فلم" کہنا چاہئے۔ ان کو مختلف کمپنیاں مختلف ناموں سے دکھلاتی ہیں مثلاً گامونٹ گرافک وارلڈ کرانیکل۔ یونیورسل نیوز۔ ٹوپیکل بجٹ۔ ایلکر جرنل۔ پاتھے گزٹ۔ ڈبلیو انیمیٹڈ نیوز وغیرہ وغیرہ +

(ب) کامک فلم۔ یعنی ہنسانے والی تصاویر۔ اس میں کوئی مختصر سا مذاقیہ قصّہ دکھلایا جاتا ہے۔ جس کے دیکھنے سے بے اختیار ہنسی آتی ہے +

(ج) قدرتی مناظر۔ حیوانات اور پودوں کی نشوونما۔ کارخانوں میں اشیاء کی ساخت کی مختلف حالتیں۔ کیمیاوی تجربات +

(د) تاریخی۔ مذہبی اور معاشرتی افسانوں اور ڈراموں کا دکھلانا۔ یہ عام طور پر ایک یا دو دن میں ختم کر دیئے جاتے ہیں +

(س) سیریل یعنی مسلسل افسانہ۔ یہ بہ اقساط دکھلایا جاتا ہے۔ اور کئی دن میں ختم ہوتا ہے +

(۲) جب موضوع پسند کر لیا جائے تو اس کے متعلق افسانہ یا کہانی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پرانے مقبول عام ڈراموں اور افسانوں کی متحرک تصاویر تیار کی جاتی ہیں۔ اور جدید افسانے لکھوائے جاتے ہیں۔ فسانہ نگاروں کی اسقدر کثرت ہے کہ توبہ بھلی۔ ایک کمپنی کو بیس ہزار افسانے وصول ہوئے جن میں سے صرف چار انتخاب کئے گئے۔ جو افسانہ پسند ہوتا ہے اُس کی قیمت دو ہزار روپیہ سے لے کر ڈیڑھ دو لاکھ تک ادا کی جاتی ہے +

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ڈراموں کے انتخاب میں کسقدر کاوش کی جاتی ہوگی۔ طویل افسانے جن سے سیریل ڈرامے (مسلسل ڈراما) تیار کیا جاتا ہے۔ متحرک تصاویر کی ابتدائی کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔ فسانہ کا کچھ حصّہ باقی چھوڑ دینا خصوصاً ایسے موقعہ پر جہاں دلچسپی اور کشمکش پیدا ہو چکی ہو ناظرین کو دوبارہ فلم دیکھنے کے لئے کھینچ لاتا ہے +

اس وقت بعض مشہور ایکٹر و ایکٹریسیں خود بھی ڈرامے لکھنے لگی ہیں۔ مثلاً چارلی چپلن۔ میری پکفورڈ وغیرہ۔ مسٹر وڈلف زہور نے سال بھر کی بہترین کہانی کے لئے چالیس ہزار روپیہ انعام مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یہ انعام مسٹر ریقل لیباٹی کو دیا گیا +

(۳) سینری اور ڈریس سے مراد وہ سازوسامان ہے۔ جو ایک کھیل کی تیاری کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جس زمانہ کا کھیل ہے اُسی زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق لباس اور دیگر سامان تیار کیا جاتا ہے۔ چہرہ کے خط و خال۔ بالوں کی تراش۔ مکان گھوڑا گاڑی۔ الغرض ہر چیز اُس زمانہ کے دستور کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔ ماہرین فن کی امداد اور تاریخی کتب۔ نیز اُس زمانہ کی دستی تصاویر سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ملبوسات اور دیگر سامان پر فراخدلی سے روپیہ صرف کیا جاتا ہے عام طور پر ہر ایکٹر کو اپنا لباس خود مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اس قسم کے لباس بنانے والے سینکڑوں کارخانے امریکہ میں موجود ہیں۔ ایکٹر معقول تنخواہیں حاصل کرتے ہیں۔

اور اپنے کھیل کے متعلق تمام لباس خود تیار کراتے ہیں اور کھیل ختم ہونے کے بعد فی الفور معمولی قیمتوں پر فروخت کروا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر کمپنی کے پاس حسب ضرورت ہزاروں لباس تیار بھی رہتے ہیں جو فالتو (امدادی کام کرنے والے) ایکٹروں کو حسب ضرورت پہنائے جاتے ہیں۔ سینری کے لئے دو قسم کی سینری کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ایک سٹیج سینری۔ دوم قدرتی سینری +

سٹیج سینری اُس سٹیج پر نصب کی جاتی ہے جس پر ایکٹر کام کرتے ہیں۔ یہ ہندوستانی تھیئٹریکل کمپنیوں کی سٹیج سے کئی گنا بڑی ہوتی ہے۔ اس پر مکانات کمرے اور معمولی چھوٹے سین لگا کر ایکٹر حسب ہدایت کام کرتے ہیں۔ اور سامنے تصویر لینے والے کیمرہ سے تصویریں لی جاتی ہیں +

قدرتی مناظر بھی بڑی تلاش اور جستجو سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ریگستانوں۔ پہاڑوں۔ جنگلوں۔ سمندروں۔ دریاؤں۔ مرغزاروں میں عین موقعہ پر جا کر ایکٹر کام کرتے ہیں۔ اور اسی جگہ ان کی متحرک تصویریں لی جاتی ہیں۔ بعض فلمیں مصر، اٹلی، عراق عرب، فلسطین، فرانس اور روس میں جا کر تیار کی گئی ہیں۔ اور ان کی تیاری میں خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور کروڑوں روپے بڑی فراخدلی سے خرچ کر دیئے جاتے ہیں +

کیلم کمپنی نے سینٹ پیٹرزبرگ (پیٹروگراڈ) کا محاصرہ دکھلانے کی غرض سے لندن کے پُل کے برابر ایک شاندار پل بنوایا جس پر ۸۰۰ مزدور دن رات کام کرتے رہے تھے۔ اور صرف ۵ منٹ کی تصویر لینے کی غرض سے اس کو آگ لگا کر خاکستر بنا دیا گیا +

اسی کمپنی نے "جنگ ہاؤک" کا نظارہ دکھلاتے وقت دو ریلوے انجنوں کو لڑا دیا تھا اور اس طرح سے چار منٹ کے نظارہ پر ۶۰ ہزار روپیہ خرچ آیا تھا +

پیرامونٹ کمپنی کی فلم تھیوڈورا میں ۲۸ ہزار آدمیوں نے کام کیا تھا +

ایسا ہی وِدِن نامٹ ہُڈ واندان فلاور میں (جس پر ۶۰ لاکھ روپیہ صرف آیا تھا) تین ہزار ایکٹروں نے کام کیا تھا +

یونیورسل کمپنی نے (دی فانٹم آف دی اوپیرا) نامی فلم تیار کی ہے۔ جس میں تین ہزار ایکٹروں نے کام کیا ہے +

(۴) ایکٹر۔ کھیل کے لئے موضوع ڈراما، سینری اور ڈریس کے بعد ضروری ترین چیز ایکٹر ہے۔ یورپ اور امریکہ میں ایکٹری ایک باعزت پیشہ ہے۔ وہاں ہندوستان کی طرح سے ایکٹروں کو نفرت و حقارت سے نہیں دیکھا جاتا۔ نہ لوگ ان کو ذلیل اور کمینہ کہتے ہیں۔ بلکہ جسقدر زیادہ کوئی باکمال ہو اسیقدر اس کی عزت افزائی کی جاتی ہے۔ یورپ کے اکثر بادشاہ اور ذمہ دار معزز ہستیاں خود ایکٹروں سے ملاقات کر کے محظوظ ہوتی ہیں۔ انہیں انعام و اکرام اور جاگیر و خطابات سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ علمی و ادبی رسایل اور اخبارات میں ایکٹروں کی سوانح زندگی مع تصاویر کے شایع کئے جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی تصاویر کو دیگر مشاہیر کی تصویر سے نمایاں جگہ دی جاتی ہے +

جب یورپ کی اخلاقی فضا ایکٹروں کے اسقدر موافق ہو تو خاندانی اور معزز طبقہ کے لوگ جن میں ممبران پارلیمنٹ اور لارڈ تک شامل ہیں بڑے فخر کے ساتھ سٹیج اور "پردۂ تصویر" پر ایکٹ کرتے ہیں +

چونکہ یورپ اور امریکہ میں ایکٹری ایک معزز ترین پیشہ ہے اور ہر کام کے لئے موزوں آدمی آسانی سے مہیا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے سینما کمپنیاں ذرکثیر خرچ کر کے مناسب آدمی مہیا کر لیتی ہیں +

سینما کمپنیوں میں شیرخوار بچے دو سال سے لیکر بارہ سال کی عمر کے بچے۔ جوان اور بوڑھے ایکٹر اور ایکٹریسیں دنیا کی حسین ترین مہ جبینیں۔ بدصورت ترین ایکٹر اور ایکٹریس۔ لنگڑے۔ لنجے۔ یک چشم۔ قدآور۔ پستہ قد۔ دُبلے پتلے۔ فربہ ترین۔ حبشی۔ چینی۔ فرانسیسی۔ جرمن۔ روسی۔ انگریز۔ اٹالین۔ امریکن۔ ہسپانی۔ جاپانی۔ اس کے علاوہ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ شیر۔ چیتے۔ بندر۔ لنگور۔ بن مانس۔ کبوتر۔ بلی۔ مرغ۔ کتے۔ الغرض ہر قسم اور ہر نوع کے جاندار۔ انسان اور حیوان بطور ایکٹر ملازم رکھے جاتے ہیں۔

سینما کمپنی کے ایکٹروں کو اکثر تدریجی ترقی کرنی پڑتی ہے۔ سب سے اوّل وہ فالتو آدمیوں میں شامل ہو کر سینما کمپنیوں کے باہر کام کے انتظار میں ٹہلتے رہتے ہیں۔ بعض مشہور ایکٹروں کا بیان ہے کہ ان کو تین تین اور چار چار سال بالکل کام نہیں ملا۔ مگر انھوں نے انتظار کی یہ گھڑیاں خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور اگر کام ملا تو ابتدا میں بالکل معمولی۔ جسقدر بڑے بڑے ایکٹر اور ایکٹریس اس وقت عزت اور شہرت کے آسمان کا ستارہ بن کر چمک رہی ہیں۔ ابتدا میں بالکل معمولی

پارٹ کیا کرتی تھیں۔ جب اُن کی قسمت نے یاوری کی تو کسی مشہور ایکٹر کی نگاہ انتخاب نے اُن کو چن کر بام ترقی پر پہنچا دیا۔ چنانچہ جارج ولیس ایک معمولی ایکٹر تھا۔ لیکن جون متھس جو امریکہ میں سب سے زیادہ تنخواہ پانے والی ایکٹرس ہے اُس نے "بن ہر" کے پارٹ کے لئے جارج ولیس کو انتخاب کیا۔ یا جس نے اس پارٹ سے شہرت دوام حاصل کی ہے۔ اسی طرح سے اسی خاتون نے ولین ٹائینو کو "فور ہارس" میں پارٹ دے کر زندہ جاوید کر دیا +

جب کوئی نیا یا معمولی ایکٹر کسی اعلیٰ پایہ کے ڈراما میں کامیابی سے پارٹ کر لیتا ہے۔ تو دولت اُس کے قدم چومنے لگتی ہے۔ اور چاروں طرف سے کثیر تنخواہ کی پیشکش اُس کو حیران و ششدر بنا دیتی ہے۔ امریکہ کی بڑی بڑی سنیما کمپنیوں نے مشہور ایکٹروں سے کئی کئی سال کا ٹھیکہ کیا ہوا ہے اور وہ پابند ہیں کہ فیصلہ شدہ اوقات میں اور کسی کمپنی میں کام نہ کریں +

(۵) ماہرین فن کا اجتماع + ایک بڑی فرم کے لئے ایکٹروں کے علاوہ دیگر ماہرین فن کا اجتماع بھی لازمی ہے۔ مثلاً

(۱) سپروائزر۔ نگران کار۔ (۲) ڈائرکٹر۔ جو کھیل میں ضروری ہدایات دیتا ہے۔ (۳) آرٹ ڈائرکٹر۔ یہ سینری اور ڈریس (ملبوسات) کی تراوش و وضع کے متعلق مشورہ دیتا ہے۔ (۴) ٹکنیکل ڈائرکٹر۔ یہ سینری کو لگانے اور وسیع محلات و ضروری عمارتوں کو تیار کراتا ہے +

(۵) ڈراماٹسٹ۔ یہ فسانہ لکھتا ہے۔ (۶) میک اپ انسٹرکٹر۔ یہ شکل تبدیل کرنے۔ بال، چہرے کے خط و خال اور رنگ و روغن کا نگراں کار ہے۔

(۷) فوٹوگرافر۔ یہ کھیل کی تصویر لیتا ہے۔ ان کی تعداد اکثر ایک سے زیادہ ہوتی ہے۔ (۸) سٹیج منیجر۔ یہ سٹیج پر تیار شدہ سامان حسب ہدایت نصب کراتا ہے +

(۹) لٹریچر رائٹرز۔ یہ سائی نوپسس یعنی تماشا کا ضروری خلاصہ وغیرہ لکھواتا اور ترتیب دیتا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ ڈراماٹسٹ کا لکھا ہوتا ہے +

(۱۰) لائٹ سپروائزر۔ اس کا کام کھیل کے دوران میں ایکٹروں اور سین پر اُسیقدر روشنی ڈالنا ہے جسقدر مطلوب ہو۔ (۱۱) انجنیئر۔ اس کے ماتحت بہت سے اوورسیر اور نقشہ نویس ہوتے ہیں۔ جو تمام چیزوں کے نقشے تیار کرتے ہیں +

ان کے علاوہ سینکڑوں بڑھئی۔ لوہار۔ رنگ ساز۔ درزی وغیرہ کام کرتے ہیں۔ جن کھیلوں میں جانوروں کا کام ہوتا ہے۔ اُس کھیل میں جانوروں کے انسٹرکٹر بھی شامل ہوتے ہیں۔ تھیف آف بغداد کے کھیل میں جو ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں کئی بار کھلایا جا چکا ہے اس میں قریباً ۲ ماہرین فن جمع کئے گئے تھے۔ جو اس مشہور اور ہر دلعزیز کھیل کی نگرانی کرتے رہے +

فلموں کی تجارت

فلموں کی تیاری پر لاکھوں اور کروڑوں روپے بیدریغ صرف کئے جاتے ہیں۔ اس لئے فلموں کی فروخت پر بھی پوری پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ فلموں کی تجارت کے لئے دنیا کے ہر حصہ میں ایجنسیاں قایم کی جا چکی ہیں۔ جو اُس ملک میں فلموں کو کرایہ پر بھیجتے ہیں۔ فلموں کے پوسٹر (اشتہارات) کی تیاری پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ یہ اسقدر جاذب توجہ ہوتے ہیں کہ انسان کا دل بے اختیار ان کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے اخبارات فلموں کی تجارت میں بہت بڑی حد تک امداد دیتے ہیں۔ روزانہ اخبارات کے وہ کالم جن میں مقامی خبریں درج کی جاتی ہیں۔ اُن میں تماشہ گاہوں کے پروگرام کو مفت شایع کیا جاتا ہے۔ علمی و ادبی رسایل میں ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی تصاویر بہترین کاغذ پر نمایاں طور سے چھاپی جاتی ہیں۔ بعض رسایل میں متحرک تصاویر کے لئے چند صفحات مخصوص کر دیئے جاتے ہیں۔ جس میں تازہ ترین تصاویر پر تنقید کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس طرح سے ہر ملک کے اخبارات فلموں کی تجارت میں حیرت انگیز طریقہ پر امداد دے رہے ہیں۔ انگلستان کے اخبارات متحرک تصاویر کے متعلق ایک خاص قسم کے پروپیگنڈا کی نشر و اشاعت میں مشغول ہیں اور وہ انگلستان میں اس صنعت کو ترقی دینے کے متعلق ہے۔ انگلستان کے مشہور اور قابل ایکٹروں کو امریکہ کی فلم کمپنیاں کثیر معاوضہ پر خرید چکی ہیں۔ چونکہ انگلستان کی فلم کمپنیاں اُس قدر روپیہ ادا کرنے کے ناقابل ہیں۔ اس لئے انگلستان میں ابھی اچھی فلمیں تیار نہیں ہو سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی فلم سازی میں انگلستان کا نمبر چہارم ہے۔ سب سے اوّل نمبر امریکہ کا ہے۔ دوسرا نمبر فرانس کا۔ تیسرا جرمنی اور چوتھا نمبر انگلستان کا ہے۔ اس کے بعد اٹلی، جاپان، سویڈن اور ڈنمارک ہیں +

اخبارات کی روزانہ امداد کے علاوہ۔ سنیما کمپنیوں کے خاص اپنے اخبارات بھی ہیں۔ ان اخبارات میں تازہ ترین فلموں کی تصاویر اور افسانوں کا خلاصہ درج

کیا جاتا ہے۔ خاص خاص ایکٹروں کے سوانح لکھے جاتے ہیں۔ اُن کی خصوصیات کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اور ان کے باہمی فرق کو جتلایا جاتا ہے۔ ان اخبارات میں نظمیں بھی درج ہوتی ہیں۔ جو اکثر ایکٹروں کی طبع رسا کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ قابل ایکٹر اور ایکٹریس مضامین بھی لکھتی ہیں۔ لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی لکھے جاتے ہیں۔ ان سوالات میں زیادہ تر ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی عمر، قومیت۔ شادی۔ اور خط وکتابت کا پتہ معلوم کیا جاتا ہے ؛

فلم کی تیاری

فلموں کی اجزائے ترکیبی پر مختصر سی روشنی ڈالنے کے بعد اب ناظرین کو یہ بتلانا باقی رہ گیا ہے کہ فلم کی تیاری کے دوران میں کمپنی والوں کو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ؛

ڈراما۔ ایکٹر۔ ڈریس اور سینری کے انتظام کے بعد تصویر لینا سب سے مشکل ترین کام ہے۔ تصویر لینے سے قبل سب سے ضروری جزو "ری ارسل" یعنی ڈراما کی مشق ہے۔ اور یہ اسقدر مشکل کام ہے کہ ایکٹروں اور ایکٹریسوں کے جسم پر اس کے خیال ہی سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ صبح چھ بجے سے لے کر رات کے گیارہ بجے تک متواتر کام کرنا اسقدر دشوار ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایکٹر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک پارٹ دس دفعہ سے لے کر تین سو دفعہ تک دہرانا پڑتا ہے۔ جن لوگوں نے سینما دیکھا ہے اور اس میں ایکٹروں کا پارٹ ملاحظہ کیا ہے۔ وہ اندازہ لگائیں کہ جو کام وہ پردۂ تصویر پر دیکھ رہے ہیں۔ وہ ایکٹروں نے درجنوں اور بعض اوقات سینکڑوں دفعہ شروع سے لے کر اخیر تک دُہرایا ہے۔ اور اتنی دفعہ دُہرانے سے کسقدر محنت و مشقت اُٹھانی پڑتی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام تصویریں جن میں جان جوکھوں سے کام لینا پڑتا ہے محض اس لئے درست اُترتی ہیں کہ بار بار کی مشق کے بعد اُن میں کسی قسم کی غلطی کا گمان نہیں رہتا ؛

ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی مصروف زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے ہم پولا نیگری کے اوقات کی تقسیم ذیل میں درج کرتے ہیں :-

"صبح چھ بجے بیدار ہو کر پندرہ منٹ تک ورزش کرتی ہے۔ اس ورزش میں کچھ مکہ بازی کی مشق بھی شامل ہے۔ پھر نہا دھو کر کپڑے تبدیل کرتی اور تھوڑی سی مٹھائی کھا کر باغ میں چہل قدمی کو چلی جاتی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ورزش غسل اور تھوڑے سے ناشتہ کے بعد باغ کی سیر اُس کی خوشگوار زندگی کے لئے بمنزلہ آب حیات کے ہے۔ اس سیر پر بھی پندرہ منٹ کے قریب صرف ہوتے ہیں۔ پھر کمرہ میں جا کر صبح کی ڈاک دیکھتی۔ چند منٹ اخبار پڑھتی۔ اور آخر میں سکریٹری کو ضروری ہدایات دے کر کچھ پھل اور چائے وغیرہ کھا پی کر ضروری لباس پہنتی۔ اور بذریعہ موٹر فلم کمپنی کے دفتر میں جا پہنچتی ہے۔ یہ تمام کام نہایت مستعدی سے ڈھائی گھنٹہ میں کر لئے جاتے ہیں۔ ساڑھے آٹھ بجے سے فلم کمپنی میں کام شروع ہوتا ہے۔ سب سے اوّل ڈائرکٹر ان کمپنی اُس کے ساتھ اُس دن کے کام کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ پھر کام شروع ہوتا ہے۔ جو نو بجے سے لے کر ایک بجے تک برابر جاری رہتا ہے۔ ایک بجے کھانا کھایا جاتا ہے۔ پھر چھ سات بجے تک متواتر کام کیا جاتا ہے۔ اور کسی دن رات کے بارہ بارہ بجے تک بھی ڈائرکٹر پیچھا نہیں چھوڑتے۔

اس بیان سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایکٹروں کو کسقدر کام کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنا معاہدہ ختم ہونے کے بعد اکثر ایکٹر اٹلی۔ فرانس۔ انگلستان اور نیویارک کی سیر کو چلے جاتے ہیں اور کام کی تکان دور کرنے میں ان کو کئی کئی مہینے سیر و تفریح میں بسر کرنے پڑتے ہیں ؛

تھکان کے علاوہ ایکٹروں کو بہت سا جسمانی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ گر پڑنے سے چوٹ لگ جانا یا ہڈی کا ٹوٹ جانا۔ آگ وغیرہ کے حادثات میں جسم کی جلد کا جل جانا معمولی واقعات ہیں۔ مشہور ایکٹر اور ایکٹریسیں فخریہ بیان کیا کرتی ہیں کہ کتنی دفعہ اُن کو جسمانی اذیت اُٹھانی پڑی۔ کبھی کبھی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ خصوصاً اُن ایکٹروں میں زیادہ اموات ہوتی ہیں جو معمولی کام کرتے ہیں۔ گھوڑوں کے دوڑنے اور مکانوں کے گرنے سے اکثر حادثات ہو جاتے ہیں۔ ایک موقع پر ایک متحرک ٹرالی جو سٹیج کے اوپر ہوا میں قائم تھی اور جس سے سٹیج پر روشنی پھینکنے کا کام لیا جا رہا تھا۔ ٹوٹ گئی۔ صرف اس ایک حادثہ سے چالیس آدمی مر گئے۔ اس قسم کے حادثات کے لئے امدادی فنڈ کھولے جاتے ہیں۔ بلکہ اس قسم کا ایک سرمایہ جمع رہتا ہے۔ دولتمند ایکٹر اور ایکٹریس اس میں دل کھول کر چندے دیتے رہتے ہیں۔ ناکارہ آدمیوں یا مرنے والوں کے ورثا کو معقول امداد دی جاتی ہے ؛

ایکٹروں کی جانبازی کے کھیلوں کے متعلق ناظرین کو بہت کچھ علم ہے۔ ان بے خوف ایکٹروں میں چارلس ہچی سن، ایڈی پولو، ایلمو لنکولن وغیرہ مشہور

ہیں ۔ عورتوں میں روتھ رولینڈ، میکس گون، مس گائینر، ایلین سج ویک اور پرل وائٹ شہرۂ آفاق ہیں +

ڈوگلس فیربنکس اور جارج بی سیتز دو خاص قسم کے ایکٹر ہیں جو نڈر ہونے کے علاوہ حد درجہ کے پھرتیلے بھی ہیں ۔ اور جن کا ایکٹنگ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ افسوس ہے کہ آخرالذکر اب خود بہت کم پارٹ کرتا ہے ۔ البتہ اُس کی زیر نگرانی اچھے اچھے ڈرامے تیار ہوتے ہیں +

بعض ایکٹروں کے دلچسپ حالات ہم آگے چل کر لکھیں گے ۔ یہاں صرف فلم کی تیاری میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کا ذکر کرنا ہے ۔ اصلی مقامات پر جانا اور بعض مشکل ترین کاموں کا ہو بہو کرنا کثیر مصارف کا متحمل ہونا سب کچھ درست ہے ۔ لیکن اس کے علاوہ بہت سے سٹیج ٹرک یعنی کھیل کی چالاکیاں بھی ہیں ۔ مثلاً کسی بوتل میں پری کیسے ناچ سکتی ہے ۔ دھوئیں میں معشوقہ کیسے نظر آسکتی ہے ۔ بعض ایسے مکانات پر کیسے چڑھتے ہیں جہاں چڑھنا بہت ہی خطرناک ہوتا ہے ۔ ایک آدمی بغیر کسی سہارے کے چھت کے ساتھ دونوں ہتھیلیاں جما کر کیسے چل سکتا ہے ۔ سمندر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مارا تو دریا میں کیسے راستہ پیدا ہوگیا ۔ الغرض اس قسم کی سینکڑوں چیزیں ہیں جو معجزہ سے کم نہیں ۔ ان کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے +

فلم بنانے میں ان کرتبوں کے علاوہ ماہرین نے بعض جدید جدتیں بھی کی ہیں ۔ مثلاً سلو موونگ پکچر ۔ یعنی متحرک تصاویر کا پردہ پر اس طرح سے دکھانا کہ کام کرنے والے کی ہر چھوٹی سی چھوٹی حرکت نہایت واضح طور پر دکھائی جا سکے ۔ جب اس قسم کی تصویر لینی مقصود ہوتی ہے تو کیمرہ ایک سیکنڈ میں ۶۰ تصاویر لینے کی بجائے قریباً ایک سو تصاویر لیتا ہے ۔ اس طرح سے ہر خفیف سے خفیف حرکت کی کئی تصویریں حاصل ہو جاتی ہیں ۔ اور جب ان کو پردۂ تصویر پر ۲۲ فی سیکنڈ کے حساب سے گھمایا جاتا ہے تو سلو موونگ پکچر کی حالت پیدا ہو جاتی ہے ۔ سینما میں آپ نے گھوڑدوڑ کے نظاروں میں جیتنے والے گھوڑے کی ایسی تصویر کبھی دیکھی ہوگی +

اس کے علاوہ ایک ایکٹر کا ایک ہی ڈراما میں دو یا تین پارٹ کرنا بہت ہی دلچسپ ہوتا ہے ۔ خصوصاً جب ایک ایکٹرس ماں اور بیٹی دونوں کا پارٹ کر رہی ہو ۔ دونوں کی عمر ۔ لباس ۔ خط و خال اور قد میں بیّن فرق ہوتا ہے ۔ اور لطف یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل پارٹ کرتی ہیں ۔ بادی النظر میں کوئی شخص اس راز کو نہیں سمجھ سکتا بلکہ یقین نہیں کر سکتا کہ ایک ہی ایکٹرس دونوں پارٹ کر رہی ہے ۔ اس قسم کی تصاویر دو طرح سے حاصل کی جاتی ہیں ۔ اوّل ایک ہی ایکٹرس دو دفعہ پارٹ کرتی ہے ۔ ایک دفعہ بیٹی کا اور ایک دفعہ ماں کا ۔ جب وہ ماں کا پارٹ کرتی ہے تو بیٹی کا پارٹ کوئی دوسری ایکٹرس کرتی ہے ۔ اس فلم کو کاٹ کر صرف ایک حصّہ کو محفوظ رکھتے ہیں اور پھر وہی ایکٹرس بیٹی کا پارٹ کرتی ہے ۔ اور بالمقابل ماں کا پارٹ دوسری عورت کرتی ہے ۔ اس میں سے بھی ایک حصّہ کاٹ لیا جاتا ہے ۔ پھر دونوں حصّوں کو جوڑ کر ایک نئی فلم بنائی جاتی ہے ۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ فلم کے ایک حصّہ کو سیاہ کر دیا جاتا ہے ۔ اور اس پر تصویر ہی نہیں آتی اور بقیہ نصف حصّہ پر تصویر آتی ہے ۔ کیمرہ کے دوسرے نصف حصّہ پر پھر وہی ایکٹرس پارٹ کرتی ہے ۔ اور فلم کا وہ حصّہ جو اوّل سیاہ کر دیا گیا تھا اب اُس پر تصویر لی جاتی ہے ۔ اور اس طرح سے بغیر جوڑنے یا بالمقابل کسی دوسرے کو پارٹ کرانے کے بھی اس قسم کی فلم تیار ہو سکتی ہے ۔ مگر اس پر بہت محنت کرنی پڑتی ہے ۔ ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ فلم تیار کرنے میں کس قدر مشکلات کا سامنا ہے +

سینما ایکٹروں کی تنخواہیں

سینما ایکٹروں کی تنخواہیں اس قدر کثیر ہیں کہ بعض لوگ اس پر یقین نہیں کرتے ۔ معمولی ایکٹر جو تھیئٹروں کے باہر کام کی تلاش میں کھڑے رہتے ہیں جن کو ایکسٹراز "فالتو آدمی" کہتے ہیں ان کو سات ڈالر (۲۵ روپیہ) روزانہ تنخواہ ملتی ہے ۔ لیکن ان لوگوں کو کام ہر روز نہیں ملتا ۔ ان ۲۵ روپیہ میں ان کو اپنی جان خطرہ میں ڈالنی پڑتی ہے ۔ اس سے بڑھ کر معمولی ایکٹروں کی تنخواہ ۳۰ سے ۴۰ پونڈ فی ہفتہ ہوتی ہے ۔ اور تمام مشہور ایکٹر مدتوں اسی تنخواہ پر گزارہ کرتے رہے ہیں ۔ لیکن جب کسی ایکٹر کا کام خاص طور پر مقبول ہوتا ہے تو اُس کی تنخواہ فوراً بڑھ جاتی ہے ۔ جیکی کوگن جس سے بچہ بچہ واقف ہے اور جس کی ہر دلعزیزی اور شہرت کا یہ عالم ہے کہ سوئٹزرلینڈ سے ایک شخص نے اُس کو خط بھیجا اور سرنامہ پر صرف اُس کی تصویر چسپاں کر دی ۔ چنانچہ وہ خط امریکہ میں منزلِ مقصود پر پہنچ گیا ۔ حال ہی میں دنیا کا سب سے چھوٹا مکمل اور مفید فوٹو کا آلہ جو آسٹریا کی ایجاد ہے ۔ اس کا نام "جیکی کوگن" رکھا گیا ہے ۔

یہ ۱۶ سال کا لڑکا ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ کما چکا ہے۔ پکچر گوار میں ایک نظم جیکی کوگن کے متعلق شایع ہوئی ہے اس نظم میں شاعر نے لکھا ہے کہ "اے آسمان شہرت کے درخشندہ ستارے کاش کہ تو اپنی عمر میں اتنا ہی رہے اور اس سے نہ بڑھنے پائے۔ کیونکہ اس ننھی سی عمر میں جو شہرت دوام حاصل کی اور کام میں خوبی دکھلائی ہے۔ وہ بڑا ہونے پر سب مفقود ہو جائے گی۔ اور ہم تجھے ہمیشہ جیکی کوگن ہی دیکھنا چاہتے ہیں"

جیکی کوگن سے بھی چھوٹا ایک اور بچہ بے بی پیگی ہے۔ اس کی عمر ۱۵½ سال ہوگی ۱۹۲۳ء میں ایک سال کے لئے اس کو ایک لاکھ روپیہ ادا کیا گیا تھا یہ ننھا سا بچہ حیرت انگیز کام کرتا ہے اور اس کا چہرہ اس کی عمر سے زیادہ دانشمند دکھائی دیتا ہے۔ میری پکفورڈ کو ۴۰ ہزار روپیہ ہفتہ وار اور ۵۰ فیصدی منافع دیا جاتا ہے۔

عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں یا بڑے ایکٹروں کو باوجود کام کی خوبی کے بھی اسقدر گرانبہا تنخواہیں کیوں دی جاتی ہیں۔ اس کا باعث صرف رقابت اور تجارتی مقابلہ ہے۔ فرض کیجئے کہ جیکی کوگن نے ایک فلم کمپنی کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہوار پر کام کیا اور تین ماہ میں ڈراما ختم کر دیا۔ جس سے اُس کو تین ہزار روپیہ وصول ہوئے لیکن کمپنی کی یہ فلم اسقدر مقبول ہوئی کہ اُس کو ۴۰ لاکھ روپیہ منافع حاصل ہوا پس دوسری کمپنیاں فوراً جیکی کوگن کو ہزار روپیہ ماہوار کی بجائے ایک لاکھ روپیہ ماہوار پیش کر دیں گی۔ اور بعض اس سے بھی زیادہ۔ پس اس باہمی مقابلہ اور تجارتی رقابت کی بدولت مشہور ایکٹروں کی تنخواہوں میں کثیر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ گویا فلموں کی تجارت سے ایکٹر اپنا حصّہ پورا وصول کرنا چاہتے ہیں اور اس میں وہ کامیاب ہیں +

ایکٹروں کے اخراجات

ایکٹروں کی کثیر آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسقدر روپیہ یہ لوگ کہاں صرف کرتے ہونگے۔ عام لوگوں کی طرح ایکٹروں میں بعض جمع کرنے کے عادی ہیں۔ اور بعض بہت بڑے فرّاخ واقع ہوئے ہیں۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ امیر شہر ہولی وُڈ ہے جہاں ایکٹر رہتے ہیں۔ یہاں ہر ہفتہ لاکھوں پونڈ کا منافع حاصل ہوتا ہے۔ ایکٹر بازار سے سودا لینے نہیں جاتے۔ بلکہ خود "بازار" اُن کے گھر آجاتا ہے۔ مثلاً اگر یہ افواہ اُڑ جائے کہ للیئن گش کو فلاں قسم کا کتّا درکار ہے تو کتّوں کے بیوپاری ہزاروں کی تعداد میں اُس کے سامنے جمع ہو جائیں گے +

ایکٹر اپنا روپیہ سب سے اوّل جائداد خریدنے پر صرف کرتے ہیں۔ پھر دنیا کے بہترین ساز و سامان سے ان کو سجایا جاتا ہے۔ صحت کو قایم رکھنے کے لئے ڈاکٹروں کو بھاری فیس دی جاتی ہے۔ سیر و سفر کے لئے گاڑیاں موٹریں اور سمندری سفر کے لئے جہاز خرید لیتے ہیں۔ بعض ایکٹریسیں صرف بال بنوانے کے لئے ۴۰ روپے روزانہ حجام کی نذر کرتی ہیں۔ اعلیٰ ترین لباس خریدے جاتے ہیں۔ ان اخراجات سے اگر کچھ بچ رہے تو وہ اپنی سینما کمپنی کھول لیتے ہیں یا تیل کے چشموں میں حصّے خریدتے ہیں۔ زمین مول لیتے ہیں۔ کارخانے کھولتے ہیں۔ خیرات کرتے ہیں۔ گھوڑوں خچروں اور کتّوں کی تجارت کرتے ہیں۔ اس قسم کے کاروبار میں بھی کثیر منافع حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔ سب سے زیادہ خرچ کا ذریعہ سیر و سیاحت ہے۔ امریکہ سے یورپ کی سیر کو جاتے وقت ایکٹر اپنا تمام روپیہ خرچ کر بیٹھتے ہیں۔ بعض ایکٹر جُوا بھی دل کھول کر کھیلتے ہیں۔ ایک جاپانی ایکٹر نے صرف ایک دن مونٹ کارلو میں ۵۰ ہزار ڈالر (۱۲ لاکھ روپیہ) ہار دیا تھا۔ رڈلف ولین ٹائینو جب یورپ کی سیر کرتا تھا تو موٹروں اور سکریٹریوں کی ایک جماعت اُس کے ساتھ ہوتی تھی +

بعض ایکٹروں کے ذاتی حالات

سینما ایکٹر تھیٹریکل کمپنیوں کے ایکٹروں کی طرح مقامی شہرت نہیں رکھتے۔ بلکہ اُنہیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہوتی ہے۔ مشہور ایکٹروں اور ایکٹریسوں کو ہر روز سینکڑوں بلکہ ہزاروں خطوط دنیا کے ہر حصّہ سے پہنچتے ہیں۔ جن کا جواب ان ایکٹروں کے سکرٹری لکھتے ہیں +

امریکہ کے بعض اخبارات میں ایکٹروں کے ذاتی حالات اور اُن کے دلچسپ خیالات شایع ہوتے رہتے ہیں جن میں سے بعض کا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے

جارج بی سیز کہتا ہے :- کہ ہم بھی آپ کی طرح سے انسان ہیں۔ اور ہمیں کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔ کھیل کے بعد ہم بھی بازاروں میں گھومتے اور ہوٹلوں میں کھانا کھاتے اور سیر کرتے ہیں اور کوئی بھی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا کہ ہمارے پاس سے کون گذر رہا ہے۔ ہماری تمام شہرت اور عزّت محض پردہ تصویر پر ہے،

کولن مور لکھتی ہے :- محبت کے متعلق میں کسی تفصیل میں پڑنا نہیں چاہتی - صرف اسقدر کہتی ہوں کہ یہ ایک پرانا شیریں راگ ہے +

جارج فٹز میورس کہتا ہے - کہ ناک صاف کرنے کے لئے ریشمی رومال استعمال کرنے کا بہترین موقعہ ہے - اسے ہاتھ سے نہ کھونا چاہئے +

مارما ٹالمیج کہتی ہے کہ اُس کی تمام دولت کی ابتدا جوزف شینک کے عطیہ سے شروع ہوتی ہے +

ہیرلڈ لائیڈ کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اُس میں چارلی چپلن کی سی اُداسی نہیں - ہیرلڈ لائیڈ کا پارٹ بلند خیالی، آزادی اور قدرتی جذبات کا مظہر ہوتا ہے - اور ہر بات میں بیساختہ پن پایا جاتا ہے - برخلاف چارلی چپلن تصنّع سے کام لیتا ہے +

نیزی مووا "میری سہیلیاں پولا نیگری - نارما ٹالمیج اور تھیڈا بارا ہیں - وہ مجھ کو بہت پسند کرتی ہیں اور میری فلم دیکھنے کا موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں"

نیزی مووا کے متعلق ایک امریکن اخبار لکھتا ہے :-

" تمام ایکٹریسوں کے پارٹ میں رنگ آمیزی اور ایکٹنگ کی خوبیاں ہیں - جن سے انہوں نے دیکھنے والوں کے دلوں میں جگہ بنالی ہے لیکن نیزی مووا ہمارے دل پر اثر نہیں کرتی - بلکہ ہمارے دماغ پر قبضہ جما لیتی ہے - نیزی مووا آجتک مثل ایک بھید کے ہے جس کا انکشاف ہونے میں نہیں آتا - دوسری ایکٹریسوں کی ہم تعریف کرتے ہیں - لیکن نیزی مووا کی پرستش کر رہے ہیں "+

ایلس ٹیری - ہر ایک سے مانوس نہیں ہوتی - اُس کا خاوند فرانس اور سپین میں ایک اعلیٰ درجہ کی فلم تیار کر رہا ہے - جس میں وہ خود پارٹ کرے گی - اُس کے خاوند کو اُس سے اسقدر محبت ہے کہ وہ یورپ سے ہفتہ میں دوبار اُس کو تار دیتا ہے - اور جبتک وہ نیویارک میں رہا ہر روز رات کو ٹیلیفون پر اُس سے باتیں کیا کرتا تھا +

رڈلف ولین ٹائینو - ایک وقت تھا کہ اُس کے پاس ۵ ڈالر بھی موجود نہ تھے - اور جب وہ نوجوانی کے عالم میں مرگیا تو وہ سب سے زیادہ ہر دلعزیز تھا +

ڈورس کینین - رڈلف ولین ٹائینو نے "لیڈی میری" کے لئے ڈورس کینین کو ہی پسند کیا تھا - ولین ٹائینو کی رائے تھی کہ ڈورس کینین کے علاوہ اور کوئی ایکٹریس "لیڈی میری" کا پارٹ نہیں کرسکتی - چنانچہ ڈورس کینین نے یہ پارٹ اس خوبی سے ادا کیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی - اس کے بعد ڈورس کینین کی اسقدر شہرت ہوئی کہ سنیما کمپنی والے اُس کے پیچھے دوڑے پھرتے ہیں - ڈورس کینین ایک تعلیم یافتہ عورت ہے - اس نے کولمبیا میں میڈیکل ڈگری حاصل کی - لیکن جلد ہی سائنس سے آرٹ کی طرف پلٹی اور نیویارک کی سٹیج پر پارٹ کرنے لگی - ڈورس کینین ایک شاعرہ ہے - جس کے کلام کی ضخیم جلدیں امریکہ میں شایع ہو چکی ہیں - وہ تیتری کی طرح رقص کرتی اور بلبل کی طرح گاتی ہے - امریکن میگزین لکھتا ہے کہ "اس کے اشعار، اُس کا گانا - اس کا ناچ، اس کی تقریر - ایک راز ایک معمہ معلوم ہوتا ہے "+

ڈورس کینین کا چال چلن ایسا اچھا ہے کہ ایکٹر اُس کی شرافت کی قسم کھاتے ہیں - ڈورس کینین کی آنکھیں ہر وقت رقص کناں معلوم ہوتی ہیں - اُس کی آنکھیں پرستان کی طرح سے ہیں - لیکن دیکھنے والا اُن میں شرافت اور شرم کی وجہ سے برف کی سی سردی محسوس کرتا ہے - وہ ادبیات اور عالم خیال کی ایک پری معلوم ہوتی ہے - وہ ایک مغرور شہزادی ہے جس کا دل سرد ہے - اُس کے بال سیاہ، چہرہ پھول کی طرح سے شگفتہ - سب سے بڑی بات یہ کہ وہ "ایک کامل عورت" معلوم ہوتی ہے - اُس کے دل کا راز ہر وقت نہاں ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے تاش کے تمام پتے میز پر پھینک دیئے ہیں - لیکن "ترپ" اُس کے ہاتھ میں ہے "+

ڈورس کینین کا خیال ہے کہ " عورت ہونا بہت بڑی خوش قسمتی اور نعمت ہے "+

چارلی چپلن - آزادی اور میل جول میں زندگی کا لطف پاتا ہے - دن رات قہوہ خانوں اور ہوٹلوں کی سیر میں مصروف نظر آتا ہے +

اینٹو مارینو مشہور ایکٹروں کو دعوتیں دینا ہی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے +

مسز مورینو - روپیہ جمع کرنا ہی زندگی کا مقصد اولین سمجھتی ہے - چنانچہ کیلے فورنیا میں وہ سب سے امیر عورت ہے +

پولا نیگری - پولینڈ کی رہنے والی ہے - یہ اپنی دولت کا بیشتر حصہ پولینڈ میں جائداد خریدنے پر صرف کر رہی ہے وہ کہتی ہے کہ دولت کا مقصد آرام پہنچانا ہے

اس لئے ان ایام کی محنت و مشقت تمام عمر کے آرام کا ذریعہ ہونی چاہئے - اس کو پرانی کتابوں کے مطالعہ کا خاص شغف ہے - چنانچہ صرف ایک سال میں پولا نیگری نے ڈھائی لاکھ روپے کی پرانی کتابیں خریدی تھیں +

میری مائلز منٹر - ایکٹریس ہونے کے علاوہ کپڑا دھونے کا ایک وسیع کارخانہ اس کی ملکیت ہے - اُس کی آمدنی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے چار لاکھ روپیہ چار ماہ میں خرچ کر ڈالا - یہ عورت اپنے حسن و خوبصورتی اور سنجیدہ و متین چہرہ کی بدولت خاص قسم کے پارٹوں کے لئے منتخب کی جاتی ہے اور کثیر مشاہرہ حاصل کرتی ہے - اس کی تصویر پر ایک نظم بھی درج رسالہ ہے +

للین گش - امریکہ کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے - میری پکفورڈ للین گش کی سہیلی ہے اور دونوں ایک دوسرے کی سفارش کرتی ہیں - للین گش کو امریکہ میں "جنت کی حور" کہا جاتا ہے - اس کے سنگِ مرمر اور مٹی کے مجسمے امریکہ کے عجائب گھروں اور نمائشوں کی زینت ہیں - اظہار جذبات اور ایکٹنگ کی خوبی اس میں بہت نمایاں ہے - اس کا چہرہ معصومیت کا مرقع ہے - اس لئے اکثر نیکی اور شرافت کے پارٹ کے لئے منتخب کی جاتی ہے - اس کی تصویر بھی زینت رسالہ ہے - للین گش اکثر سیر و سیاحت میں اپنا فالتو وقت بسر کرتی ہے - اور کئی بار اٹلی، فرانس، جرمنی اور انگلستان کی سیر کر چکی ہے - للین گش اسقدر قبول صورت ہے کہ امریکہ کے اخبارات میں اس پر نظمیں لکھی جاتی ہیں - میری پکفورڈ للین گش کے متعلق لکھتی ہے :- "للین اور میں دوستی اور محبت کے مضبوط سلسلہ میں بچپن سے جکڑی ہوئی ہیں - میری ماں کہا کرتی ہے کہ "للین گش ایک ایسے فرشتے کی طرح معلوم ہوتی ہے جو آسمان سے گر پڑا ہو" اور میں اس ضرب المثل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ خوف کھاتی ہوں کہ نیک آدمی بہت کم زندہ رہتے ہیں - مجھے خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں آسمان سے کوئی لمبا بازو نکل کر للین گش کو اُٹھا کر اوپر نہ لیجائے - للین ہر حالت میں پیاری معلوم ہوتی ہے - یہاں تک کہ جب وہ رو رہی ہو تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام کائنات پھولوں کی طرح جھڑ رہی ہے - جس پر چمکدار قطرے دمک رہے ہیں" +

سینما کی ترقی

سنہ ۱۸۸۸ء میں دنیا میں کوئی پکچر پیلس (تصویر گھر - جہاں متحرک تصاویر دکھلائی جاتی ہیں) موجود نہ تھا - ان دنوں ناچ گھروں، تفریح گاہوں اور تھیٹروں میں چالیس پچاس فٹ لمبی تصاویر دکھلائی جاتی تھیں - سنہ ۱۹۱۰ء میں سینما کا بہت چرچا ہوا - اور سنہ ۱۹۱۳ء میں دنیا بھر میں ۶۰ ہزار تصویر گھر موجود تھے - سنہ ۱۹۲۳ء میں ان کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی تھی +

سنہ ۱۹۰۷ء میں انگلستان میں تصویر گھر کے ملازمین کی تعداد ۵۰۰۰ تھی - سنہ ۱۹۱۳ء میں ان کی تعداد سوا لاکھ ہو گئی - جس کی تنخواہ کا سالانہ بل بیس لاکھ پونڈ تھا - اور اُن دنوں ۸۰ لاکھ آدمی ہفتہ بھر میں تماشہ دیکھتے تھے +

سنہ ۱۹۱۳ء میں امریکہ میں ۱۶ ہزار تصویر گھر تھے - جن میں روزانہ ۶۰ لاکھ آدمی تماشہ دیکھتے تھے - اور سال بھر میں ۵۴ کروڑ روپیہ کے ٹکٹ فروخت ہوئے تھے - سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک کروڑ آدمی روزانہ تماشہ دیکھتے رہے - اور انگلستان میں ۶۰ لاکھ آدمی روزانہ تصویر گھروں میں جاتے تھے - سنہ ۱۹۲۶ء میں ان اعداد و شمار میں حیرت انگیز اضافہ ہوا - لندن میں ایک تصویر گھر کی تعمیر پر ۱۸ لاکھ روپیہ صرف ہوئے - اور پیرس میں ایک تصویر گھر کی آرائش پر ہی تین لاکھ روپے خرچ کر ڈالے گئے -

سنہ ۱۹۱۳ء میں پندرہ ہزار میل لمبی فلم امریکہ سے باہر بھیجی گئی - اور اب تو کئی لاکھ میل لمبی فلم بھیجی جاتی ہے +

سنہ ۱۹۲۱ء میں انگلستان کی تصویر گھر کمپنیوں کو ۵۴ کروڑ روپیہ منافع حاصل ہوا اور امریکہ کے تصویر گھروں اور فلم کمپنیوں کا منافع اربوں روپیوں سے بھی زیادہ ہے +

متحرک تصاویر کے فوائد

متحرک تصاویر کے فوائد کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے :- (۱) قومیت کے جذبات کو تازہ رکھنے کے لئے قومی و مذہبی کھیلوں کا دکھانا +

(۲) زمانہ ماضی کی فراموش شدہ تہذیب و تمدن کو ہو بہو دکھلانے اور تاریخی مذاق پیدا کرنے کے لئے اُس زمانہ کے واقعات اور افسانوں کو پردہ تصویر پر دکھلانا

(۳) ادبی شاہکار پیش کرنے کے لئے بہترین ادبی ڈرامے اور افسانے تصنیف کرنا +

(۴) متحرک تصاویر سے پروپیگنڈا (نشر و اشاعت) کا کام لینا۔ مثلاً چینیوں کے خلاف نفرت و حقارت کا ایک جذبہ متحرک تصاویر کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے جنگ یورپ کے دوران میں جرمنوں کے خلاف بھی اسی حربہ سے کام لیا گیا تھا۔ عالم اسلام کے خلاف بھی متحرک تصاویر آلۂ کار بنائی جاتی ہیں +

(۵) تعلیمی مفاد۔ طلبہ اور لوگوں کی عامہ واقفیت کے لئے دُنیا کے ہر حصہ کے نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ جھیل، سمندر، پہاڑ، دریا، چشمے، شہر، گاؤں، قلعے جہاز، سمندری جانور، پرندے، کیڑے، مکوڑے، سائنس کے تجربات، کارخانوں میں اشیاء کی تیاری۔ تعلیمی کورسوں کے ڈراموں اور افسانوں کا ہو بہو دکھلانا۔ غرض سیکڑوں باتیں دکھائی جاتی ہیں۔ جس سے لوگوں کو تعلیمی مفاد حاصل ہوتا ہے۔ چین، روس اور فرانس کی حکومتیں بعض فلمیں خرید کر مدارس میں دکھلاتی ہیں +

(۶) اشتہاری فوائد + سینما کے ذریعہ سے ہر قسم کے اشتہارات بکثرت دکھلائے جاتے ہیں۔ جن کو لاکھوں آدمی روزانہ پڑھ لیتے ہیں +

(۷) تفریح۔ فسانہ اور تعلیمی مفاد کے علاوہ سینما سے تفریح بھی ایک بڑا مفاد ہے۔ لاکھوں آدمی جو شراب خوری اور دیگر خباثتوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ چند پیسے خرچ کر کے سینما چلے جاتے ہیں اور وہاں سے تھک کر آنے پر سو جاتے ہیں۔ امریکہ میں ممانعت شراب سے سینما دیکھنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے،

(۸) تجارت + سینما کے ذریعہ سے کروڑوں آدمی روزی کما رہے ہیں اور ہزاروں تجارتی کمپنیاں اربوں روپے کا بیوپار کر رہی ہیں +

(۹) سائنس اور طب کی ترقی + سینما کیمرہ سے ہر چیز کی متحرک تصاویر لینے اور پھر ان کو بڑا کر کے دیکھنے سے امراض کی ترقی اور نشو و نما کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے سینما کیمرہ کی ایجاد سے طب اور سائنس کو حیرت انگیز فائدہ پہنچا ہے۔ اور وہ باتیں جو کبھی تحقیق نہ ہو سکتی تھیں بڑی آسانی سے حل ہو رہی ہیں، اسیطرح سے سینما کے اور فواید بھی شمار کئے جا سکتے ہیں۔ سینما کے نقصانات بتلانے والوں کا خیال ہے کہ اس سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔ لوگوں میں جرائم کرنے کا مادہ ترقی پکڑتا ہے۔ اور تھیئٹریکل کمپنیوں کی ترقی پر کاری ضرب لگتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ جب سے روشنی کا بہترین انتظام ہوا ہے۔ اور عمدہ مشینوں سے کام لیا جاتا ہے۔ تصویر زیادہ نہیں لرزتی۔ آنکھوں کے لئے کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ یہ خیال کہ جرائم پیشہ لوگوں کو سینما سے تقویت پہنچتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو شریف انسانوں کو بھی مجرموں کی گرفتاری اور اُن کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا بھی سبق ملتا ہے۔ تیسرا مسئلہ تھیئٹر اور سینما کمپنیوں کی باہمی رقابت اور کشمکش کا ہے۔ اس کے متعلق ذیل میں اُن ایکٹروں کی رائیں درج کی جاتی ہیں جو تھیئٹر اور سینما دونوں میں کام کرتے ہیں:۔

مس میری۔ تھیئٹر کی زندگی مجھے زیادہ مرغوب نہیں۔ سینما میں سب چیز اصلی ہے۔ میں کئی بار جلنے اور ڈوبنے سے بچی۔ مگر پھر بھی سینما دلچسپ ہے تھیئٹر کے سامان کو جو کاغذ اور لکڑی سے بنا ہوتا ہے۔ دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔ سینما نے جسقدر ترقی چند سال میں کی ہے وہ تھیئٹر کو صدیوں میں بھی حاصل نہیں ہوئی۔

سینزسے ہس۔ تھیئٹریکل ایکٹری میرا پیشہ ہے۔ لیکن اگر کام نہ ہو تو سینما میں بھی کام کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ گرمیوں میں سینما کے لئے اور سردیوں میں تھیئٹر کے لئے کام کرنا بہتر ہے۔ تھیئٹر میں زندہ آدمیوں سے داد ملتی ہے اور چیرز ہوتے ہیں لیکن سینما میں یہ بات کہاں +

فے کامپٹن۔ تھیئٹر اور سینما دونوں مختلف ہیں۔ لیکن میں دونوں کو پسند کرتی ہوں۔ سینما ایک تھکا دینے والا کام ہے میرا کبھی خیال نہیں ہوا کہ تھیئٹر کو چھوڑ کر سینما اختیار کر لوں +

جارج ٹیلے۔ میں تھیئٹر پسند کرتا ہوں۔ سینما کبھی تھیئٹر پر غلبہ حاصل نہ کر سکیگا +

مس گلیڈس۔ سینما۔ تھیئٹر کے لئے ایک امداد ہے۔ فلم تیار کرنے میں صبح سے لے کر رات تک سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ برخلاف اس کے تھیئٹر میں خوشی اور آرام ہے۔ تھیئٹر سے مقامی اور سینما سے تمام دنیا بھر میں شہرت حاصل ہوتی ہے۔ پھر بھی میں تھیئٹر کو چھوڑ نہیں سکتی +

گارڈفرے ٹرل۔ سینما کا کام بہت مشکل ہے۔ کام کرتے وقت ایکٹر کے دل میں صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ بیرونی دنیا کے لئے بنائی جا رہی ہے۔ اس لئے صحیح جذبہ کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ نیز سینما صرف آنکھ پر اثر کرتی ہے۔ کان پر اثر نہیں کر سکتی۔ اور تھیئٹر کو یہ دونوں باتیں حاصل ہیں +

ہندوستان میں لوگ تصویر گھروں میں جوق جوق جاتے ہیں۔ لیکن اگر تھیئٹریکل کمپنی کا کھیل اچھا ہو تو خلقت کا ہجوم کم نہیں ہوتا۔ اگر "بغداد کا چور" کے دن ہزاروں آدمی تھیئٹر کے اندر باہر کھڑے تھے تو "ترکی حور" کے تھیئٹریکل ڈراما میں بھی وہی حالت تھی۔ ہمارے خیال میں سنیما تھیئٹر کی مصلح ہے۔ مگر تھیئٹریکل کاروبار کو نقصان نہیں پہنچا سکتی +

کچھ عرصہ گزرا لاہور میں ایک شوری فلم کمپنی قائم کی گئی ہے۔ جس نے سب سے اول رستم ہند امام بخش پہلوان اور فیروز (گونگا) پہلوان کی کشتی کا نظارہ دکھلایا ہے۔ یہ فلم اس سے بہتر ممکن بھی نہ تھی۔ جب کہ کیمرہ والے پر ہجوم کی طرف سے ڈھیلے اور پتھر پڑ رہے تھے۔ اور وہ دنگل میں کئی مقامات پر جگہ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ جو کمپنی اپنے لئے دنگل میں جگہ بھی مخصوص نہیں کرا سکتی۔ اس سے کیا توقعات وابستہ ہو سکتی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ یہی کمپنی سوہنی مہینوال کا کھیل تیار کر رہی ہے اگر کمپنی نے اس کھیل کے متعلق ماہرین فن کی امداد حاصل کی اور "ضروریات" پر روپیہ صرف کرنے میں دریغ نہ کیا تو تصویر مقبول ہوگی۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ دہلی میں بھی ایک فلم کمپنی مسٹر ماتھر نے قائم کی ہے۔ اس کمپنی کو ایک ہندوستانی ماہر فن جس نے اس کی جرمنی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ امداد حاصل ہوگی +

ہندوستان میں یہ صنعت بالکل ابتدائی حالت میں ہے لیکن ہر شہر میں تصویر گھروں کا قایم ہونا اور لوگوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان میں وسیع پیمانے پر فلم کمپنی قایم کرنے کی بہت بڑی گنجائش ہے۔ اگر تعلیم یافتہ سرمایہ دار ایک فلم کمپنی قایم کریں تو لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ منافع ہو سکتا ہے اور جو اچھی کمپنی ابتدا میں قایم ہو جائیگی وہی زیادہ نفع کما سکیگی +

سنیما کا مستقبل

متحرک تصاویر کا مستقبل شاندار ہے۔ ہر گھڑی اس میں جدت و ترقی کا نیا دور آ رہا ہے۔ ایک وقت ایسا آئیگا۔ جب متحرک تصاویر کے ساتھ کامیاب گفتگو کی مشینیں بھی لگائی جائینگی۔ ابھی ابتدائی مرحلوں میں ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۹۵۰ء میں متحرک تصاویر آج کل کی متحرک تصاویر سے بالکل مختلف حالت میں ہونگی +

ایڈیٹر

تصویر رعنا دیکھو

(۱)

تصویر رنگیں	لب نیلے نیلے	ریشم کی زلفیں
تصویر زندہ	شیریں اثر سے	ریشم کا سینہ
تصویر زریں	لے لاکھ بوسے	زریں جھلکیں
تصویر رعنا	جی بھر بھی ترسے	گردن کی مینا
تصویر دیکھو	تصویر دیکھو	تصویر دیکھو

(۲)

مستِ جوانی	موجِ تبسّم	جس رخ سے دیکھو
جادو نگاہیں	ہونٹوں پہ رقصاں	اس رخ کو دیکھے
پوشاک دھانی	ہیں مثلِ انجم	اس رشکِ گل کو
کافر ادائیں	دنداں درخشاں	کس رخ سے دیکھے
تصویر دیکھو	تصویر دیکھو	تصویر دیکھو

(۳)

محرابِ ابرو	کاکل گلے میں	ہے باغِ خوبی
مینا در آغوش	بل کھا رہے ہیں	سر تا سر انداز
ماہی لبِ جو	مارانِ زریں	یوں بھی ہے یوں بھی
ہے کوئی مدہوش	لہرا رہے ہیں	ایک پیکرِ ناز
تصویر دیکھو	تصویر دیکھو	تصویر دیکھو

مائل دہلوی

مفرح اعظم پر مدیر زمیندار کا ریویو

دورِ حاضر کا بہترین جنرل ٹانک

مشہور روزنامہ زمیندار لکھتا ہے :-

"حکیم یوسف حسن صاحب مہتمم دار التجارب نے مفرح اعظم کی ایک شیشی بغرض ریویو دفتر میں بھیجی تھی اور بتایا تھا کہ اس میں یاقوت۔ زمرد و مروارید۔ مشک۔ عنبر زعفران وغیرہ نہایت قیمتی ادویات شامل ہیں۔ اور ہم جیسے دماغی کام کرنے والوں کی شکایات کو مدنظر رکھ کر تیار کی ہے۔ اس کی خوشبو۔ خوشرنگی اور ورق طلا و نقرہ کی چمک نے کاتب حضرات سے ارکان ادارۂ تحریر تک سب کو چکھنے کی دعوت دی۔ اگرچہ سب نے ڈرتے ڈرتے مقررہ مقدار سے کم کھائی۔ لیکن ہر شخص کو اسکا فوری اثر محسوس ہوا اور فرحت اور نشاط کی مجموعی کیفیت نے اُس دن کثرتِ کار کے بار کا احساس نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد بعض اصحاب نے اسے کئی دن استعمال کیا مفرح اعظم دماغی کام کرنے والوں کی عام نقاہت۔ خون کی کمی۔ اعضاءِ رئیسہ دل و دماغ۔ معدہ اور گردوں کی کمزوری کے لئے بیحد مفید ہے۔ اور اس سے دودھ گھی اور ثقیل غذائیں بہت جلد ہضم ہو جاتی ہیں اس کی خوراک نہایت قلیل ہے اور کھانے کے بعد گھنٹوں منہ میں خوشبو موجود رہتی ہے۔ چار تولہ کی شیشی کی قیمت تین روپے ہے" + "زمیندار"

یاقوت۔ زمرد۔ مروارید۔ مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ ورق طلا۔ ورق نقرہ وغیرہ کا

عجیب الاثر مجموعہ

روساء۔ امراء۔ وکلاء۔ مصنفین اور دماغی محنت کرنیوالوں کیلئے قابل استعمال

کمزوری کا واحد علاج

مفرح اعظم حکمائے قدیم کا ایک منفعت بخش مرکب ہے جو زمانہ حال کی ایجادات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر حکیم محمد یوسف حسن صاحب مہتمم دار التجارب حبی۔ مؤلف و مصنف طب نخفی۔ صنعت اکبر۔ تربیت الانسان۔ قوت ہاضمہ کی نشوونما۔ قلمی بیاضوں کے منتشر اوراق وغیرہ وغیرہ سو سال کے پے در پے تجارب کے بعد مجوزہ ہے۔ در اب اس سے بہتر ایجاد آپ کو کسی جگہ سے نہ مل سکیگی۔ اور بغیر اشتہار کے برسوں سے بک رہی ہے +

دماغ۔ قلب۔ معدہ اور گردوں کی تقویت میں بالخاصہ مفید ہے

پڑھنے لکھنے کے شوقین یا جن کے دماغ کثرت مطالعہ یا غلط کاریوں سے ناقص اور ناکارہ ہو چکے ہوں۔ اور اب حسب ضرورت کام نہ دیتے ہوں۔ وہ چند روز استعمال کے بعد دیکھ لیں گے کہ کام کاج پر کسقدر طبیعت لگتی ہے۔ ہر قسم کی تھکاوٹ کو منٹوں میں رفع کر کے انسان کو از سرنو کام کے قابل بنا دیتی ہے۔ کہ طبیعت میں فرحت اور خوشی کی رَو بجلی کی طرح دوڑ جاتی ہے۔ دل میں اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ دماغ کا تخیل بلند پروازی دکھانے لگتا ہے +

بھوک اس کثرت سے پیدا ہوتی ہے کہ اگر آپ کوئی چیز نہ کھائیں تو آپ تکلیف محسوس کرنے لگیں گے۔ دودھ گھی بکثرت ہضم ہوتا ہے۔ کھانا دوگنا کھایا جاتا ہے اور فوراً ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ مردانہ قوتوں میں از سرنو زندگی کا جوہر پیدا کر دیتی ہے اور وہ کام جو یورپ کی قیمتی سے قیمتی دواؤں سے بھی پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اس سے پورا ہونے لگتا ہے۔ قوت کے علاوہ سُرعت کو دور کر کے حقیقی قیام کی قوت بخشتی ہے +

اپنا دیوانہ بنالے گی

یہ دوا آپکو اپنا دیوانہ بنالے گی۔ نہایت قلیل مقدار میں کھائی جاتی ہے۔ مزہ خوشگوار ہے۔ اور اس قسم کی حملہ ادویات تیار ہے ضرر بھی ہے۔ کسی قسم کا نقصان نہیں کرتی۔ خوراک ۹ رتی تا ایک ماشہ تک برداشت کر لے کسی مضبوط آدمی کا کام ہے۔ قیمت فی شیشہ چار تولہ تین روپے (سے ؏)

مہتمم دار التجارب (طبی) ہندی و یونانی دواخانہ۔ شاہی محلہ۔ لاہور

دوشیزہ

علم نوعی (خانگی زندگی) پر لاجواب تصنیف

دوسرا ایڈیشن

۲۵ عدد بلاک کی اور ایک سو دستی تصاویر۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ حجم اڑھائی سو صفحے سے زائد۔ سائز کلاں۔ کتاب مجلد ہے۔ قیمت صرف ساڑھے تین روپیہ (عہ)

یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ معزز طبقہ میں اس کتاب کو اتنا پسند کیا گیا ہے کہ بعض اصحاب نے کتاب کے مخصوص حصے اپنی عورتوں اور نوجوانوں کو پڑھائے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کی کتاب جو اتنی مفید ہو آج تک نہیں لکھی گئی بیحد مفید ہے۔ اس لئے اس کا ہر گھر میں موجود ہونا لازمی ہے فحش جذبات کو برانگیختہ کرنے والی تحریروں سے پورا پورا اجتناب کیا گیا ہے صرف سائنٹفک طبی اور اخلاقی پہلو سے اس قسم کے رازہائے سربستہ بے نقاب کئے گئے ہیں جو کسی قیمتی سے قیمتی کتاب میں بھی آپ کو نہیں ملیں گے۔ یہ کتاب دو ہزار روپیہ قیمت کی کتابوں کے مطالعہ اور برسوں کے تجربات اور دقیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اسے منگوائیے اور اس سے فائدہ اٹھا کر مصنف کے حق میں دعائے خیر کیجئے +

ملنے کا پتہ مینیجر نیرنگ خیال بک ڈپو شاہی محلہ لاہور

سارٹیفکٹ

علم نوعی کی یہ لاجواب کتاب دوشیزہ بیحد مقبول ہو رہی ہے
دوسرا ایڈیشن نصف سے زائد فروخت ہو چکا ہے اس سال کے آخر دسمبر تک اسکا دوسرا حصہ صنفِ نازک تیار ہو جائے گا +

بعض اصحاب کی رائیں ملاحظہ ہوں:۔

میرے ایک دوست مسٹر شبیر محمد دوشیزہ کو ایک عشقیہ ناول تصور کر کے اسے آپ سے منگوایا مگر اس قسم کی کتاب نہ ہونے پر دوبارہ ناامید ہوا اور مجھ کو کتاب دکھائی۔ کتاب کی فائدہ مند معلومات مجھ بے انتہا پسند آئیں۔ کیونکہ اسمیں وہ باتیں بدرجہ اتم موجود تھیں جن کو میں بہت بڑی اور ضخیم کتابوں میں تلاش اور جستجو کے بعد بھی حاصل نہ کر سکا تھا۔ میں نے اسے امیدوں سے بڑھ کر پایا اور فوراً اسے خرید لیا + (محمد خاں بی اے پرنسپل نفتر تحصیلدار سندھ)

کتاب دوشیزہ وی پی پہنچی۔ اس کے باقی حصص صنف نازک اور سہاگن کے لئے میرا نام درج رجسٹر کیا جائے۔
سید ابرار حسین انسپکٹر آبکاری

آپکی تصنیف دوشیزہ میرے پاس ہے۔ واقعی آپکی کوشش دسی نے زبان اردو میں ایک بے بہا کتاب پبلک کے سامنے پیش کی ہے۔ تحریر فرمائیں کہ اس کا حصہ دوم صنف نازک بھی منصۂ شہود میں آچکا ہے یا نہیں +
الطاف حسین ترمذی مجسٹریٹ درجہ دوم ضلع حیدرآباد سندھ

آپکی کتاب دوشیزہ بہاں کی پبلک نے از حد پسند کی ہے اس کے دوسرے حصہ کا نہایت بیچینی سے انتظار ہے +
جنرل سکریٹری بھور جم خانہ۔ غنرل انڈیا

کتاب دوشیزہ حصہ اول میں دو عدد منگوا چکا ہوں نہایت عمدہ کتاب ہے +
عبدالحمید بی۔ ڈبلو۔ آئی۔ انسپکٹر

گھر میں رکھنے والی چھ چیزیں جن کا ثانی دوسرا نہیں

امرت دھارا (رجسٹرڈ)

لاہور کے مشہور و معروف حکیم کوی و نود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی ایجاد ہے جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ باقی پانچوں ادویات اس عجیب الاثر دوائی کی ملاوٹ سے تیار کی جاتی ہیں۔ لاکھوں ہی استعمال کرنے والوں میں سے ۳۵ ہزار لکھ کر بھیج چکے ہیں۔ کہ

امرت دھارا ہر گھر میں ہر جیب میں ہمیشہ موجود رہنی چاہیئے!

یہ ایک ہی دوائی کھانے اور لگانے سے تقریباً کل امراض یا حادثات کا قطعی علاج ہے ہر قسم کی اندرونی و بیرونی درد۔ نزلہ کھانسی۔ زکام۔ دمہ۔ بخار۔ ہیضہ۔ پلیگ۔ بدہضمی۔ چوٹ۔ زخم۔ پھوڑا پھنسی۔ سانپ۔ بھڑ۔ بچھو وغیرہ کا ڈنک کوئی بیماری نہیں جو یہ دور نہ کرے۔ ایک بار آزماؤ ہمیشہ کے واسطے آپ بھی مداح بن جاؤ +

قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپے آٹھ آنہ نصف شیشی ۱عہ۔ نمونہ صرف ۸ر

امرت دھارا مرہم (رجسٹرڈ)

بہت سی دمل جلدی امراض کے دور کرنے والی ادویات کو اپنی مشہور معروف دوائی امرت دھارا کے ساتھ ملانے سے تیار کی گئی ہے۔ امرت دھارا مرہم میں کوئی حیوانی چربی شامل نہیں ہے!

امرت دھارا مرہم تقریباً جلدی امراض کیواسطے بینظیر ہے۔ تمام قسم کے زخم۔ چوٹ۔ رگڑ پھوڑے پھنسیاں۔ خارش۔ داد چنبل۔ ایگزیما چھالے۔ ہاتھ پاؤں کا پھٹنا سوزش جلد۔ جلدی دانے۔ دستہ ہائے بواسیر۔ بچھو۔ بھڑ وغیرہ کا ڈنگ۔ آگ یا گرم پانی یا تیزاب وغیرہ سے جلنا سب اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گہرے زخم اتنی جلدی بھر شروع ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے ڈاکٹر حیران رہ جاتے ہیں۔

عجیب مرہم ہے +

قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ)

امرت دھارا صابن (رجسٹرڈ)

اس صابن میں جو خوبی ہے اور کسی میں نہیں۔ یہ صابن جلدی امراض جیسے داد چنبل۔ پھوڑے پھنسی پتی خارش۔ دانے۔ کیل۔ چھائیاں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ مگر کاربالک سوپ وغیرہ کی طرح بدبودار نہیں۔ بلکہ روزانہ استعمال کے لئے بھی یہ لاثانی چیز ہے۔ میل کو فوراً دور کرتا ہے چہرے کو نرم خوبصورت بناتا ہے۔ ڈس انفکٹنٹ (جرم کش) اول درجہ کا ہے اسواسطے

وبائی دنوں میں باہر سے آکر اس سے ہاتھ دھونے چاہئیں

جب سے ہم نے یہ صابن مشتہر کیا ہے۔ پبلک نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔

قیمت تین ٹکیہ کا بکس فی بکس چودہ آنے ۱۴ر فی ٹکیہ پانچ آنے (۵ر)

چھ 6

امرت دھارا لوزنجز یعنی امرت دھارا کی میٹھی ٹکیہ (رجسٹرڈ)

ولایت سے پیپرمنٹ کی ٹکیہ برائے فروخت ہندوستان میں آتی ہیں۔ ہم نے امرت دھارا کی ٹکیاں تیار کی ہیں۔ جن کے ذریعے۔ بچے اور نازک مزاج تک بھی امرت دھارا کو نہایت خوشی سے کھا سکتے ہیں۔ آپ ہر وقت جیب میں امرت دھارا کی ٹکیہ کو رکھ سکتے ہیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان کو چوستے رہنے سے حسب ضرورت امرت دھارا کا فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ دانتوں اور سوڑھوں کی امراض بلغم۔ خراش گلو گلے پڑنا کھانسی وغیرہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کو کھو کہ بدیسی ٹکیہ و گولیاں وغیرہ کھانے کی بجائے ان کو پاس رکھا کریں

قیمت فی ڈبیہ ایک سو ٹکیہ چار آنے (۴ر)

امرت دھارا لوشن

منہ اور گلے کے تمام نئے و پرانے امراض کے لئے یہ لوشن دنیا بھر میں بے نظیر ہے جراثیم کش۔ غرارے کرنے کے لئے ہیضہ۔ پلیگ۔ انفلوانزا۔ ملیریا وغیرہ وباؤں کے دنوں میں بے بہا شے ہے

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

امرت دھارا بام

یہ بیرونی دردوں کے واسطے ہے۔ اس مالش سے بی نما کمر صفائی اور نسوں وغیرہ کے دردوں کے لئے بہت ہی مفید ہے

قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

باغ پھول تیل (رجسٹرڈ)

بالوں پر تمام تیلوں کا سرتاج ہے۔ بڑھاتا ہے۔ بالوں کو نرم و ملائم کرتا ہے۔ سر کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔ سیاہی کو قائم رکھتا ہے۔ صرف خوشبو ہی نہیں مفید بھی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ

عورتوں کے سب سے پہلے پابندِ وقت اور کثیر الاشاعت ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں کی تینتیسویں سالگرہ کی خوشی میں

صرف چار ہفتوں کیلئے یعنی یکم جولائی ۱۹۳۱ء سے ۳۱۔ جولائی ۱۹۳۱ء تک

مطبوعات دار الاشاعت پنجاب کی قیمتوں میں رعایت

لائبریریاں مکمل کرنے کا نادر موقع

ہر عمر اور ہر مذاق کے لوگوں کیلئے

نفیس کاغذ پر خوشنما لکھی اور چھپی ہوئی کتابیں کثیر تعداد میں

ذیل میں صرف علمی ادبی کتابوں کی فہرست دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں بچوں اور عورتوں کے لٹریچر کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے ان سب کتابوں کے متعلق ہر قسم کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے

دار الاشاعت پنجاب لاہور کی مکمل فہرست طلب کیجئے

علمی ادبی تصانیف و تراجم

کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
پریم پچیسی دو حصوں میں	سے ر	عہ ۱۱ پ
پریم بتیسی دو حصوں میں	۸ے ر	۱۲عہ ۱۱ پ
ایام غدر	۸عہ ر	۹ ر ۴ پ
عذرا	۴عہ ر	۱۳ ر ۵ پ
عذرا کی واپسی	للعہ	۸عہ ر
قطرات اشک	۸عہ ر	۷ ر ۱ پ
شاہین و دراج	۸ ر	۳ ر ۹ پ
ماہ عجم	۸عہ ر	۸ ر ۳ پ
لیلیٰ یا محاصرۂ غرناطہ	للعہ	۳عہ ر ۳ پ
یاسمین	۸عہ ر	۱۱ ر ۱۱ پ
خواب ہستی	۴عہ ر	۱۲ ر
سیر جزیرہ سورت آباد	۵ ر	۰۳ ر
رد الملاحدہ	۸ ر	۳ ر ۲ پائی
ہیبت ناک افسانے	۴عہ ر	۴عہ ر
چوگان ہستی ہر دو حصہ	۱۲سعہ ر	۱۲ے ر
خون کی پیاس	عہ ر	۱۲ ر
قصر ساحل	عہ ر	۱۲ ر
راجہ کا ہیرا	عہ ر	۱۲ ر
خودکشی کی انجمن	عہ ر	۱۲ ر
نیا چاند	۶ ر	۴ ر ۶ پ
بدنصیب	عہ ر	۴عہ ر
تاتمیس	للعہ ۴	۲عہ ر
ان پورنا کا مندر	عہ ر	۱۲ ر
بازار حسن ہر دو حصہ	للعہ ۴	۱عہ ر
دربار رسالت	۸عہ ر	۴عہ ر
چترا	۶ ر	۴۰ ر
شمع حسن	۱۲ ر	۹ ر
مینا	۸ ر	۶ ر
نقش فرنگ	۴عہ ر	۱۵ ر
زلازل ہند	للعہ	۸عہ ر
رسوم جاہلیت	۴عہ ر	۱۵ ر
بھارت سپوت	۱۲ ر	۸ ر
پریم نگر	۸عہ ر	۲عہ ر
تصویر خانہ ہر دو حصہ	للعہ	۴عہ ر
محب وطن	۱۲ ر	۹ ر
نکات رموزی ہر دو حصہ	للعہ ۴	۱عہ ر
فتح المجید	صر	۱۲ے
بم کا نسخہ	۸عہ ر	۲عہ ر
انتخاب صحاح ستہ	۴عہ ر	۲عہ ر
سیر رجال	۸ے ر	للعہ ۰ ر
مشرقی تمدن کا آخری نمونہ	للعہ ۴	۱۲عہ ر
الفاروق	۱۲عہ ر	۵عہ ر
جلال الدین خوارزم شاہ	۱۲عہ ر	۶عہ ر
سوز وطن	۱۲ ر	۹ ر
ڈاکو کی دلہن	۱۲ ر	۹ ر
زلما	۸عہ ر	۲عہ ر
سیر النسواں ہر دو حصہ	للعہ ۱۰	للعہ ۲
خواب و خیال	۴عہ ر	عہ ر
خاک پروانہ	عہ ر	۱۳ ر
گوشۂ عافیت ہر دو حصہ	۱۲ے ر	ے ر

چہرہ بدلنے کی مشین

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

خوبصورت اور جوان چہرہ انسان کی سب سے بڑی دولت ہے۔ لیکن بسا اوقات یہ دولت اُس سے قبل از وقت چھن جاتی ہے۔ جرمنی نے حال ہی میں یہ حیرت انگیز مشین ایجاد کرکے بنی آدم پر عظیم الشان احسان کیا ہے۔

اس مشین کے چند روزہ استعمال سے بوڑھوں جیسا بے رونق اور بے آب چہرہ شباب کی رعنائی اور شگفتگی حاصل کر لیتا ہے۔ جھرّیاں اور داغ غائب ہو جاتے ہیں۔ زردی اور بدنما لکیریں فنا ہو جاتی ہیں۔ چہرہ کی مردنی اور سوکھا پن اور بے رونقی، سرخی اور شگفتگی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور ایک معمولی سی شکل کا انسان نہایت وجیہہ، خوبصورت اور رعب دار بن جاتا ہے۔

قیمت فی شیشی صرف پانچ روپے۔

نیرنگ خیال کے حوالہ سے پیکنگ مفت۔

ملنے کا پتہ

رسٹی سٹورز گمٹی بازار۔ لاہور

ہندوستان کی تیار کردہ

ڈنٹیلین کریم

دانتوں کو نہایت مضبوط اور مثل موتی کے چمکدار بناتی ہے اور تمام امراض دنداں مثل پائیوریا۔ مانخورہ مسوڑوں کا پھولنا۔ خون کا آنا وغیرہ وغیرہ سے محفوظ رکھتی ہے اسکو متواتر استعمال سے پائیوریا و دیگر تکالیف دنداں دور ہو جاتی ہیں۔

ہندوستان میں ہر انگریزی دوا فروش سے طلب کر سکتے ہیں

میسرز بیلی ام ایڈ برادرس مینوفیکچرنگ کمپنیں لاہور

نقش آسمانی اور جوشن فریدی

مفت مفت مفت مفت

اس مجرّب نقش و جوشن کے اثر کا منکر کافر

حضرت بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا وہ صاحب کرامت اور خدا رسیدہ بزرگ تھے انکی اولاد میں آج بھی بہت سے بزرگ موجود ہیں اور سیکڑوں مجربات سینہ بسینہ چلے آتے ہیں۔ چنانچہ یہ نقش آسمانی اور جوشن فریدی حضرت فرید بابا کا خاص عطیہ ہے جسے ممدوح نے بارہا آزمایا ہے خوش اعتقادی کیساتھ کام میں لاؤ اگر فضل خدا شامل حال ہو تو بیڑا پار ہے خواص ذیل میں درج ہیں (۱) ہر مشکل سے نجات ہوگی (۲) ہر بیماری سے شفا ہوگی (۳) جسکے پاس جاؤ گے وہ عزت کریگا (۴) حکام مسخر ہوں گے (۵) مقدمہ تمہارے حق میں فیصل ہوگا (۶) ہزار امیدوار ہوں گے مگر نوکری تمہیں کو ملیگی۔ (۷) طالب علم امتحان میں کامیاب ہونگے (۸) جس کا خیال دلمیں ہوگا وہ محبت کریگا (۹) عزیز و اور دوستوں میں سرفرازی حاصل ہوگی (۱۰) میاں کے پاس ہو تو بیوی لونڈی کی طرح فرمانبردار رہیگی (۱۱) اور بیوی کے پاس ہو تو میاں عاشق زار رہیگا (۱۲) دلہنوں کے پاس ہو تو سسرال والے آنکھوں پر بٹھائیں گے (۱۳) دوکاندار اور کاروباری حضرات اپنے پاس رکھیں تو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوگی۔ (۱۴) غرض جسکے پاس یہ نقش اور جوشن ہوگا وہ انشاء اللہ کبھی ننگا بھوکا نہ رہے گا۔

ھدیہ امراء سے ۲۵ عوام سے ۳ غربا ۵ صرف خرچ اشتہار و محصول ڈاک مفت منگائیں

شاہ مصطفےٰ فریدی دہلی

تفکرات کا بیڑا غرق کردو

کس طرح؟

ہماری فری انشورنس سکیم کے ممبر بنکر

شرائط نہایت ہی آسان اور سستی

اسوقت تک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ بطور کلیم تقسیم ہو چکا ہے

۴۳۰۰ سے زیادہ اس سکیم کے ممبر بن چکے ہیں

مختصر شرائط حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر ایک مذہب اور ملت کا مرد اور عورت ۱۸ سال کی عمر سے لیکر ۵۵ سال کی عمر تک ممبر بن سکتا ہے۔

(۲) کوئی ڈاکٹری ملاحظہ نہیں۔ صرف داخلہ کیوقت صحت اچھی ہونی چاہئے۔

(۳) فیس داخلہ صرف پانچروپیہ آٹھ آنہ اور اسکے بعد صرف ایکروپیہ ماہوار چندہ ۱۴ سال تک

(۴) اگر چودہ سال کے اندر کوئی ممبر مرجائیگا تو زر امداد اسکے وارثوں کو ملے گا۔ ورنہ چودہ سال زندہ رہنے کے بعد حسب قواعد اُسے خود ملیگا۔

(۵) اگر پانچ سال چندہ دینے کے بعد کوئی ممبر چندہ کی ادائگی کے قابل نہ رہے تو اُسے مستثنےٰ قرار دیا جائیگا۔ جبتک کہ وہ دوبارہ چندہ دینے کے قابل نہو جائے یا ہمارے ڈائرکٹر مناسب خیال کریں۔

دوسرے الفاظ میں اس سکیم کو ایک فنڈ کہا جا سکتا ہے آؤ دوسروں کی مدد کرو اور ساتھ ہی اپنی بھی۔

کمپنی سنہ ۱۹۲۶ء سے قایم ہے اور گورنمنٹ کے پاس کافی ضمانت جمع کرا چکی ہے۔ اسکے علاوہ ہمارے ہاں انسانی زندگی کا بیمہ۔ شادی فنڈ اور تعلیم کا بیمہ بھی ہو سکتا ہے۔ نرخ نہایت ارزاں۔ شرائط آسان۔ مزید تفصیلات کے لئے لکھئے:۔

دی ونیس انشورنس کمپنی لمیٹڈ ہیڈ آفس چاندنی چوک دہلی (دیا)

گوبندلال گلاٹی برانچ سکرٹری ونیس انشورنس کمپنی لمیٹڈ گوجرانوالہ برانچ

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ تنخواہ پر یا کمیشن پر۔ دونوں معقول دیئے جائیں گے۔

"روح جذبات"

(از ظفر قریشی)

شاعر جذبات حضرت اکبر حیدری کی وجد آفریں نظموں اور غزلوں کا انتخاب عالی کے خواب شعری کی مکمل اور غیر فانی تعبیر! ایک ایک شعر دُرِ یتیم سے کم نہیں۔ "تخلیق نور"۔ "شعر و شاعری"۔ "ہلال عید"۔ "عورت کا دل"۔ "عنوان"۔ وغیرہ وہ ماہ پارے ہیں جن کا جواب یوروپ کا ترقی یافتہ لٹریچر بھی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کیٹس اور شیلے کے اشعار پر سر دھننے والے اکبر کی اس جوان شاعری کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہر ہر سطر واردات قلب کی آئینہ دار اور کیفیات شراب و شباب کے وہ سرمدی چرچے ہیں جن سے میکشان ادب کے لب شکر لبتہ ہو جائینگے۔ اور قند مکرر کا لطف حاصل ہوگا۔

اکبر کی شاعری ورڈس ورتھ کی شاعری کی طرح صرف فطرت کی نقالی ہی نہیں ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ جذبات کا شاعر ہے دل کی گہرائیوں کا غواص ہے۔ فطرت کش ہے۔ فنون لطیفہ کا معراج دیکھنا ہو تو "روح جذبات" کے ایک ایک شعر میں ڈوب کر دیکھئے۔ یہ داستان گل و بلبل اور قصہ زلف و کمر نہیں ہے۔ جذبات و احساسات کے بت تراشے ہیں۔ یہ اصنام خیالی نہیں ہیں۔ جاندار پیکر ہیں۔ سحر پرور اور دلگیر!

یہ حیا سوز شاعری نہیں ہے۔ اُردو ادب کے وہ گرانمایہ جواہر ہیں جنہیں حالی نے تراشا تھا جنہیں آزاد نے پرکھا ہے اور جنہیں اکبر نے عروس ادب کیلئے منسلک کیا ہے۔ ہر صاحب ذوق کا روح جذبات کا بار بار پڑھنا اتنا ہی ضروری ہے جیسے صبح کا اخبار حضرت آزاد انصاری۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی ایم۔اے۔ حضرت محمود اسرائیلی اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کے نوٹوں کے ساتھ بجید نفیس و چشم پرور کاغذ پر آرٹسٹک حاشیوں کیساتھ عمدہ ولایتی طرز کی جلد میں چھاپی گئی ہے مع تصویر مصنف۔ جس پر ایک فردوس گوش نظم پڑھکر آپ کی قوت سامعہ و باصرہ بیدار ہو جائیں گی۔

مجھ سے مندرجہ ذیل پتہ پر ایک روپیہ (علاوہ محصولڈاک) میں مل سکتی ہے۔ اس رسالہ کا حوالہ دیکر مجھے ممنون ہونیکا ضرور موقع دیں۔

ظفر قریشی کٹرہ مہر پرور کوچہ چیلان دہلی

نیرنگ خیال بک ڈپو کی کتابیں خریدئیے

ہر قسم اور ہر مضمون پر نئی اور پرانی تصنیفات

عورتوں کے متعلق کتابیں

- میاں بیوی کے خطوط قیمت مہ
- دولہا دلہن کے خطوط ۸ر
- سوزن کاری ۱۲ر
- دختران خمخیر عہ
- خاتون جنت مہ
- انشائے نسواں ۸ر

بچوں اور بچیوں کیلئے

- بچوں کی اصلاحی نظمیں قیمت ۶ر
- تعلیم و تربیت ۶ر
- بچوں کی حدیثیں ۶ر
- بچوں کی بوستاں ۶ر
- اتالیق عربی ۶
- اسکول ڈکشنری ۱۲ر
- ابتدائی تعلیم کی رام کہانی ۴ر
- نئی نئی کہانیاں ۶ر
- پریوں کی کہانیاں ۶ر
- اولیا اللہ کی کہانیاں ۶ر
- علمی کہانیاں ۶ر
- پیغمبروں کی کہانیاں ۶ر
- تندرستی کی تعلیم ۶ر
- قرآن کے سبق ۶ر
- اخلاقی سبق ۶ر

- بکھرے بال قیمت ہر
- دلچسپ کہانی ۶ر
- ترکوں کی کہانیاں ۴ر
- چھ کہانیاں ۴ر

مزاحیہ افسانے و مضامین

- نئی بیوی ہر ۔ محصولڈاک معاف
- صبح لطافت ۔ انظار سوزی قیمت ۶
- شادی ۶
- مضامین پطرس ۴ر
- انتخاب اودھ پنچ ۶
- حاجی بغلول ۱۲ر

مذہبی و علمی کتابیں

- چار یار ۱۲ر — تسخیر القلوب قیمت ۸ر
- عالمگیر غازی ۸ر — عملیات ے
- مجالس حسنہ عہ
- اسلام اور مدنیت ۴ر
- اسلامی زندگی ۶
- رسالت نامہ عہ
- مذہبی معلومات ۸ر
- دین کی باتیں ۸ر
- یازدہ سورہ مترجم عہ
- جنت کے خطوط ۸ر
- تاریخ اسلام دو حصوں میں عہ

- تاریخ اسلام از سید اکبر شاہ دو جلدیں شعہ
- شریعت نامہ ۶
- سیر الصحابہ عہ
- ڈراما ۔ پردہ غفلت ۴ر

مذہبی و علمی کتابیں

- گلزار داغ قیمت ۶
- نقش و نگار عہ
- گنجینۂ قوافی عہ
- لمعات نور عہ
- ترانۂ شوق ۶
- نشاط سخن عہ
- مرقع ادب ۴ر
- چمنستان ظرافت ۸ر
- بزم خیال عہ

افسانوں کی کتابیں

- دلگداز افسانے قیمت عہ
- طوفان زندگی عہ
- زندگی کی صبح و شام عہ
- تصویر معاشرت عہ
- عروج زندگی عہ
- درس معاشرت ۸ر — سبد گل ۱۲ر
- سیر گل ۴ر — صبح زندگی عہ
- طوفان حیات عہ — شب زندگی عہ

علوم و فنون

- معلومات تجارت قیمت
- فن انجینری ۹
- فن تقریر ۸
- فن اشتہار ۶
- فن تسخیر ہر — تعلیم موٹر ۹
- مالی پریشانیوں کا علاج ۶

ناول

- سراب عیش قیمت ۱۰
- بہار عیش ۸
- سزائے عیش ۱۰
- خمار عیش ۱۲
- انجام عیش ۱۱
- سعید عہ
- سعادت ۸
- شاہد رعنا ۸ر
- اندلس کی شہزادی ۶ر
- بہرام کی رہائی ۸ر
- ملک العزیز ورجنا عہ
- دلکش کامل عہ
- حکایات شیرنگ ہومز ۱۰ر
- دغا ۸ر
- مدرا انڈیا ۶

ملنے کا پتہ: **منیجر نیرنگ خیال بک ڈپو شاہی محلہ ۔ لاہور**

رعایتی اعلان

دنیا کے بہترین افسانے

دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کے شہرۂ آفاق افسانہ نگار کا بہترین افسانہ انتخاب کر کے مولوی منصور احمد صاحب مدیر ہمایوں نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ کل ۲۳ افسانے ہیں۔ کتاب کا حجم ۲۲۴ صفحات۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اصلی قیمت دو روپے۔ رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ +

روایات اسلامیہ } علامہ اقبال۔ علامہ شبلی نعمانی اور مولوی ظفر علی خاں کی اردو منظوم روایات نہایت دیدہ زیب صورت میں پیش کی گئی ہیں اصلی قیمت ۸ ر رعایتی ۶ ر +

تفسیر سورۂ فاتحہ } مصر کے مشہور عالم علامہ محمد عبدہ کی تفسیر کا اردو ترجمہ نہایت معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ ر

ملنے کا پتہ **اسلامک لٹریچر کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۱۲۳ لاہور**

رئیس الاحرار مولانا محمد علیؒ کی مکمل سوانح عمری } یعنے خود نوشت سوانح و مقالات و خطبات و منتخب مضامین نظم و نثر۔ مختلف عہد کی متعدد تصاویر شامل ہیں۔
مقبول اخبارات نے نہایت وقیع و پرزور ریویو لکھے ہیں۔ قیمت معہ محصولڈاک صرف عہ
پتہ:- **جوھر کتابستان (۴) دھلی**

مفت سیرۃ محمد علیؒ مولانا محمد علی کی سوانح حیات با تصویر صفحات ۱۶ قیمتی ایکروپیہ ایک روپیہ کی کتابیں خریدنے پر مفت نذر کیجائیگی

آپکو کچھ خبر بھی ہے کہ آپ کے اسلاف (یعنی گذشتہ زمانے کے مسلمان) دینی و دنیوی زندگی کس طرح گذارتے تھے ان کے اخلاق و عادات کیا تھے۔ آج ان سے غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ ہے کہ ہر طرف مسلمان ذلیل و خوار نظر آتے ہیں دوسری قومیں ہم پر ہنستی ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں یہ ہیں اسلام کا بیڑا ڈبو کر خدا کیلئے ننگ اسلام نہ بنئے۔ انکی مقدس تعلیم دستاویز ... مبارک ہدایات پر عملدرآمد کر کے ثابت کر دیجئے کہ آپ میں اسلام کا حقیقی وجود موجود ہے۔ اور آج ہی سے عہد کر لیجئے کہ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلینگے۔ بچوں اور عورتوں کو انکی تعلیم دینگے۔ اس مقصد کیلئے ترقی بکڈپو نے ... مسلمانوں کی زندگی تیار کی ہے جسکے مطالعہ کے بعد واقعات سے متاثر ہو کر خود بخود انکے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ آپ خود بھی اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیں اور بچوں عورتوں کو پڑھنے کیلئے دیں ... تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں اور تبلیغ کے اہم مقصد کو پیش نظر رکھیں۔ قیمت صرف ... رکھی گئی ہے ... کتابیں خریدنے ... ہیں۔

بہترین علمی ادبی صنفی طبی تاریخی کتابیں جنکے کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں

نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت
شاہ امان اللہ کا سفر یورپ	عا	عہ ر	تہذیب کی سرگذشت	عہ ر	۸ ر
عروس کابل	عہ	عہ ر	دلہن کی ڈائری	عہ	عہ ر
انقلاب کابل	عہ	۸ ر	جواب ڈائری	عہ	عہ ر
شاہ امان اللہ اور بچہ سقہ	عہ ر	۸ ر	بیوی کے فرائض	۱۰ ر	۸ ر
محبوبہ کربلا ظلم یزید	عہ	عہ ر	لذت النکاح	عہ	۱۲ ر
حضرت علی کے قتل کا ہوشربا	عا	عہ	لطف شباب	عہ ر	۱۲ ر
انجام یزید	۱۰	۸ ر	عربی کوک شاستر	عہ ر	۱۲ ر
لیلائے نجد	عہ	۱۲ ر	قانون مباصلت ہر سہ حصہ	۳	۶
خونی قلعہ	عہ	۸ ر	شب نشاط	عہ	عہ ر
افسانہ ثریا	عہ ر	۸ ر	عمل تسخیر	۸ ر	۶ ر
آنالیق مضمون محمدی	عہ ر	۱۲ ر	مفتاح الصحت	عہ ر	۴ ر
اردو کلمات ۲۵	[illegible]	۸ ر	فن شاعری	۸ ر	۴ ر
	۹ ر	۴ ر	حاذق حکماء کے تیر بہدف نسخے	۸ ر	۶ ر

کانفرنس نمبر ... اس کتاب میں سات نئی اور پرانی دلچسپ ادبی اپ بیتیاں ... کی لطف سے ... اور دلچسپ ... مسلمانوں کی اصلاح ... اصلاح کے دکھائی ... کانفرنس کے پریسیڈنٹ کی تصاویر ... قیمت عا رعایتی عہ ر

ملنے کا پتہ **منیجر رسالہ نئی روشنی کوچہ چیلان دھلی**

مسلمانوں کی
سب سے پہلی بیمہ کمپنی

۱۸ سال سے ۵۵ سال تک ہر مرد و عورت ممبر بن سکتا ہے شرائط بالکل آسان ہیں۔ باقاعدہ اقساط کوئی نہیں دینی پڑتیں۔ بڑھاپے کی مصیبت بیٹے بیٹی کی شادی، اولاد کی تعلیم سے بے فکر ہو جائیے یعنی ہماری سب سے آسان مفت بیمہ کی سکیم کے ممبر بن جائیں قواعدہ فارم داخلہ ایک کارڈ لکھ کر مفت طلب کریں۔

ضرورت ہے کمپنی کو ہر شہر۔ ضلع قصبہ میں دیانتدار بارسوخ ایجنٹوں کی جلد ضرورت ہے۔ کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔ صرف ایسے اصحاب درخواست کریں جو بارسوخ محنتی اور دیانتدار ہوں۔ تھوڑی آمدنی والے اور بے روزگاروں کے لئے موقعہ ہے۔ ایجنسی فارم ۲ر کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

پتہ دی بغداد پراویڈنٹ انشورنس کمپنی لمیٹڈ لدھیانہ پنجاب

ایجنسی آفس

بھوپال۔ لاہور۔ سرینگر۔ پونا۔ ناگپور۔ جھانسی۔ بہار۔ کراچی۔ ایٹہ۔ فیروزپور۔ چکاڑ۔ کشمیر۔

جس سے دل چاہے ملاقات نہ ہو گیا ممکن!

دو نہایت ہی مجرب عمل

اس مکر و ریا کے زمانہ میں دھوکہ بازوں نے سچائی کا یقین دلانا دشوار ترین بنا دیا ہے۔ لیکن پھر بھی سچائی اپنے اندر ایک معجزا جیسی قوت پنہاں رکھتی ہے۔ اس لئے چند مجرب عملیات و نقوش جو برسوں کی خدمت گذاری سے اعلیٰحضرت پیر و مرشد سے حاصل ہوئے ہیں آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ فریب خوردہ اور دیگر حاجتمند اصحاب جب ہر طرف سے مایوس ہو چکے ہوں۔ تو خدا کی طاقت پر بھروسہ کر کے خاکسار سے رجوع کریں۔ انشاء اللہ مقاصد حاصل ہونگے۔ یہ عملیات علوی ہیں۔ ان میں کسی قسم کا ڈر خوف یا پرہیز بالکل نہیں۔ عملیات و نقوش بذریعہ وی پی روانہ کئے جاتے ہیں۔ عدم سچائی کی صورت میں دام واپس۔ شرعی اور جائز مقصد کیلئے [illegible]

عمل محبت نہایت آسان اور مجرب عمل۔ ایک دن صرف تین گھنٹہ پڑھنا ہوتا ہے۔ اس کے اثر سے محبوب خود بخود دوڑا ہوا آپکی خدمت میں حاضر ہوگا۔ بچھڑے ہوؤں سے نجات ملیگی۔ میاں بیوی ماں باپ کے درمیان میل محبت ہو سکتی ہے۔ نفرت محبت سے بدل سکتی اور آپس میں صفائی ہو سکتی ہے۔ گمشدہ عزیز واپس آ سکتا ہے۔ وظیفہ وغیرہ مجھ سے شرط ہے۔ ہدیہ صرف …

عمل دافع بیکاری و ترقی روزگار بیکار رہ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کیجئے اس عمل کو معلوم پڑھنے کے بعد آپکو غیب سے روزی ملیگی اور اگر آپکی تجارت میں خسارہ رہتا ہو تو اس عمل کے ذریعہ اپنے کاروبار کو ترقی دیجئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا مسبب الاسباب ہے۔ ہدیہ صرف …

نقش محبت جو صاحب کسی وجہ سے عمل نہ پڑھ سکیں ان کے لئے یہ نقش بہت موثر و مفید ثابت ہوگا۔ اس کی برکت سے معشوق بے چین ہو کر آپکی جانب بڑھیگا اور مسخر ہو جائیگا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہدیہ صرف …

نقش مشکل کشا یہ نقش مختلف مشکلات میں آپکو کام دیگا۔ ہر قسم کے مقدمات میں خواہ وہ کیسے ہی سنگین ہوں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ آپکے حاکم اور افسر خوش رہ سکتے ہیں۔ آپ کے عزیز بچے اور خود آپ جنات سحری و آسیبی سے محفوظ اور تندرست ہو جائینگے۔ عجیب و غریب چیز ہے۔ ہدیہ صرف …

نوٹ۔ اپنا پتہ پورا اور صاف لکھئے۔ فرمائش کیساتھ حلفیہ قسم لکھنا ہوگی کہ وہ عمل یا نقش کسی دوسرے کو نہ بتائینگے۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی خط بھیجئے۔ خط و کتابت پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔ وی پی پہنچنے پر فوراً وصول فرمائیے کیونکہ ڈاکخانہ تین دن سے زیادہ امانت نہیں رکھتا۔

صوفی ریاض احمد۔ کوچہ مغل حویلی نمبر ۱۶۰ لاہور

روپیہ

روپیہ بچانے اور لگانے کا بہترین ذریعہ

گورنمنٹ آف انڈیا

کے

پوسٹ آفس کیش سرٹیفکیٹ خریدو!

۷½ روپے کے عوض میں ۵ سال میں ۱۰ روپے

چھ فیصدی سود در سود اور انکم ٹیکس معاف

اپنی گاڑھی کمائی کو خطرہ میں نہ ڈالو۔ بلکہ معقول منافع پر سب سے محفوظ جگہ پر لگاؤ۔ ایک نام پر دس ہزار روپے تک کی قیمت کے سرٹیفکیٹ خریدے جا سکتے ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ساڑھے سات روپے جیسی معمولی رقم پر بھی چھ فیصدی سود در سود حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ بات اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جن سرٹیفکٹوں کی میعاد ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء یا اس کے بعد ختم ہوتی ہے وہ دوبارہ پانچ سال کیلئے جاری کئے جا سکتے ہیں۔

تفصیلات ہر ڈاکخانہ سے مل سکتی ہیں۔

پیکو آرٹ پریس

لاہور میں بلاک سازی کا سب سے بڑا کارخانہ

پیکو آرٹ پریس سالہا سال سے لاہور میں اپنے کام کی خوبی کے لئے مشہور رہا ہے۔ بلاک سازی اور بلاک چھاپنے میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستیں یہیں سے کام بنوا رہی ہیں۔ سرکاری محکمہ جات بھی پیکو آرٹ ہی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا کام بھی پیکو آرٹ میں تیار ہوتا رہا ہے۔ لائن بلاک، ہاف ٹون اور تھری کلر بلاک سب تیار ہوتے ہیں۔ اور بڑی خوبی سے چھاپے جاتے ہیں۔ بڑی بڑی فرموں کے بلاک لیبل ڈیزائن وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ تشریف لا کر ملاحظہ فرمائیے۔

منیجر پیکو آرٹ پریس

بیرون موچی دروازہ لاہور

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں
عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ
کبھی بے سود ثابت نہیں ہوئے جب تلاش میں ہزاروں روپیہ برباد کیا اب خدا کے کرم
و ناظر جانکر اور گویا ہمارے کرم و کاست تفصیل ہدیہ پہلے کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب
میرے ہم مذہب بھائی فائدہ اٹھا سکیں اپنی بھائیوں کو میری گذارش ہے کہ اقرار
ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے
کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۳ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک
سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے
عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو
تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا مگر اب صرف تین روپے دیکھئے
عمل ۴ یہ ایک آیت قرآنی یا موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس
اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور ہر روز آگ میں جلائی جاتی ہیں جس طرح مرچیں جلتی ہیں
اسی طرح مطلوب کا دل محبت میں جلنے لگتا ہے سات دن میں انشاءاللہ مطلوب آپ کے
آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (عام)
عمل ۵ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت و نیز ترقیم
کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے جس پر
نہیں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی
ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ہدیہ نذرانہ ہے ایک روپیہ چار آنے میں
جس آدمی پڑھنے کی اجازت دے سکتے ہیں جو صاحب عمل ۳ و ۵ ایک ساتھ طلب
فرمائینگے ان سے صرف چار روپے لئے جائینگے اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ
کریں تو محصول ڈاک معاف مع لفافہ میں روانہ کئے جاتے ہیں۔
عملیات منگانے کا پتہ:۔ **فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی**

سانپ کے کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ہے اور بہت مجرب
ہے گزشتہ سال برسات اور گرمیوں میں اس کے حیرت انگیز تجربے ہوئے اور
سینکڑوں مریض صحت یاب ہوئے عمل شریف نہایت آسان اور اسلام کے
مطابق ہے خواہ مریض کیسا ہی بیہوش اور حالت مایوس کن ہو اور کیسے ہی زہریلے
سانپ کے کاٹا ہو پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے مفاد عام اس کو رفاہ عام
کی خاطر قلیل ہدیہ پر مشتہر کرتا ہوں یعنی صرف [illegible] مجھے امید ہے کہ برادران وطن کثرت
سے اس عمل کو منگوا کر بنی نوع انسانوں کی جانوں کو بچائیں گے۔
ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر سید لطف اللہ پوسٹ بکس نمبر ۹۰ دہلی**

نادر طبی کتب

قیمت میں غیر معمولی خاص رعایت
صرف ایک ماہ کیلئے

پیام صحت مشتمل (بر دو جلد) ہومیوپیتھک کی مشہور ضخیم کتاب۔
(اردو میں) قیمت مطبوعہ بیس روپیہ۔ رعایتی قیمت پندرہ روپے۔
طریق تشخیص امراض (بزبان اردو) قیمت مطبوعہ ۵ رعایتی ۴
ازدواجی راز معہ علاج امراض مخصوصہ (بزبان انگریزی)۔
قیمت مطبوعہ ۱۲ رعایتی ۹
خرچ ڈاک ہر حالت میں علاوہ ہوگا۔ مزید رعایت کیلئے لکھنا فضول ہے۔
مشہور اطبا و اخبارات کے ریویو و مضامین مندرجہ کی تفاصیل مفت طلب کریں
المشتہر ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور پنجاب

کیا مانگتا ہے؟

مانگ

گھر بیٹھے مسمریزم، ہپناٹزم، زندہ جادوگری اور خفیہ علوم روحانیت سیکھ کر
تو ایک دنیا کو محو حیرت بنا سکتا ہے، تاریکی میں ہاتھ پاؤں مارنے والے انسان
تیرے اندر حیرت انگیز اور عجیب و غریب روحانی طاقتوں کا ایک خزانہ پوشیدہ ہے
تو اپنے آپکو بھکاری سمجھتا ہے مگر اندر جھانک کر دیکھ، دنیا جہان کی دولت تیرے قدموں پر نثار ہو رہی ہے
سن، دنیا میں کون سی ایسی خواہش ہے جو تیرے ایک ادنیٰ اشارے سے پوری نہ ہو سکے، جسے تو پیار
کرتا ہے اُسے دم زدن میں مسخر کر لینا، حاکم یا افسر کو زیر کرنا، روزگار میں حسب مراد کامیابی حاصل کرنا، مریض
کو پھونک مار کر چنگا کر دینا، اپنی یا دوسرے شخص کی قسمت جنبش نظر سے بدل دینا تیرے بائیں ہاتھ کا کرشمہ
ہے، مفصل واقفیت کیلئے کچھ خرچ نہیں کرنا پڑے گا، صرف ایک کارڈ پتہ ذیل پر آنا چاہئے۔
پتہ:۔ **مسمریزم اینڈ ہپناٹزم ہوم، پوسٹ بکس ۱۵۰ لاہور**

گنج کی شرطیہ دوا

اور چند مفید ترین ایجادات!

تیل نہیں بلکہ سائنٹفک اصولوں پر تیار شدہ ایک قسم کا خوشبودار لوشن ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے گنج دور ہو کر سر پر بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں قوت حافظہ کو از حد مفید ہے۔ بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ آئندہ بال گرنے سے رکتے ہیں۔ اگر اس کی آدھی شیشی سے آدھا فائدہ نہ ہو تو باقی ماندہ شیشی واپس کر کے پوری قیمت طلب کر لیجئے۔ اس قسم کا دعویٰ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سو فیصدی سودمند چیز ہے بڑی محنت، پوری توجہ اور قیمتی اجزا سے تیار کی گئی ہے۔ قیمت فی شیشی "ڈینش ہیئر ٹانک" تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ڈینش ہیئر ریموور یعنی بال اڑانے کا خوشبودار عرق۔ یہ بالکل نئی ایجاد ہے۔ خوشبودار اعلیٰ درجہ کا۔ بدن میلا نہیں ہوتا۔ لگانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ دھونے اور صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جس جگہ سے بال اڑانے ہوں اس جگہ روئی کا پھاہا عرق میں تر کر کے بالوں پر لگا دیں۔ ایک منٹ میں بال خود بخود اتر جائیں گے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ جو مدت تک کے لئے کافی ہے۔

ڈینش لنی مینٹ یعنی کیمیاوی تیل جن کے اعضا گرم سرد ہو گئے ہوں وہ اس تیل کی مالش سے دوبارہ صحتیاب ہو سکتے ہیں۔ صرف مالش کرنے سے رگ و پٹھے کھل جاتے ہیں۔ اور چند روز میں ناکارہ اعضا پھر کام کرنے لگتے ہیں۔ جوڑوں کے درد اور چوٹ کے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اعضا کی کھچاوٹ اور سختی دور کر دیتا ہے۔ لقوہ یا اور دوسری پٹھوں کی بیماری کے لئے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

ڈینش ویجیٹیبل ہیئر آئل سر کے بالوں کے لئے اعلیٰ درجہ کا تیل۔ ہر ایک خوشبو میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے بچاتا ہے خوشبودار اعلیٰ درجہ کا ہے۔ آٹھ دس روز تک خوشبو لگانے کے بعد بھی رہتی ہے۔ عام تیلوں میں اس سے بہتر کوئی تیل نہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصول ڈاک علاوہ۔ چھ شیشی کے خریدار کو محصول معاف۔

ڈینش وائیولیٹ سوریو عطریات کا بادشاہ۔ لگاتے ہی محلہ بھر میں خوشبو پھیل جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔

ملنے کا پتہ:- میسرز ریاض کیمیکل اینڈ پرفیومری کمپنی۔ ریاض بلڈنگ لاہور

ASGHAR ALI MOMAMED ALI
Manufacturing Perfumers
LUCKNOW
(and Branches)
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ

دوشیزہ

علم نوعی خانگی زندگی پر لاجواب تصنیف

دوسرا ایڈیشن

۲۵ عدد بلاک کی اور ایک سو دستی تصاویر۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ حجم اڑھائی سو صفحے سے زائد۔ سائز کلاں۔ کتاب مجلد ہے

قیمت صرف ساڑھے تین روپے (۳؎)

یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ معزز طبقہ میں اس کتاب کو اتنا پسند کیا گیا ہے کہ بعض اصحاب نے کتاب کے مخصوص حصے اپنی لڑکیوں۔ عورتوں اور نوجوانوں کو پڑھائے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کی کتاب جو اتنی مفید ہو۔ آجتک نہیں لکھی گئی۔ بے حد مفید ہے۔ اس لئے اس کا ہر گھر میں موجود ہونا لازمی ہے۔ فحش اور جذبات کو برانگیختہ کرنے والی تحریروں سے پورا پورا اجتناب کیا گیا ہے۔ صرف سائنٹفک طبی اور اخلاقی پہلو سے اس قسم کے رازہائے سربستہ بے نقاب کئے گئے ہیں۔ جو کسی قیمتی سے قیمتی کتاب میں بھی آپ کو نہیں ملیں گے۔ یہ کتاب دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ قیمت کی کتابوں کے مطالعہ اور برسوں کے تجربات اور دقیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اسے منگوایئے۔ پڑھئے اور اس سے فائدہ اٹھا کر مصنف کے حق میں دعائے خیر کیجئے

تصویری مرقع

۲۴ رنگین تصاویر کا مجموعہ

صرف ایک روپیہ میں

تین تین پیسہ میں ایک ایک تصویر مکانوں اور کمروں کی آرائش کیلئے چوکھٹوں میں جڑوا کر رکھئے۔ آپکے کتبخانہ کی زینت بھی ہوگی۔ ٹائٹل دبیز اور رنگین ہے۔ ریشمی فیتہ سے سلائی کی گئی ہے۔ دنیا کے مشہور ترین مصوروں کے شاہکار ہیں۔ چوبیس تصاویر قیمت صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک ۴؎ میں ارسال خدمت ہونگی۔ فی الفور طلب کیجئے

شریر بیوی

مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی ایم اے علیگ کے نہایت دلچسپ نتیجہ خیز سبق آموز اور مذاقیہ رنگ میں لکھے ہوئے افسانوں کا مجموعہ ہے جس میں ایک جدید تعلیمیافتہ آزاد خیال عورت شریر بیوی کے نقاب میں ہندوستانی معاشرت کی خوبیوں و برائیوں کو نمایاں کرتی ہے۔ پڑھتے پڑھتے آپ لوٹ پوٹ ہو جائینگے

قیمت عہ

مینجر نیرنگ خیال بک ڈپو شاہی محلہ لاہور

کاتبہ محمد حسین خوشنویس متصل [illegible] لاہور

50.

IN

ROTARY CAMERA TEST CHART

AIIM X 113

5 1/2 pt New Gothic a e g m 1 6 8 3 The Observer May Have Astig
5 1/2 pt Chelmsford c b n p 4 7 9 5 In Addition To Identifying The
7 pt New Gothic d r w j 8 0 2 1 Such A System, If No
7 pt Chelmsford t s u q 3 5 7 6 As The Reduction Is
9 pt New Gothic z f k v 8 3 0 5 Legibility
9 pt Chelmsford h i l y 8 3 0 5 The Exact

5 1/2 pt New Gothic a e g m 1 6 8 3 The Observer May Have Astig
5 1/2 pt Chelmsford c b n p 4 7 9 5 In Addition To Identifying The
7 pt New Gothic d r w j 8 0 2 1 Such A System, If No
7 pt Chelmsford t s u q 3 5 7 6 As The Reduction Is
9 pt New Gothic z f k v 8 3 0 5 Legibility
9 pt Chelmsford h i l y 8 3 0 5 The Exact

← 220 mm

7 pt New Gothic d r w j 8 0 2 1 Such A System, If Not Properly Adjusted Or Assembled Or If
7 pt Chelmsford t s u q 3 5 7 6 As The Reduction Is Raised, It Will Become Progressively
9 pt New Gothic z f k v 8 3 0 5 Legibility May Be Judged By Scanning T
9 pt Chelmsford h i l y 8 3 0 5 The Exact Reflectance Of The White Sh
5 1/2 pt New Gothic a e g m 1 6 8 3 The Observer May Have Astigmatism That May Cause Two Equal Groups Of Par
5 1/2 pt Chelmsford c b n p 4 7 9 5 In Addition To Identifying The Condition Of A Particular Rotary Camera, These

7 pt New Gothic d r w j 8 0 2 1 Such A System, If Not Properly Adjusted Or Assembled Or If
7 pt Chelmsford t s u q 3 5 7 6 As The Reduction Is Raised, It Will Become Progressively
9 pt New Gothic z f k v 8 3 0 5 Legibility May Be Judged By Scanning T
9 pt Chelmsford h i l y 8 3 0 5 The Exact Reflectance Of The White Sh

AIIM

Association for Information and Image Management

(301) 587-8202

200 mm

CUT THIS SIDE AT DASHED LINE FOR NORTH AMERICAN 11" DIMENSION

CUT THIS SIDE AT DASHED LINE FOR METRIC A4 DIMENSION